

اک ستم اور میری جان

سیما شاہد

جملہ حقوق بحق مصنفہ اور کلاسک اردو میٹریل ویب محفوظ۔

نام کتاب۔۔۔۔۔ اک ستم اور میری جان

مصنفہ۔۔۔۔۔۔۔ سیما شاہد

ای بک پبلشر۔۔۔۔۔ کلاسک اردو میٹریل

پروف ریڈنگ۔۔۔۔۔ سدرہ خان

کمپوزنگ۔۔۔۔۔ سدرہ خان، فرحت نشاط مصطفیٰ

قیمت۔۔۔۔۔۔۔ پانچ سو روپے

سن اشاعت۔۔۔۔۔ مئی 2020

پیش لفظ

کہانیاں لکھنا، اپنے ذہن میں ادھم مچاتے کرداروں کو قلم کے ذریعے قارئین کے سامنے لانا آسان کام نہیں ہوتا۔ قاری اور مصنف کا رشتہ بہت مضبوط ہوتا ہے۔ یہ الفاظ اور احساسات کا نازک رشتہ ہوتا ہے۔ جس میں جب آپ میرے لکھے کو پڑھ کر مسکراتے ہیں، حساس ہوتے ہیں اور میرے لفظوں کو پڑھتے ہوئے ان کے ساتھ جیتے ہیں اور اس کا کھل کر اظہار کرتے ہیں تو دل کرتا ہے کہ مزید آپ کے لیے لکھوں۔ آپ کی محبت و حوصلہ افزائی ہی مجھ میں مزید لکھنے کی لگن پیدا کرتی ہے۔

کسی بھی ناول، کتاب یا افسانے کو کامیاب بنانے کے لئے جتنی محنت اور کوشش ایک لکھاری کرتا ہے۔ اس سے کہیں زیادہ ایڈیٹر، پروف ریڈر کو کرنی پڑتی ہے اور سدرہ خان نے اس ذمہ داری کو بخوبی نبھایا ہے۔ میں تہہ دل سے تمام قارئین، سدرہ خان، فرحت نشاط مصطفیٰ، ماہوش عروج، فریال فاطمہ، لاریب رانا اور فرشتہ چودھری کی اس سفر میں ساتھ نبھانے، ہمت افزائی کرنے کے لیے شکر گزار ہوں۔

سیماشاہد

اک ستم اور میری جان

اک شخص ہے جو خواب ہے
اک لمحہ ہے جو عذاب ہے
کہیں بن کہے بن سنے جذبات ہیں
ذرا سنو!

یہ اک ستم کی داستان ہے
جو کہیں کہیں مہربان ہے
وہ آئے

تو دئے جل اٹھے

وہ بولے

تو پھول کھل اٹھے

وہ روٹھے

تو دل بول اٹھے

نہ کرو یہ ستم میری جان

وہ چھوڑ جائے

تو خیال ستائے

ایک ستم اور میری جان

وہ پھر سے لوٹ آئے

تو ہم کہیں

اک ستم اور میری جاں

(فرحت نشاط مصطفیٰ)

تانیہ نے بیزاری سے اپنی کلائی پر بندھی گھڑی میں وقت دیکھا۔ وہ یہاں زیادہ دیر تک رکنا نہیں چاہتی تھی۔ اسے پارٹی میں آئے چالیس منٹ ہو چکے تھے۔ ہر چیز ٹھیک تھی۔ لیکن اب وہ بور ہو رہی تھی۔ اس کے گھرے لمبے سیاہی مائل براؤن بال اونچی پونی میں بندھے ہوئے تھے۔ پاؤں میں پہنی چھ انچ کی لمبی ہیل اسے چھ رہی تھی۔ گلابی میکسی میں اس کا نازک وجود دور سے ہی لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر رہا تھا۔ ایک کلائی میں یا قوت اور گولڈ کا نازک قیمتی بریسلٹ اور کانوں میں جھولتے یا قوت کے آویزے اسے پارٹی میں سب سے نمایاں بنا رہے تھے۔

ہر کوئی اس سے بات کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اب اس کے سر میں درد شروع ہو چکا تھا۔ وہ جلد از جلد اس پارٹی سے بھاگ جانا چاہتی تھی تاکہ گھر جا کے اس فینسی ڈریس، شوز اور جیولری سے چھٹکارا حاصل کر کے سکون سے سو سکے۔

یہ مشہور فائو اسٹار ہوٹل اس کے مرحوم باپ کا تھا۔ جس کی وہ مالک اور ایونٹ آرگنائزرز تھی۔ بڑی بڑی پارٹیاں اریج کرنا، ایونٹ آرگنائزرز کرنا اس کا کام تھا۔ وہ شہر کی سب سے مشہور اور مہنگی ٹرین ایونٹ آرگنائزرز

میں سے ایک تھی۔ وہ بنگ تھی اس کے آئیڈیاز منفرد تھے۔ جن کی وجہ سے ہر بڑی پارٹی اسے ہائر کرنا چاہتی تھی لیکن وہ صرف اپنے بابا کے ہوٹل ایونٹس تک محدود رہنا پسند کرتی تھی۔ اس نے اپنی شخصیت پر ایک بزنس وومین کا غلاف چڑھا لیا تھا لیکن کام کے بعد وہ گھر میں اپنے پرانے روپ میں واپس آ جاتی تھی۔

کبھی کبھی وہ سوچا کرتی تھی کہ بابا اگر زندہ ہوتے تو اس کے اس روپ کو، کام کو دیکھ کر کتنا حیران اور خوش ہوتے۔ وہ ہمیشہ اس کے ٹام بوائے انداز سے پریشان رہا کرتے تھے۔ مارپیٹ کرنا، لڑکوں کے انداز میں رہنا وہ زیادہ ترجیجز ٹی شرٹ اور پرانے جاگرز میں ملبوس رہتی تھی۔ بال کٹوانے پر بابا کبھی بھی راضی نہیں ہوئے تھے تو وہ بالوں کو الجھے الجھے انداز میں لپیٹ کر کیپ پہن کر رکھتی تھی مگر اب۔۔۔۔۔

باپ کا سایہ سر پر سے اٹھنے کے بعد اسے کم عمری میں ہی سنجیدگی سے ہوٹل کا بزنس سنبھالنا پڑا تھا۔ ورنہ اس کے بابا کی ساری زندگی کی محنت اور کمائی ضائع ہو جاتی۔ ابھی بھی وہ ایک بڑی بزنس پارٹی میں موجود تھی۔ جہاں شہر کے سارے رؤسا موجود تھے۔ سیاستدان سے لے کر فلم اسٹارز سب اس ماحول کا حصہ تھے۔ وہ ہوٹل مینجر اور ملازمین کو ساری ہدایات دے کر پارٹی سے نکلنے ہی لگی تھی کہ مشہور ماڈل ماریہ ڈرنک کا گلاس پکڑے اس کے پاس آئی۔

"پائے تانیہ ڈارلنگ! تم نے ہمیشہ کی طرح ایک بہترین پارٹی آرگنائز کی ہے اُس ونڈر فل۔"

"کھینکس۔" اس نے پیچھا چھڑانے والے انداز میں کہا۔

"تانیہ وہ مسٹر اینڈ مسز تھا مسن سے جو آدمی بات کر رہا ہے۔ وہ کون ہے؟ ذرا دیکھو تو کتنا اینڈ سم ہے۔ کہیں کوئی نیا ماڈل یا فلم اسٹار تو نہیں؟" ماریہ نے تجسس سے پوچھا۔

تانیہ نے کونے پر کھڑے مسٹر اینڈ مسز تھا مسن اور ان کے ساتھ کھڑے جوان کو دیکھا اور چونک گئی۔ اس آدمی کی پر سنیلٹی واقعی بہت سحر انگیز تھی۔ عمر کا اندازہ لگانا مشکل تھا۔ شاید اٹھائیس یا تیس سال، لمبا قد اس پر گہری براؤن چمکتی ہوئی آنکھیں، وہ واقعی الگ تھا یا اسے ہی الگ لگا؟

"ہینڈ سم ہے نا؟ چلو اب تم مجھے جلدی سے اس سے متعارف کروادو۔" ماریہ نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔ "مس ماریہ! میں اسے نہیں جانتی۔ آپ ایسا کریں خود ادھر چلی جائیں۔ آپ ایک مشہور ماڈل ہیں۔ آپ کو دیکھ کر مسز تھا مسن آپ کا تعارف خود کروادیں گی۔" وہ روکھے لہجے میں بولتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔

ماریہ نے تنفر سے اسے جاتے ہوئے دیکھا پھر گلاس ایک میز پر رکھ کر اپنے بالوں کو ہاتھ سے درست کیا اور مسز تھا مسن کی طرف بڑھ گئی۔

تانیہ چہرے پر زبردستی کی مسکراہٹ سجائے سب سے ملتی ہوئی ہال کے کنارے پر پہنچ چکی تھی۔ جب اس کی نظر ٹیرس پر پڑی۔ جہاں وہی ہینڈ سم آدمی کئی لڑکیوں میں گھرا ہوا نظر آیا۔ وہ اسے گھور رہی تھی۔ جب اس آدمی نے بھی اس کی نظروں کی تپش محسوس کر کے اس کی سمت دیکھا۔ تانیہ کو اس کی نظروں سے برق سی نکلتی محسوس ہوئی۔ اس نے تیزی سے اپنی نظریں ہٹائیں۔ خفت سے اس کے گال تپ اٹھے تھے۔

"کتنابر افلرٹی ہے یہ شخص اور یہ لڑکیاں کس قدر احمق ہیں۔" اس نے بیزاری سے رخ موڑا۔ ابھی وہ نکلنے ہی والی تھی کہ اس پارٹی کی میزبان اور مشہور سیاستدان منسٹر خانزادہ کی وائف نے اسے آواز دے کر اپنی میز پر بلایا۔

"یس مسز خانزادہ!" وہ ان کی میز کے نزدیک آئی۔

"مس تانیہ آپ نے واقعی ایک بہترین پارٹی آرگنائز کی ہے۔ آپ کا ہوٹل اور مینیجمنٹ سٹاف بہترین

"تھینکس مسز خانزادہ۔" تانیہ نے مسکرا کر شکریہ ادا کیا۔ مسز خانزادہ نے مسحور کن انداز میں اس کے گلابی گالوں پر پڑتے دلکش ڈمپلز کو دیکھا۔

"مس تانیہ آپ کا نام بہت سنا تھا لیکن جب میں آپ سے ملی تو مجھے بالکل بھی یقین نہیں تھا کہ اتنی ینگ لڑکی ہماری پارٹی ہینڈل کر سکتی ہے اور اتنا بڑا ہوٹل چلا رہی ہے۔ آئی مسٹ سے یو آر ویری ٹیلنٹڈ۔" وہ اس کی تعریف کر رہی تھیں۔

وہ تین دن پہلے ہی اسٹیٹس سے واپس آیا تھا اور آج بابا سائیں کی سخت ہدایات پر اپنے چچا کی پارٹی میں موجود تھا۔ اسے اپنی سحر انگیز پرسنلیٹی کا بھرپور اندازہ تھا۔ جب سے وہ پارٹی میں آیا تھا۔ لڑکیاں تو لڑکیاں کئی شادی شدہ خواتین کی نگاہوں کا بھی مرکز بنا ہوا تھا۔ بڑی مشکل سے وہ اپنے اکھڑ انداز پر قابو رکھتے ہوئے سب سے مل رہا تھا۔ جب اسے اپنے اوپر کسی کی نظروں کا احساس ہوا۔ نظر اٹھا کر اس نے سامنے دیکھا تو ایک چوبیس پچیس سال کی لڑکی اسے گھور رہی تھی۔ اس کی نظروں میں دوسری لڑکیوں کی طرح اس کیلئے ستائش ہر گز نہیں تھی۔ نظر ملتے ہی اس لڑکی نے نگاہ چرائی تھی۔ اس کا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا۔ وہ نخوت سے اسے دیکھنے کے بعد خود کو گھیرے میں لیے ہوئی خواتین سے چھٹکارا پا کر آگے بڑھا۔ وہ چچی کو اپنے جانے کا بتا کر اس فضول سی پارٹی سے نکلنے والا تھا۔ جب اسے چچی کی میز پر وہی لڑکی کھڑی نظر آئی۔ وہ اسے نظر انداز کرتا ہوا چچی سے مخاطب ہوا۔ "چچی ماں اب مجھے اجازت دیں۔" وہ بیزاری سے بولا۔

تانیہ اپنے پیچھے مردانہ آواز سن کر چونک کر مڑی اور اس فلرٹی ہینڈ سم نوجوان کو دیکھ کر تھوڑا دور ہٹ گئی۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"سلجوق بیٹا ان سے ملو یہ ہیں مس تانیہ، اس ہوٹل کی مالک اور ہماری ایونٹ آرگنائزر اور مس تانیہ یہ سلجوق

خانزادہ ہیں۔ ہماری خانزادہ انڈسٹریز کے نئے مینیجنگ ڈائریکٹر۔" انہوں نے تعارف کروایا۔

"ہیلو!" تانیہ نے ناچاہتے ہوئے بھی اسے ہیلو کہا۔

"اوکے چچی ماں میں چلتا ہوں۔" سلجوق نے اس کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

"سلجوق!" اب کے ان کہ لہجہ میں تنبیہ تھی۔

"میں چاہتی ہوں مس تانیہ تمہارے بزنس لانچ کی پارٹی آرگنائز کریں۔" مسز خانزادہ نے اسے گھورا۔

سلجوق نے ان کی بات سن کر سرسری انداز میں بیزار کھڑی تانیہ پر نظر ڈالی۔ اس کا انداز صاف بتا رہا تھا کہ اسے سلجوق، اس کی پارٹی یا بزنس کسی چیز میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ وہ مارے بندھے کھڑی ہوئی اپنی کلائی پر بندھی گھڑی میں بار بار وقت دیکھ رہی تھی۔

"ویل مس! اگر آپ کو مزید کام کی تلاش ہے تو آپ ہماری ایونٹ آرگنائزر بن سکتی ہیں۔ آخر ہماری چچی ماں نے سفارش کی ہے تو ان کی بات تو رکھنی ہے۔ آپ کل میرے آفس آجائیے گا۔" وہ مغرور اکھڑ انداز میں کہتا ہوا پلٹ کر باہر نکل گیا۔

تانیہ کا چہرہ غصہ سے سرخ پڑ گیا تھا۔ وہ اس بد تمیز انسان کو بتانا چاہتی کہ وہ اس ناقابل برداشت انسان کے ساتھ ہر گز بھی کام نہیں کرنا چاہتی لیکن وہ اسے کچھ بھی کہنے کا موقع دیے بغیر اپنی سنا کر چلا گیا تھا۔ وہ اس پر چیخنا چاہتی تھی۔ اس کی جاب آفر اس کے منہ پر مارنا چاہتی تھی لیکن اس وقت اس پارٹی میں سب کی توجہ اس پر تھی اور اس طرح کرنے سے اس کا خود کا ہی تماشہ لگ جاتا اس لیے وہ ایک گہری سانس لیتے ہوئے مسز خانزادہ کی طرف متوجہ ہوئی۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"سوری تانیہ! سلجوق کا انداز کچھ ایسا ہی ہے۔ تم برا نہیں ماننا پلینز اور مجھے بڑی خوشی ہوگی اگر تم ہمیں جوائن کرو گی۔" مسز خانزادہ نے سلجوق کے رویے کی تلافی کرنے کی کوشش کی۔

"اٹس اوکے مسز خانزادہ! آپ کی آفر کا بہت شکریہ۔" وہ بڑی مشکل سے اپنا لہجہ نرم رکھتے ہوئے بولی۔
"میں آج کل ہوٹل مینجمنٹ میں بہت بڑی ہوں۔ میرے پاس اس وقت مزید پراجیکٹ لینے کا بالکل بھی ٹائم نہیں ہے۔ مجھے امید ہے آپ میری مصروفیات کو سمجھیں گی۔" وہ نپے تلے انداز میں انہیں انکار کرتی ہوئی اجازت لے کر اپنے اسٹاف کو ہدایات دے کر اپنے گھر روانہ ہو گئی۔

صبح کا وقت تھا وہ جاگنگ سے فارغ ہو کر کچن میں آیا۔ جہاں ملازم نے اس کے فریش جوس کا گلاس تیار رکھا ہوا تھا۔ جوس کا گلاس لے کر وہ اپنے کمرے میں جانے کیلئے سیڑھیوں کی طرف بڑھا ہی تھا کہ بارعب سے بابا سائیں نے اسے آواز دی۔ وہ اخبار لیے لاؤنچ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ اوپر جانے کا ارادہ ترک کر کے ان کے پاس آیا۔
"سلام بابا سائیں سوری میں نے آپ کو دیکھا نہیں تھا۔" وہ ان کے پاس ہی بیٹھ گیا۔

"سلجوق بیٹا! تم آج سے اپنا نیا آفس جوائن کر رہے ہو۔ میں چاہ رہا تھا کہ ایک بڑی شاندار سی پارٹی دی جائے تاکہ پوری دنیا کو پتہ چل جائے شاہ زیب خانزادہ کا پوتا، شاہ میر خانزادہ (مرحوم) کا اکلوتا بیٹا ولایت سے آگیا ہے۔" وہ اپنا ارادہ بتا رہے تھے۔

"جیسا آپ چاہیں بابا سائیں! لیکن مجھے یہ پارٹیز وغیرہ پسند نہیں ہیں۔" وہ اپنی رائے دیتا ہوا بولا۔

"پارٹی تو بنتی ہے بابا سائیں آپ فکر مت کریں میں شہر کے سب سے بیسٹ ایونٹ آرگنائزر کے انٹرویوز کر کے ایک بہترین پارٹی اریج کروں گی۔ جسے لوگ برسوں یاد رکھیں گے۔" شہلا ملازمہ کے ساتھ چائے کی ٹرے میز کے درمیان رکھواتی ہوئی بولیں۔

"اسلام علیکم چچی ماں!" سلجوق نے انہیں سلام کیا۔

وعلیکم السلام، وہ اس کے سلام کو جواب دیتی ہوئی بابا سائیں کو چائے سرو کرنے لگیں۔

"بہو آپ نے تو کہا تھا کہ ایونٹ آرگنائزر، کیا نام تھا بھلا؟ ہاں تانیہ! آپ اریج کر چکی ہیں۔ تو پھر اب یہ انٹرویوز کیوں؟" شاہ زیب صاحب الجھ گئے۔

"بابا سائیں وہ بہت مصروف ہے۔ اس لیے اس نے معذرت کر لی تھی۔ آپ فکر مت کریں۔ میں تانیہ سے بھی بیسٹ آرگنائزر ہائر کروں گی۔" وہ کن اکھیوں سے سلجوق کو دیکھتے ہوئے بولیں۔

"وہ لڑکی اچھی تھی۔ کل پارٹی میں اس کا کام دیکھا تھا۔ خیر آپ جلد از جلد کسی کو سلجوق کے آفس کیلئے اور آفس ایونٹس کیلئے ہائر کریں۔" وہ بات ختم کرتے ہوئے بولے۔

سلجوق نے جو ختم کر کے گلاس میز پر رکھا اور اجازت لیتا ہوا اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔ آج اس کا آفس کا پہلا دن تھا۔ جسے وہ ہر گز بھی لیٹ کرنا نہیں چاہتا تھا۔

نیو پیلس ہوٹل شہر کے کنارے پر واقع تھا۔ وہ گاڑی کی چابی دربان کو دیتی ہوئی کھٹ کھٹ کرتی اندر داخل ہوئی۔ بلیو جینز پر سفید کرتا پہنے لمبے بالوں کی حسب معمول اونچی پونی بنائے وہ پلاسٹک کی گڑیا لگ رہی تھی۔ وہ

تیزی سے چلتی ہوئی دوسری منزل پر واقع اپنے آفس میں داخل ہوئی ہی تھی کہ اس کی سیکریٹری سائرہ فائل
تھامے اندر داخل ہوئی۔

"میم سر ارشد کے صبح سے کئی فون آچکے ہیں۔ وہ آپ سے ملنا چاہ رہے ہیں۔" وہ فائل میز پر رکھتے ہوئے بولی۔
"تو پھر پر اہم کیا ہے؟ انہیں آفس بلا لیں۔" وہ فائل کھولتے ہوئے بولی۔

"میم وہ معذور ہیں۔ ادھر اتنی دور نہیں آسکتے۔ وہ آپ کو اپنے گھر بلوا رہے ہیں۔ وہ کہہ رہے تھے شادی کی
تقریب کے سارے معاملات آج ہی فائل کرنے ہیں۔" سائرہ نے وضاحت دی۔

"ویل میں کسی کے گھر جا کر تو نہیں مل سکتی۔ آپ ایسا کریں ان کے گھر کے نزدیک کسی کافی ہاؤس میں میٹنگ
ارینج کر لیں۔" وہ سائرہ کو ہدایات دینے کے بعد اپنے کاموں میں مصروف ہو گئی۔

اب شام میں اسے کافی ہاؤس میں ارشد صاحب سے بھی ملنا تھا۔ جن کی بیٹی مشہور اداکارہ ثنا کی شادی وہ اپنے
ہوٹل میں آرگنائز کر رہی تھی۔

اپنے سارے کام نبٹا کر وہ چار بجے ارشد صاحب سے ملنے کیلئے کافی ہاؤس روانہ ہوئی۔ ٹریفک کے رش کی وجہ سے
جلدی جلدی کرتے ہوئے بھی وہ پورے بیس منٹ لیٹ ہو چکی تھی۔ گاڑی پارک کر کے سن گلاسز بالوں پر
ٹکائے ہوئے پین اور فائل ہاتھ میں لیے تیزی سے اندر داخل ہوئی۔ اندر داخل ہو کر چاروں اطراف نگاہیں
دوڑائیں تو اسے ارشد صاحب اپنے بیٹے کے ساتھ دائیں جانب بیٹھے نظر آئے۔ وہ سکون کا سانس لیتے ہوئے ان
کی میز پر آئی۔

"سوری سر ٹریفک جام تھا۔ میں لیٹ ہو گئی۔" وہ فائل میز پر رکھ کر کرسی گھسیٹتے ہوئے بولی۔

"کوئی بات نہیں بیٹا آپ آگئی یہی بڑی بات ہے۔" انہوں نے شفقت سے جواب دیا اور پاس سے گزرتے ویٹر کو

وہ سنجیدگی سے انہیں پوری پارٹی کی تفصیلات سمجھا رہی تھی۔

"مانا پڑے گا تانیہ سس آپ واقعی بہت ٹیلنٹڈ ہو۔" ارشد صاحب کے بیٹے سعد نے اس کی تعریف کی۔ جس پر تانیہ نے مسکرا کر اس کا شکریہ ادا کیا۔

ویٹر کافی اور سینڈوچز لا چکا تھا۔ وہ ایکسیوز کرتی ہوئی اٹھی۔ اب اس کا رخ ہاتھ دھونے کیلئے واش روم کی جانب تھا۔

سلجوق خانزادہ کا آج کا پورا دن بہت مصروف گزرا تھا۔ بزنس اس کیلئے کوئی نئی چیز نہیں تھی لیکن پاکستان میں بزنس الگ چیز تھی۔ زوہان اس کا چچا زاد بھائی پورا وقت اس کے ساتھ رہا تھا۔

"سلجوق یار چلو آج تمہیں اچھی سی کافی پلاتا ہوں۔" وہ آفس ٹائم ختم ہوتے ہی اس کے کین میں آیا۔

"باہر جانے کی کیا ضرورت ہے کافی ادھر ہی منگوا لو۔" سلجوق سنجیدگی سے بولا۔

"یار تم باہر رہ کر بہت بور ہو گئے ہو اور آفس کی کافی تو اب روز ہی پیو گے۔ ابھی میرے ساتھ چلو۔ نزدیک ہی

ایک زبردست سی کافی شاپ ہے۔ ادھر کی کافی واللہ بہت بہترین ہوتی ہے۔" زوہان نے اسے چلنے کا اشارہ کیا۔

"اوکے لیٹس گو۔" سلجوق نے اپنا کوٹ اٹھایا۔

وہ دونوں چلتے ہوئے لفٹ تک آئے۔

سلجوق بھائی! آپ اپنی گاڑی میں مجھے فالو کریں۔ بس پانچ منٹ کی ڈرائیو پر کیفے ہے۔" زوہان نے مسکرا کر کہا

اور اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔ سلجوق نے بھی اسکی پیروی کی۔

وہ دونوں ریسٹورنٹ نما کیفے میں بیٹھے ہوئے اپنی کافی اور سنیک انجوائے کر رہے تھے۔ جب زوہان کی نظر

"واؤ بیوٹی فل۔" وہ بے ساختہ کہہ اٹھا۔

سلجوق نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔ سامنے وہی لڑکی تھی۔ جس نے اس دن پارٹی میں اسے انگور کیا تھا اور بعد میں چچی ماں کو جواب سے انکار کر کے اس کی مزید ہتک کی تھی۔
 "تم جانتے ہو اس لڑکی کو؟" سلجوق نے سرسری انداز میں پوچھا۔

"یس برویہ وہی ہے۔ جس نے ابھی کچھ دن پہلے ڈیڈ کی پارٹی آرگنائز کی تھی۔ مماتو اسے آفس کیلئے مستقل ہائر کرنا چاہ رہی تھیں پر اس نے منع کر دیا۔" زوہان اپنی نظریں تانیہ سے ہٹاتے ہوئے بولا۔
 "چلو اب چلیں۔" سلجوق بیزاری سے بولا۔

"برو آپ بل پے کر کے نکلیں۔ میں نے ابھی اکیڈمی سے ردا کو بھی پک کرنا ہے۔" زوہان جلدی سے کھڑا ہوا اور ویٹر کو بل لانے کا اشارہ کر کے باہر نکل گیا۔

سلجوق کی نگاہیں بھٹک بھٹک کر اسی میز کی طرف جارہی تھیں۔ جہاں وہ لڑکی بیٹھی ہوئی تھی اور جب ہی وہ سامنے بیٹھے لڑکے کی کسی بات پر مسکرائی تھی۔ اس کی مسکراہٹ اور گلابی گالوں پر پڑتے ڈمپلز کو دیکھ کر وہ ایک لمحے کے لیے مبہوت سا ہوا تھا۔ پتہ نہیں کیوں پر اس کے سامنے بیٹھے اس مخنچو سے لڑکے کا منہ توڑنے کی خواہش اس کے دل میں بیدار ہو رہی تھی۔ بہتر تھا کہ بل ادا کر کے وہ یہاں سے نکل جاتا۔
 بل ادا کرنے کے بعد وہ اٹھا ہی تھا۔ جب وہ اسے واش روم کی جانب جاتی ہوئی دکھائی دی۔

اس کے قدم خود بخود تانیہ کے سمت رواں ہو گئے تھے۔ وہ گیلری میں جا کر رک گیا۔ کچھ ہی دیر میں تانیہ لیڈیز واش روم سے نکلتی ہوئی نظر آئی۔ وہ اسے سامنے دیکھ کر چونک سی گئی تھی۔ اس کی آنکھوں میں ابھرتی شناسائی اور پھر ناگواری کی لہر سلجوق کی زیرک نگاہوں سے او جھل نہ رہ سکی تھی۔ وہ اس کے بالکل سامنے اس کی راہ

"ہیلو مس ایونٹ آرگنائزر!" سلجوق نے اسے بغور دیکھتے ہوئے مخاطب کیا۔

"آپ کون؟ سوری میں نے آپ کو پہچانا نہیں۔ اگر آپ کو کوئی کام ہے تو آفس میں رابطہ کیجئے اور میرا راستہ چھوڑیے۔" تانیہ نے انجان بن کر اسے راستے سے ہٹانا چاہا۔

سلجوق نے گہری نظروں سے انجان بننے کی ایکٹنگ کرتی ہوئی تانیہ کو دیکھا۔ تانیہ خود پر گڑی اس کی نظروں سے اندر ہی اندر اچھا خاصا بوکھلا چکی تھی۔ یہ آدمی اسے پہلے ہی دن سے اپنی طرف متوجہ کر چکا تھا اور وہ اس کے مغرور اکھڑ اور چھا جانے والے انداز کی وجہ سے کسی بھی صورت اس کے ساتھ کام نہیں کرنا چاہتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے مسز خانزادہ کو انکار کیا تھا۔

"آپ کی کسی بات پر مجھے اعتبار نہیں ہے مس! جیسے بقول آپ کے آپ بہت مصروف ہیں اور آپ کی مصروفیت تو اس کیفے میں صاف نظر آرہی ہے۔" وہ طنزیہ انداز میں بولا۔

"میں آپ کو جواب دہ نہیں ہوں راستہ چھوڑیے۔" تانیہ کا دل کھینچ کر ایک تھپڑ اس کے منہ پر مارنے کے لیے پچل رہا تھا۔

"میری فیملی نے آپ کو کام کیلئے اپروچ کیا تھا اور آپ نے اپنی جھوٹی مصروفیات کا رونا رو کر میری ماں جیسی چچی کا دل دکھایا ہے۔ آپ کے اتنے شارٹ نوٹس کی وجہ سے اب وہ بے حد پریشان ہیں لیکن پھر بھی اگر آپ میں ذرا سا بھی پروفیشنلزم یا احساس ذمہ داری ہے تو میں آپ کو اپنی کمپنی کے ایونٹس کیلئے ہائر کرنا چاہوں گا۔" وہ سنجیدگی سے بول رہا تھا۔

تانیہ بڑے ضبط سے اسے سن رہی تھی۔ وہ اسے بتانا چاہتی تھی کہ وہ اس جیسے ناقابل برداشت، گھمنڈی آدمی کو ایک گھنٹہ بھی برداشت نہیں کر سکتی تو اس کے ساتھ کام کرنا تو ممکن ہی نہیں تھا۔ اسی لیے اس نے مسز شہلا

خانزادہ کو انکار کیا تھا۔ لیکن وہ اکیلی لڑکی تھی۔ ان بڑے سیاسی خاندان والوں سے وہ ہر گز بھی الجھنا نہیں چاہتی تھی۔ اس لیے اس نے خود کو کمپوز کیا۔

"دیکھئے مسٹر خان!" تانیہ نے اسے مخاطب کیا۔

"مائی نیم از سلجوق خانزادہ۔" سلجوق نے اسے ٹوکا۔

"مسٹر سلجوق! میرے پاس اس وقت پورے سال بھر کی ایونٹس بکنگ ایڈوانس میں ہوئی ہو چکی ہیں۔ ورنہ آپ کی انڈسٹری کے ساتھ کام کرنے کا موقع میری کمپنی کبھی بھی ہاتھ سے نہیں جانے دیتی۔ امید ہے آپ میری بات کو سمجھیں گے۔ اینڈناؤاف یو ایکسیکوز می میرے کلائنٹ ویٹ کر رہے ہیں۔" وہ متانت سے بولی۔

اس کے گھڑے ہوئے بہانے وہ اچھی طرح سمجھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں اپنے لیے ناگواری وہ پہلے ہی نوٹ کر چکا تھا۔ سامنے کھڑی پانچ فٹ چھ انچ کی یہ لڑکی اب اس کیلئے ایک چیلنج بن چکی تھی۔ اس کی گہری سیاہ آنکھیں مزید گہری ہو گئی تھیں۔

"آف کورس آپ بزی ہوں گی۔" وہ اپنے لہجے میں نرمی کا تاثر لاتے ہوئے گویا ہوا۔

"مگر یقیناً آپ کے پاس کچھ نہ کچھ وقت تو ہو گا؟ بڑے سے بڑے ایگزیکٹو ڈائریکٹر بھی ہفتہ کے سات دن تو کام نہیں کرتے۔ اب جیسے آج آپ نے ادھر آنے کیلئے بھی تو کچھ گھنٹے اپنے قیمتی وقت سے نکالے ہی ہیں۔" وہ اس پر طنز کر رہا تھا۔

تانیہ ہر صورت اس گلے پڑی مصیبت سے پیچھا چھڑانا چاہتی تھی۔ اس کا دماغ تیزی سے کوئی مناسب الفاظ میں انکار کی وجہ ڈھونڈ رہا تھا۔

"یس میں نے بڑی مشکل سے آج وقت نکالا ہے۔ اپنے ڈیڈ کے پرانے دوست اور میرے کلائنٹ سے ملنے کیلئے اور مجھے احساس ہے کہ میں بار بار اپنی ذمہ داریوں سے وقت نہیں نکال سکتی۔ اس لیے بہت معذرت۔ میں لیٹ ہو رہی ہوں۔" وہ بولتے بولتے رکی اور اپنی کلائی پر بندھی گھڑی میں وقت دیکھا۔

سلجوق نے اسے جانے کا راستہ دیا۔ اب اس کی گہری پرسوج نظریں اس کی پشت پر جمی ہوئی تھیں۔

تانیہ کو اپنی پشت پر جمی اس کی نگاہوں کا اچھی طرح سے احساس ہو رہا تھا۔ اسے لگ رہا تھا کہ جیسے وہ چاہتا ہو کہ وہ پلٹے اور اسے مڑ کر ایک بار دیکھے لیکن وہ مڑ کر اس گستاخ انسان کے تپے ہوئے چہرے کو دیکھنے کی خواہش دباتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔

سارے کاموں سے فارغ ہو کر وہ جب گھر پہنچی تو شام کے سات بج رہے تھے۔ شاور لے کر، آرام دہ لباس پہن کر وہ کچن میں آئی۔ کچھ بھی پکانے کا نہ موڈ تھا اور نہ ہی ہمت۔ اس لیے اس نے فریج سے دودھ نکال کر میز پر رکھا اور سیریل کا ڈبہ اٹھا کر پیالہ میں تھوڑا سیریل ڈالا۔

"انکل یہ اتنی بڑی ہو گئی ہے۔ اسے پلینز کچھ کچن کا کام سکھائیں۔ میں نے کھانا مانگا تھا اور یہ سیریل اٹھا کر لے آئی ہے۔" تانیہ کی آنکھوں میں ماضی کا ایک لمحہ لہرایا۔

"میری بیٹی ابھی بہت معصوم ہے۔ تم فکر مت کرو وقت آنے پر سب سیکھ جائے گی۔" ڈیڈ کی ماضی کی محبت بھری آواز گونجی اور تانیہ نے اپنے ہاتھ میں پکڑا چھچھوایا پیالے میں رکھا۔ اب اس کی آنکھوں میں پانی چمک رہا تھا۔ بھوک مرچکی تھی۔ دودھ کو واپس فریج میں رکھ کر وہ اپنے بیڈ روم میں آئی۔ ناچاہتے ہوئے بھی اس کا ذہن روز کی طرح ماضی کی بھول بھلیوں میں بھٹک رہا تھا۔

"تانیہ تم میں بچپنا بہت ہے۔ کوئی کام تم ڈھنگ سے نہیں کر سکتی۔ مجھے اپنے ساتھ ایک سمجھدار و خوبصورت بیوی کی ضرورت ہے۔ تمہارے جیسی لڑکانہ لڑکی میرے ساتھ نہیں چل سکتی۔" عمر کی آواز گونجی۔

"سعید تمہاری بیٹی میرے عمر کے قابل نہیں ہے۔ مجھے اس کا گھر بسانا ہے۔ بگاڑنا نہیں ہے۔ وہ تو بس درخت پر چڑھنا، سائیکل چلانا ہی کر سکتی ہے۔ گھر سنبھالنا اس کے بس کی بات نہیں ہے۔" پھپھو کی آواز گونجی۔

"آپا ایسا مت کہیں وہ بن ماں کی بچی ہے۔ میں اسے سمجھاؤں گا اور آپ اس طرح کیسے بچپن کا رشتہ توڑ سکتی ہیں؟ کچھ تو خیال کریں۔" ڈیڈ کی آواز میں بے بسی ولا چاری تھی۔

"پھپھو جلدی سے آئیں۔ ڈیڈ کو کچھ ہو گیا ہے۔ وہ اٹھ نہیں رہے۔" اس کی اپنی روہانسی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔

"جس کی تم جیسی اولاد ہو وہ تو مرے گا ہی۔ خیر میں ایئر پورٹ پر ہوں۔ تم ایسا کرو چوکیدار سے کہہ کر ایسبولینس بلوالو یا اپنے ہوٹل مینجر کو فون کرو۔"

ٹوں ٹوں ٹوں۔۔۔ فون بند ہو گیا تھا اور شاید اس کی قسمت کا دروازہ بھی۔۔۔

تانیہ نے ایک گہرا سانس لے کر خود کو کمپوز کیا۔ ماضی گزر چکا تھا لیکن آج بھی جب وہ آنکھیں بند کرتی تھی تو عمر اس کی آنکھوں میں اتر آتا تھا۔ وہ عمر جس کی وہ بچپن کی منگ تھی۔ وہ عمر جو اس کی اکلوتی پھپھو کی اولاد تھا۔ وہ عمر جس کے اس نے خواب دیکھے تھے۔ وہ عمر جس نے سارے خواب اس کی آنکھوں سے نوبچ کر بچپن کی منگنی توڑنے کے دس دن بعد ہی دھوم دھام سے نیویارک میں شادی کر لی تھی۔ جس نے اس کے ڈیڈ کو ایسا صدمہ دیا تھا کہ وہ اپنی زندگی کی بازی ہار گئے تھے۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
بستر پر سے کمفر ٹرہٹا کر اس نے تکیہ درست کیا۔ اے سی کی سیٹنگ چیلنج کی اور آرام دہ نرم بستر پر لیٹ کر کمفر ٹر
سرتک اوڑھ لیا تھا۔ مگر جیسے ہی اس نے اپنی آنکھیں بند کیں وہ چونک گئی۔ جلدی سے آنکھیں کھول کر دوبارہ
بند کیں۔ آج تین سال میں پہلی بار اس کی آنکھوں میں عمر نہیں تھا بلکہ۔۔۔

وہ لمبا، ہینڈ سم، اکڑو، کھڑوس، بد تمیز اور ناقابل برداشت سلجوق خانزادہ اس کی بند پلکوں میں ٹھہرا ہوا اسے گھور
رہا تھا۔ اس کی سیاہ چمکتی آنکھوں سے نکلتی برقی لہریں اسے اپنے اندر چبھتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔ تانیہ کو
اپنے حلق میں کانٹے سے چبھتے ہوئے محسوس ہوئے۔ اس نے کمفر ٹرہٹا کر سائیڈ لیپ آن کیا اور میز پر پڑی
بوتل سے دو گھونٹ پانے کے پی کر دوبارہ لیپ بند کیا۔

"یہ فضول آدمی اپنی حرکتوں کی وجہ سے میرے حواسوں پر سوار ہو گیا ہے۔" وہ بڑبڑائی اور پھر کروٹ بدل کر
سونے کی کوشش کرنے لگی۔

شاہ زیب خانزادہ اس حویلی کے سربراہ تھے۔ کافی عرصہ تک وہ پاکستانی حکومت کا بھی ایک مضبوط حصہ رہے
تھے۔ ان کے دو بیٹے تھے۔ شاہ میر خانزادہ اور شہباز خانزادہ۔

شاہ میر خانزادہ بڑا بیٹا ان کا دایاں بازو جو سیاست کے میدان میں سورج کی طرح ابھرا تھا۔ مخالفین کی نظروں
میں کھٹکنے لگا تھا۔ کسی دعوت سے واپسی پر ایک قاتلانہ حملے میں شاہ میر خانزادہ اپنی بیگم کے ساتھ قتل کر دیے
گئے تھے۔ اس وقت سلجوق صرف پانچ سال کا تھا۔

شہباز خانزادہ نے بزنس کی باگ ڈور سنبھال لی تھی۔ وہ اور ان کی بیگم شہلانے اپنے دونوں بچوں چار سالہ زوہان
اور ایک ماہ کی ردا کے ساتھ ساتھ سلجوق کو بھی اپنی شفقت کے سائے میں لے لیا تھا لیکن سلجوق ٹی وی اخبار
سب جگہ اپنے والدین کے قتل کی خبریں دیکھ کر وقت سے پہلے ہی میچسور ہونے لگا تھا۔ اس کے اندر غصہ بڑھتا

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk

جارہا تھا۔ انتقامی جذبات ابھرنے لگے تھے۔ اسی لیے دل پر پتھر رکھ کر شاہ زیب خانزادہ نے سلجوق کو لندن بورڈنگ میں داخل کروا دیا تھا۔ اس کی ساری تعلیم وہیں مکمل ہوئی تھی۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد سلجوق نے وہیں اپنا بزنس اسٹارٹ کر دیا تھا۔ وہ کہیں باہر کا ہو کر ہی نہ رہ جائے یہ سوچ کر شاہ زیب خانزادہ نے اسے وہاں سے سارا کاروبار وائسٹاپ کر کے پاکستان آنے پر مجبور کر دیا تھا۔

وہ شاور لے کر فریش ہو کر نکلا ہی تھا کہ دروازہ ناک کر کے رد اندر داخل ہوئی۔

"سلجوق بھائی ماما کہہ رہی ہیں ڈنر ریڈی ہے۔ جلدی سے آجائیں۔" اس نے اندر آتے ہی حکم نامہ جاری کیا۔ "ہم تم چلو میں آتا ہوں۔" سلجوق نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"نہیں بھائی میں نے آپ کے ساتھ ہی نیچے جانا ہے۔" ردانے ضدی لہجے میں کہا۔

سلجوق نے غور سے اس کے چہرے کو دیکھا اور برش ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ کر پوری طرح سے اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"کیا کیا ہے تم نے؟" اس نے ردانے کو گھورا۔

"کچھ نہیں بھائی کچھ بھی تو نہیں۔" وہ بوکھلائی۔

"شباباش ایک منٹ ہے شروع ہو جاؤ۔ ورنہ مجھ سے کسی فیور کی امید مت رکھنا۔" سلجوق نے وارننگ دی۔

"وہ بھائی آپ کو پتہ ہے نازوہان بھیا کتنا مجھے تنگ کرتے ہیں۔ آج بھی ایک تو یونیورسٹی لینے دیر سے آئے اوپر سے میری سہیلیوں کے سامنے مجھے چھپکلی کہا۔" ردانے اپنی داستان غم شروع کی۔

"تو؟ یہ سب چھوڑو اپنا کارنامہ بتاؤ۔" سلجوق نے اس کی پٹر پٹر چلتی زبان کو روکا۔

"وہ بھائی میں نے زوہان بھیا کا فون ان لاک کر کے ان کی ساری فرینڈز کو بریک اپ کا میسج بھیج دیا ہے۔" وہ

"بہت بری بات ہے رداسی کے پر سنلزمیں گھسنا۔" سلجوق نے تاسف سے سر ہلایا۔

"سوری بھائی اب نہیں کروں گی لیکن ابھی تو مجھے زوہان بھیا سے بچائیں پلیز پلیز۔ اگر انہوں نے بابا سائیں سے شکایت کی تو میری یونیورسٹی ہی بند ہو جائے گی۔" ردانے منت کی۔

"اوکے لیٹس سی۔" سلجوق نے اسے ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔

بڑی سی ڈائننگ ٹیبل پر انواع اقسام کے کھانے چنے ہوئے تھے۔ پورا گھرانہ اس وقت میز پر موجود تھا۔ جب سلجوق اندر داخل ہوا اور سلام کرتا ہوا میز کے گرد رکھی ایک کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔ ردابھی بڑی شرافت سے سب کو سلام کرتی ہوئی اس کے برابر ہی بیٹھ گئی تھی۔ زوہان نے رداکو سلجوق کے ساتھ دیکھ کر دانت پیسے۔

"سلجوق ہمیں کھانے کی میز پر انتظار کرنا پسند نہیں ہے۔ آئندہ آپ اس بات کا خیال رکھیے گا۔" بابا سائیں کی بارعب آواز گونجی۔

"جی بابا سائیں۔" سلجوق نے سر ہلایا۔

شہلا بیگم کے اشارے پر ملازمین نے کھانا سرو کرنا شروع کر دیا۔

"بہو ہم چاہتے ہیں سلجوق کی بزنس پارٹی کے ساتھ ساتھ اسی سال اس کی شادی بھی دھوم دھام سے کر دی جائے۔"

کھانے کے بعد قہوے کا دور شروع ہوا تو بابا سائیں نے شہلا بیگم کو مخاطب کیا۔

"واؤ بھائی کی شادی میری چاند سی بھابھی آئیں گی۔ پھر میں یونیورسٹی میں سب کو شادی کی الہم دکھا دکھا کر اپنی

"ردابیٹی آپ اندر جائیں۔" شہلا بیگم نے اسے وہاں سے ہٹانا چاہا۔

"سوری ماما اب نہیں بولوں گی۔" وہ خاموش ہو گئی تو شہلا بیگم بابا سائیں کی طرف متوجہ ہوئیں۔

"بابا ابھی ستمبر کا مہینہ چل رہا ہے۔ تین ماہ میں شادی کیسے کریں گے؟ جب کہ لڑکی بھی ابھی ڈھونڈنی ہے۔"

"سلجوق آپ کی نظر میں کوئی لڑکی ہے؟ آپ کی دوست یا کلاس فیلو؟" بابا سائیں نے اسے مخاطب کیا۔

"نہیں بابا سائیں! لیکن میں ابھی شادی میں دلچسپی نہیں رکھتا۔" سلجوق رکھائی سے بولا۔

"تیس سال کے ہو رہے ہو۔ شادی تو تمہیں کرنی ہی ہوگی اور بہو آپ وہ جو لڑکی آپ نے پارٹی آرگنائز کیلئے ہائر

کی تھی۔ اس کے گھرانے کا پتہ کروائیں۔ ہمیں وہ بچی بہت اچھی لگی تھی۔ ہمارے سلجوق کے ساتھ پرفیکٹ میچ

ہے۔" بابا سائیں نے اپنی پسند بتائی۔

"بابا سائیں تانیہ بلاشبہ ایک بہترین لڑکی ہے۔ میں اس کے گھرانے کا پتہ کرواتی ہوں۔ لیکن ایک بات میں نے

نوٹ کی ہے۔ وہ خاصی خود اعتماد اور خود مختار لڑکی ہے۔ اس کی رائے اس رشتے کیلئے ضروری ہوگی۔" شہلانے

اپنی رائے دی۔

"سلجوق کے ساتھ ایسی ہی لڑکی چچے گی۔ آپ معلومات کروائیں۔ ویسے کسی بھی گھرانے میں ہمارے پوتے کا

رشتہ جانا تو ایک اعزاز کی بات ہے۔ انکار کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔" بابا سائیں نے فخر سے سلجوق کو دیکھا جو

ہر لحاظ سے ایک بہترین اور پرفیکٹ مرد تھا۔ مردانہ وجاہت کا شاہکار، منہ میں سونے کا نوالہ لے کر پیدا ہونے

والا۔ ان کا ولایت سے پڑھا ہوا پوتا سلجوق خانزادہ۔

تین دن سے اسے سر کھجانے کی بھی فرصت نہیں تھی۔ نامور اداکارہ ثنا کی شادی کی تقریبات اس کے ہوٹل میں شروع ہو چکی تھیں۔ آج بھی وہ اپنے اسٹاف کو ڈیکوریشن اور سروسز کی ہدایات دے کر فارغ ہوئی ہی تھی کہ سلمان صاحب جو کہ اس کے والد کے دست راست اور اس ہوٹل کے مینجر تھے، اندر داخل ہوئے۔

"تانیہ بیٹی تھوڑا وقت ہے؟"

"اسلام علیکم انکل آئیے پلیز! آپ کیلئے تو وقت ہی وقت ہے۔" وہ فائل بند کر کے اسٹاف کو جانے کا اشارہ کرتے ہوئے خوشدلی سے بولی۔

"تانیہ بیٹی آپ مسز شہلا خانزادہ کو جانتی ہیں؟ مشہور بزنس مین شہباز خانزادہ کی وائف۔"

"جی انکل جانتی ہوں ابھی پچھلے دنوں ان کی بزنس پارٹی میں نے ہی آرگنائز کی تھی۔"

"کیا انہوں نے آپ سے کوئی بات کی تھی؟ میرا مطلب۔۔۔"

"انکل وہ مجھے اپنے بھتیجے کی کمپنی کے لیے ہائر کرنا چاہ رہی تھی لیکن میں نے انکار کر دیا تھا اور اب اگر انہوں نے

آپ سے سفارش لگوائی ہے تو بھی مجھے اس آدمی کے ساتھ کام نہیں کرنا۔" وہ ان کی بات کاٹتے ہوئے بولی۔

"بیٹی انہوں نے آپ کے رشتے کی بات کی ہے۔ وہ آپ کو اپنی بہو بنانا چاہتی ہیں۔ لڑکے کا نام سلجوق ہے۔ باہر

سے تعلیم یافتہ ہے۔ خاندان بھی بہت اونچا ہے۔ یہ اس کی تصویر اور بائیو ڈیٹا ہے۔" سلمان صاحب نے شہلا

بیگم کا بھیجا ہوا الفافہ اس کی سمت بڑھایا۔

"انکل پلیز مجھے شادی نہیں کرنی اور اس آدمی سے تو ہر گز بھی نہیں۔" تانیہ کو جیسے یہ بات سن کر کرنٹ سا لگ

گیا تھا۔

"بیٹی اتنی جلدی فیصلہ مت کرو۔ یہ تصویر اور کوائف دیکھ لو۔ یقین کرو آج اگر تمہارے ڈیڈی زندہ ہوتے تو

اس رشتے سے کبھی بھی انکار نہیں کرتے۔ انہوں نے سبھانا چاہا۔

"انکل میری طرف سے صاف انکار ہے۔ آپ یہ لفافہ انہیں واپس مجھوا دیں۔" وہ دو لوک لہجے میں بولی۔
 "تانیہ بیٹی انہیں انکار کی کیا وجہ بتاؤں؟ وہ بڑے لوگ ہیں۔ کہیں آپ کیلئے کوئی مسئلہ نہ بن جائے۔" وہ پریشان ہوئے۔

"آپ کہہ دیں کہ ابھی تانیہ کا پورا فوکس اپنے کیریئر پر ہے اور پانچ دس سال تک اس کا شادی کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔" وہ کرسی سے کھڑے ہو کر میز پر سے سر بند لفافہ اٹھا کر ان کے ہاتھ میں پکڑاتے ہوئے سنجیدگی سے بولی تھی۔

سلجوق خانزادہ کیلئے پاکستان میں سیٹ ہونا تھوڑا مشکل ضرور تھا لیکن وہ آہستہ آہستہ سیٹ ہو رہا تھا۔ آج بھی وہ ایک میٹنگ بھگتا کر سیدھا گھر آیا تھا۔ جب اسے چاچی ماں اور بابا سائیں کی بیٹھک سے باتوں کی آوازیں سنائی دیں۔ وہ نظر انداز کر کے جانے ہی والا تھا کہ اپنا نام ان کی گفتگو میں سن کر چونک گیا۔ اوپر کمرے میں جانے کا ارادہ ترک کر کے وہ لاؤنج میں آیا۔ وہاں بابا سائیں اور چاچی ماں ہی نہیں چاچا جی بھی موجود تھے۔
 "ہمیں تو وہ بچی بہت ہی دل کو بھاگئی تھی۔ اس کا انداز رکھ رکھاؤ پورا سلجوق کی ماں سارہ جیسا تھا۔" بابا سائیں نے تاسف سے کہا۔

"بیگم آپ نے رشتے کی بات کس سے کی تھی؟" بارعب شخصیت کے مالک شہباز خانزادہ نے شہلا بیگم سے سوال کیا۔

"اس بچی کو کوئی سگارشتہ دار نہیں ہے۔ باپ کا انتقال ہو چکا ہے، میں نے اس کے ہوٹل مینجر جو اس کے والد کے زمانے سے ادھر ہیں اور اس کے گارڈین بھی ہیں۔ ان کے ذریعہ بات کی تھی لیکن انہوں نے بتایا کہ تانیہ ابھی

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
صرف اپنے کیرئیر کو فوکس میں رکھنا چاہتی ہے اور پانچ دس سال تک اس کا شادی کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ "شہلا
بیگم نے جواب دیا۔

"آپ کو تانیہ سے خود بات کرنی چاہیے تھی۔ خیر ہمارے سلجوق کو رشتے کی کوئی کمی نہیں ہے۔ جس لڑکی پر
انگلی رکھے گال جائے گی۔ اب اس تانیہ کا باب بند کر دیں۔" شہباز خانزادہ چائے کا کپ رکھ کر بابا سائیں کی
طرف متوجہ ہوئے۔

"بابا سائیں سندھ کے وزیر کھوکھر صاحب تو خود اپنے منہ سے سلجوق سے اپنی بیٹی کے رشتے کی بات کر چکے ہیں،
اور بزنس سرکل کے کئی نامور دوست احباب نے بھی سلجوق کا پوچھا تھا، میں کل ہی ان سے وقت لیتا ہوں۔
آپ لڑکیاں دیکھ لیں۔ کوئی پسند آتی ہے تو بات آگے بڑھاتے ہیں۔ سلجوق کی شادی اسی سال دسمبر میں دھوم
دھام سے کریں گے۔" شہباز خانزادہ نے دو ٹوک انداز میں اپنی رائے دے دی تھی۔

"مس تانیہ! تمہاری اتنی ہمت کہ تم نے سلجوق خانزادہ کے رشتے کو انکار کیا۔" سلجوق کا دماغ گھوم گیا تھا۔ وہ
کھٹکھٹاتے ہوئے اندر داخل ہوا۔

"میں ابھی شادی میں انٹرسٹڈ نہیں ہوں۔ آپ سب براہ مہربانی میرے رشتے کیلئے پریشان نہ ہوں۔ میں جب
بھی سیریس ہوں گا، بتا دوں گا۔ اب اس ٹاپک پر مزید بات نہ کی جائے۔" وہ سرد لہجے میں اپنی بات کہہ کر لمبے
لمبے قدم اٹھاتا ہوا کسی کی بھی سنے بنا وہاں سے چلا گیا۔

"پورا بنانا یا شاہ میر بھائی ہے۔" شہباز خانزادہ نے ماحول پر طاری سناٹے کو توڑا۔

"یہ شاہ میر سے بھی زیادہ خود سر اور اکھڑ ہے۔ بس دعا کرنا کہ یہ سیاست میں نہ آئے۔" شاہ زیب خانزادہ کہتے
کہتے رکے۔

"بہو ابھی آپ اس شادی کے سلسلے کو کچھ عرصے تک کیلئے روک دیں۔ اسے پاکستان میں سیٹ ہو جانے دیں پھر بات کریں گے۔"

"جیسے آپ کا حکم بابا سائیں۔" شہلا بیگم تابعداری سے سر ہلاتے ہوئے ان کیلئے مزید چائے نکالنے لگیں۔

سلجوق کا غصہ سے برا حال تھا۔ اس چھٹانک بھر کی لڑکی نے اسے، سلجوق خانزادہ کو ریجیکٹ کیا تھا۔ یہ اس کی برداشت سے باہر تھا۔ آج تک وہ بڑے طمطراق سے لڑکیوں کے دل توڑتا چلا آیا تھا اور یہاں تو دل کا معاملہ بھی نہیں تھا۔ اسے تو یاد بھی نہیں تھا کہ چچی ماں اس لڑکی سے اس کے رشتے کی بات کرنے والی تھیں۔ پوری رات وہ سگریٹ پہ سگریٹ سلگاتا رہا تھا۔ صبح آفس پہنچتے ہی اس نے زوہان کو انٹرکام پر اپنے روم میں آنے کا حکم دیا۔

"گڈ مارنگ برو! آج صبح ہی صبح آپ کو میری یاد آگئی۔ خیریت تو ہے؟" زوہان اندر آتے ہی اس کے آفس میں رکھے صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گیا۔

"زوہان مجھے ایک لڑکی کی تمام معلومات چاہیے۔ اس کا خاندان، اس کی مصروفیات، اس کے نزدیکی دوست، وہ کیا کھاتی ہے؟ کیا کرتی ہے؟ سب کچھ شام سے پہلے پہلے مجھے چاہیے۔" سلجوق پتھر یلے لہجہ میں بول رہا تھا۔

"برو! کیا ہو گیا ہے؟ کس کی معلومات چاہیے اور کیوں؟" زوہان تیزی سے سیدھا ہوا۔

"اپنے سارے ذرائع استعمال کرو اور اس ایونٹ آرگنائزر نیو پیلس ہوٹل کی اونر کی ساری معلومات پتہ کرواؤ۔"

"مس تانیہ کی؟" زوہان کا حیرت سے برا حال تھا۔

"بس اب مزید کوئی سوال نہیں۔" وہ ہاتھ کے اشارے سے اسے روکنا ہوا واپس اپنی سیٹ پر جا کر بیٹھ گیا۔

آفس ٹائم کب کا ختم ہو چکا تھا۔ سارا اسٹاف جا چکا تھا اور سلجوق ابھی تک آفس میں موجود تھا۔ کوٹ کو کرسی کی پشت پر لٹکائے ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کیے، وہ ریواننگ چیئر پر بیٹھا ہوا اپنے لیپ ٹاپ پر بزی تھا۔ جب اسے زوہان کی کال آئی۔

"برو آپ کیلئے ساری معلومات اکٹھا کر لی ہیں۔ آپ بتائیں آفس آؤں یا گھر پر بات کریں؟"

"سیدھے آفس آؤ۔" وہ ایک جملے میں بات سمیٹتے ہوئے فون بند کر گیا۔

بیس منٹ بعد زوہان آفس میں موجود تھا۔

"نام تانیہ سعید

عمر پچیس سال

تعلیم MBA"

والدہ کا انتقال ان کے بچپن میں ہو گیا تھا۔ تب یہ شاید تین سال کی تھیں، والد کا تین سال پہلے انتقال ہو گیا تھا۔ ایک ہی پھپھی ہیں۔ جو نیویارک میں رہتی ہیں۔ مس تانیہ کا دوست وغیرہ کوئی نہیں ہے۔ گھر میں اکیلی رہتی ہیں۔ باہر صرف چوکیدار ہوتا ہے۔ صبح آٹھ سے شام چار بجے تک یہ ہوٹل میں دوسری منزل پر اپنے آفس میں ہوتی ہیں۔ باقی ان کی رائیٹ ہینڈ ان کی سیکریٹری سائرہ ہے۔ جس پر وہ اندھا اعتماد کرتی ہیں۔ برو یہ ایک سمپل سی لڑکی ہے۔ اپنے کام سے کام رکھنے والی۔ "زوہان نے رپورٹ دی۔

"یہ لیں۔" زوہان نے کوٹ کی جیب سے ایک پرچہ نکال کر اس کے سامنے رکھا۔

"بھائی یہ بہت شریف لڑکی ہے۔ اس بات کا خیال رکھیے گا۔ ہمارے معاشرے میں لڑکی کی عزت ہی اس کا وقار ہوتی ہے۔" زوہان نے دبے دبے لہجہ میں اسے سمجھا چاہا۔ اتنا تو اسے پتہ چل ہی چکا تھا کہ تانیہ نے اس انا پرست ، سر پھرے کے رشتے کو ریجیکٹ کر دیا تھا۔

سلجوق خانزادہ نے زوہان کی بات کو ان سنا کر دیا تھا۔

ایک ہفتہ بعد۔۔۔

شام ڈھلنے کو تھی۔ وہ اپنے آفس کی کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔ سڑکوں پر ٹریفک کارش تھا۔ چاروں طرف اونچی اونچی ہائی رائز آفس بلڈنگز، بڑے بڑے جدید ہوٹلز ایک خوبصورت نظارہ پیش کر رہے تھے۔ وہ خاموشی سے مسکراتے ہوئے باہر دیکھ رہی تھی۔ جب کمرے کا دروازہ ناک ہوا۔

"کم ان" وہ کھڑکی سے ہٹ کر اپنی سیٹ پر آئی۔

دروازہ کھلا اور ویسٹرن لانگ اسکرٹ پر کرتی پہنے بالوں کا اونچا جوڑا بنائے اس کی سیکریٹری سائرہ اندر داخل ہوئی۔

"گڈ ایوننگ میم! آج تو آپ سے ملاقات ہی نہیں ہوئی۔" وہ بولتی ہوئی اس کے پاس آئی۔

تانیہ نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

"گڈ ایوننگ میں ٹھیک ہوں تم بتاؤ ایونٹ کیسارہا؟"

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"پارٹی بہت زبردست رہی۔ میم! اگر آپ ابھی بڑی نہیں ہیں تو میرے ساتھ چلیں۔ ساری ٹیم سیلیبریٹ کرنا چاہ رہی ہے۔ ہم نے ہائی ٹی پارٹی رکھی ہے۔ بس آپ کا انتظار ہو رہا ہے۔" سائرہ نے ریکو میسٹ کی۔

"یس آف کورس پارٹی کدھر رکھی ہے؟" تانیہ نے خوشدلی سے پوچھا۔

"میم یہیں اپنے ہوٹل میں پول کے پاس۔" سائرہ نے جواباً خوشی سے چمکتے ہوئے کہا۔

"چلیں پھر۔۔۔" تانیہ کھڑی ہوئی۔ وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے لفٹ تک آئیں۔

سائرہ چھبیس سال کی ایک پرکشش لڑکی تھی۔ اس کے والد اسکول ٹیچر اور والدہ نرس تھیں۔ وہ کئی زبانیں بولنے میں ماہر تھی۔ بہت ہی سویٹ اور دوستوں کی دوست ٹائپ لڑکی تھی۔

وہ دونوں ابھی لفٹ سے نیچے اتر کر باہر نکلی ہی تھیں کہ سامنے سوٹ میں ملبوس سلجوق کھڑا نظر آیا۔

"سر آپ یہاں؟" سائرہ اسے دیکھ کر حیران ہوتے ہوئے اس کے پاس آئی۔

"یس مس سائرہ! آج آپ کے ہوٹل میں میری بزنس میٹنگ ہے۔" وہ مسکرا کر بولا۔ اس کے لہجہ میں اس کا سابقہ کھڑوس پن نہیں تھا۔

تانیہ خاموشی سے چپ چاپ اسے انور کرتی ہوئی آگے بڑھی۔ جب اسے سلجوق کی گھمبیر آواز سنائی دی۔

"مس سائرہ آپ چاہیں تو مجھے جوائن کر سکتی ہیں۔"

"آپ کے ساتھ چائے پینا تو میرے لیے خوش قسمتی ہے سر، لیکن ابھی ہماری اسٹاف میٹنگ ہے۔ اگر آپ براہ

مانیں تو میں اسٹاف کو جوائن کر لوں۔" سائرہ نے ریکو میسٹ کی۔

وہ دونوں ہنس کر بات کر رہے تھے۔ تانیہ کو وہاں کھڑا رہنا عجیب سا لگا تو وہ ادھر سے نکلتی چلی گئی۔ سلجوق نے

غور سے اسے جاتے ہوئے دیکھا۔

پول کے پاس ہائی نی کا اہتمام تھا۔ کئی ٹیبلز پر کسٹمرز بھی مصروف تھے۔ ایک کونے پر تانیہ کی ایونٹ آرگنائزر ٹیم کے چاروں ممبرز آپس میں ہنستے مسکراتے ہوئے چائے اور لوازمات انجوائے کر رہے تھے۔ تانیہ اپنا چائے کا کپ لے کر خاموشی سے ایک کونے والی میز پر بیٹھی ہوئی تھی۔ جب سلجوق ہاتھ میں گلدستہ لیے ہوئے اس کے پاس آیا۔

"مس ایونٹ آرگنائزر!" اس نے تانیہ کو مخاطب کیا۔

"آپ ادھر کیوں آئے ہیں؟ کیا چاہتے ہیں آپ؟" اسے دیکھتے ہوئے وہ ناگواری سے پوچھ رہی تھی۔ سلجوق نے غور سے اوپر سے نیچے تک اسے دیکھا اور آرام سے اس کے بالکل سامنے والی کرسی گھسیٹ کر بیٹھنے کے بعد جیب سے سگریٹ نکال کر سلگایا۔

"سائزہ بہت اچھے اخلاق کی مالک تمیز دار لڑکی ہے۔ کاش اس وقت وہ بھی اس میز پر ہوتی۔"

"Beautiful girl and such nice manners"

وہ منہ سے دھواں نکالتے ہوئے دلچسپی سے تانیہ کو دیکھتے ہوئے بولا۔

تانیہ کا دل چاہ رہا تھا کہ اس کا منہ توڑ دے۔ مگر وہ اپنی اس خواہش پر قابو پاتے ہوئے زبردستی مسکراتے ہوئے اس سے مخاطب ہوئی لیکن اس کی آنکھوں سے غصہ صاف جھلک رہا تھا۔

"سائزہ واقعی بہت اچھی لڑکی ہے۔" تانیہ نے اس کی حمایت کی۔

"ویسے مجھے حیرت ہے کہ آپ جیسا ہر وقت لڑکیوں میں گھرے رہنے والا آدمی سائزہ جیسی سمپل لڑکی کو مس کر رہا ہے۔" تانیہ کی بات سن کر سلجوق نے اپنا گھنے بالوں والا سر کرسی کی پشت سے لگایا اور قہقہہ لگا ہنس پڑا۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
تانیہ حیرت سے اس کا یہ ری ایکشن دیکھ رہی تھی اور وہ ہنسنے چلا جا رہا تھا۔ اس کی ہنسی اسے اور بھی دلکش بنا رہی تھی۔ تانیہ نے الجھ کر اسے دیکھا۔ اسے اپنا آپ خاصا حتمق سا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ طیش میں آ کر کرسی کھسکا کر کھڑی ہوئی۔

"What's so funny?"

تانیہ نے اسے گھور کر پوچھا۔
سلجوق نے اپنی مسکراہٹ کا گلہ گھونٹا اور اس کی آنکھوں میں جھانک کر بولا۔

"You are"

"لسن مس آرگنائزر! میں یہاں اپنے کام سے آیا تھا۔ کام ختم ہوا تو آپ کو اکیلا، اداس دیکھ کر ادھر آ گیا۔ چلیں اٹھیں آپ کو اچھا سا ڈنر کروا تا ہوں۔ پھر سمندر دیکھنے چلیں گے تاکہ آپ کے زنگ آلود ذہن کو تازہ ہوا لگے اور میں گارنٹی دیتا ہوں۔ میرے ساتھ گزارا ہوا وقت آپ ہمیشہ یاد رکھیں گی۔"

تانیہ اس کے سر دلچے میں دی گئی آفر پر لرز کر رہ گئی۔

"آئی ایم سوری! مجھے آپ کے ساتھ کہیں بھی جانے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔" وہ جواب دے کر پلٹی ہی تھی کہ سلجوق نے اس کی کلائی تھام کر اسے روکا۔

"کون ہے وہ؟" سلجوق غرایا۔

"کون وہ؟؟" تانیہ نے ششدر انداز میں دہرایا۔

"ہاں وہ؟ کون ہے وہ آدمی؟؟ جس نے تمہارا چین سکون سب چھین لیا ہے؟ کون ہے وہ جس نے تمہیں اتنا ہرٹ کیا ہے کہ اس کا بدلہ تم مجھ سے لے رہی ہو۔" سلجوق اس پر جھکا اس سے پوچھ رہا تھا۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
چہرہ تانیہ کے چہرے کے اتنا نزدیک تھا کہ اس کی گرم سانسیں تانیہ کے چہرے سے ٹکرا رہی تھیں۔ تانیہ نے پورا زور لگا کر اسے دور ہٹایا۔

"آپ کو لڑکیوں سے بات کرنے کی تمیز نہیں ہے؟ میرے خیال سے اب آپ یہاں سے تشریف لے جاسکتے ہیں۔" وہ اپنی کلائی سہلاتے ہوئے بولی۔

سلجوق نے گہری پر تپش نظروں سے اسے دیکھا۔

"میرے ہر سوال کا جواب وقت آنے پر تمہیں دینا ہو گا۔" وہ بڑبڑایا اور پھر اس کی طرف ہلکا سا جھکا۔

"میں نے خواہ مخواہ ادھر ٹائم ویسٹ کیا۔ سائرہ سے اس کے آفس میں تنہائی میں ملنا ہی مناسب ہے۔"

سلجوق سگریٹ ایش ٹرے میں مسل کر کر سی سے اٹھا اور اس کے بالکل نزدیک سے گزرتا ہوا لفٹ کی طرف

بڑھا۔ تانیہ دم سادھے اسے دیکھ رہی تھی۔ شیشہ کی بنی لفٹ میں وہ اوپر جاتا ہوا نظر آ رہا تھا۔ لفٹ ٹھیک اسی

منزل پر رکی تھی۔ جہاں اس کے اسٹاف اور سائرہ کا آفس تھا۔ وہ تیزی سے ہوش میں آ کر اپنے آفس میں تیز

رفتاری سے چلتی ہوئی داخل ہوئی۔ آہستگی سے دروازہ بند کر کے وہ اپنی کمر دروازے سے ٹکا کر کھڑی ہو گئی۔

اس کی سانس بہت تیزی سے چل رہی تھی۔

"اس کو سائرہ کے آفس کا کیسے پتہ ہے؟ کیا وہ سائرہ کو پہلے سے جانتا ہے؟" وہ پریشانی سے سوچ رہی تھی۔

اسے اچانک یاد آیا کہ جب وہ سائرہ کے ساتھ لفٹ سے نکلی تھی تو سائرہ کیسے بے تکلفی سے اس بد تمیز انسان سے

بات کر رہی تھی۔ جیسے اسے جانتی ہو۔

سائرہ اور سلجوق کو ایک ساتھ سوچنا ہی اسے مزید پریشان کر رہا تھا۔

"یہ آدمی جان بوجھ کر مجھے پریشان کرنا چاہ رہا ہے۔"

وہ خود کو تسلی دیتے ہوئے اپنی ڈیسک کی طرف بڑھی اور کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔ وہ خود اپنے جذبات کو سمجھنا چاہ رہی تھی۔ آخر سائرہ اور اس بد تمیز کو ایک ساتھ سوچنا اس کیلئے تکلیف دہ کیوں ثابت ہو رہا تھا؟ یہ سوچ اسے کیوں ڈسٹرب کر رہی تھی۔

"سائرہ میری دوست، میری ساتھی ہے۔ بہت شریف لڑکی ہے۔ میں نہیں چاہتی اسے کوئی نقصان پہنچے۔ شاید اسی لیے مجھے یہ سب بہت برا لگ رہا ہے۔ ڈسٹرب کر رہا ہے، بھلا اور کیا وجہ ہو سکتی ہے۔۔" اس نے خود کو تسلی دینا چاہی۔ اگر یہی بات ہے تو پھر اس کا دل اتنی زور زور سے کیوں دھڑک رہا تھا؟ ہاتھ کیوں لرز رہے تھے؟ "سلجوق خانزادہ بلاشبہ ایک بھرپور اور پرکشش مرد ہے۔" یہ سوچ اس کے دماغ کو لرزا کر رکھ گئی تھی۔

میں اس کی پرسنیلٹی سے متاثر کیوں ہو رہی ہوں؟ تانیہ نے میز پر پڑا پانی کا گلاس اٹھا کر منہ سے لگایا۔

"کون ہے وہ آدمی جس نے تمہارا چین سکون سب چھین لیا ہے؟ کون ہے وہ جس نے تمہیں اتنا ہرٹ کیا ہے کہ اس کا بدلہ تم مجھ سے لے رہی ہو؟" اسے سلجوق کی آواز کی بازگشت سنائی دی۔

"عمر کمال۔۔" اس کے لبوں سے سرگوشی کی صورت میں یہ نام نکلا۔

"کیا عمر نے جو ٹھیس اسے پہنچائی تھی۔ وہ اسے زندگی میں آگے بڑھنے سے روک رہی تھی؟"

"نہیں میں اتنی نازک نہیں ہوں کہ عمر کا روگ پال لوں۔" وہ بڑبڑائی۔

"میری زندگی میں کسی سو کا لڈ مرد کی گنجائش نہیں ہے۔ میں اپنی زندگی کے فیصلے خود لیتی آئی ہوں اور آگے بھی خود لیتی رہوں گی۔" اس نے خود سے کیا ہوا عہد دہرایا۔

ایک لحاظ سے سلجوق خانزادہ کا اندازہ درست تھا۔ اسے ٹھیس لگی تھی۔ بہت زور سے لگی تھی کہ اس کی زندگی بدل گئی تھی۔ وہ یتیم ہو گئی تھی لیکن یہ نہیں تھا کہ وہ باقی سب رشتوں سے متنفر ہو گئی ہو۔ جس اب اسے عمر

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
کمال جیسے لوگوں سے دور رہنا تھا اور سلجوق خانزادہ بھی ایسا ہی تھا اس کی نظر میں۔ وہ ایک فلرٹ، گھمنڈی اور خود پرست انسان تھا۔

"مجھے سائرہ سے اس بارے میں بات کرنی چاہیے۔ اگر وہ اس سلجوق کے جھانسنے میں آرہی ہے تو اسے وارن کرنا میرا فرض بنتا ہے۔" تانیہ نے فون اٹھا کر سائرہ کا نمبر ملایا۔

بیل جا رہی تھی۔ کئی بیلز کے بعد سائرہ کا فون میسج پر چلا گیا۔

"کیا پتہ ابھی وہ اکڑوا انسان سائرہ کے آفس میں موجود ہو؟" وہ ہر صورت سائرہ کو اس درد اس تکلیف سے بچانا چاہ رہی تھی۔ جو وہ تین سال پہلے جھیل چکی تھی۔

کیا یہ جلن تھی؟ رقابت تھی؟ جب وہ سلجوق کے رشتے سے انکار کر چکی تھی تو پھر وہ جس سے بھی ملے اسے اس کی پرواہ نہیں ہونی چاہیے تھی۔

الٹی سیدھی تمام سوچوں سے پیچھا چھڑانے کے لیے تانیہ نے اپنا لپ ٹاپ کھولا اور خود کو کام میں مصروف کرنے کی کوشش کی۔ تین سال سے وہ یہی تو کر رہی تھی۔ کام، کام اور صرف کام۔ اس نے خود کو مشین بنالیا تھا۔ یہ کام ہی اسے ہر طرح کی سوچوں سے محفوظ رکھتا تھا۔

"-Damn the man , I dislike every thing he stands for "

آخر یہ میرے ذہن سے نکل کیوں نہیں جاتا۔

وہ پین میز پر پھینک کر سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

تب ہی اس کے آفس کے دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی اور مسکراتے چہرے کے ساتھ سائرہ اندر داخل ہوئی۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"میم آپ مجھے کال کر رہی تھیں؟ سوری میرا فون سائیلنٹ پر تھا۔"

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"اُس اوکے مجھے کچھ کام تھا پر اب وہ ہو گیا ہے۔ آپ جاسکتی ہیں۔" وہ زبردستی مسکراتے ہوئے بولی۔

سلجوق خانزادہ نے جان بوجھ کر اس کے ہوٹل میں اپنی بزنس میٹنگ مس سائرہ سے اریج کروائی تھی۔ جب وہ میٹنگ سے فارغ ہو کر نکلا تو سامنے ہی لفٹ سے اسے تانیہ اپنی سیکرٹری کے ساتھ نکلتی ہوئی نظر آئی۔ حسب معمول جینز کے اوپر کرتا پہنے بالوں کی اونچی پونی بنائے وہ پلاسٹک کی گڑیا لگ رہی تھی۔ شاید اپنی سیکرٹری کی کسی بات پر وہ مسکرائی تھی۔ اس کے سرخ و سفید گالوں پر پڑتے ڈمپلز وہ اس کی سمت اپنے بڑھتے قدم نہیں روک سکا۔

سائرہ اسے دیکھ کر حیران ہوئی۔ اس نے جان کر تانیہ کو اپنی طرف متوجہ کرنے کیلئے سائرہ سے بات چیت کی۔ تانیہ کے چہرے پر پھیلی جلن وہ انجوائے کر رہا تھا۔ اس کے جاتے ہی وہ ادھر سے چلا گیا تھا۔ وہ پارکنگ کی طرف جا رہا تھا جب اسے ایک دوست مل گیا۔ اس سے فارغ ہو کر وہ نکلنے ہی لگا تھا کہ پول کی سائیڈ پر وہ اسے ایک میز پر بیٹھی نظر آئی۔ چپ چاپ کسی سوچ میں کھوئی ہوئی۔ جیسے کوئی خوبصورت سی مورت ہو۔ وہ اپنا مائنڈ چینج کرتا ہوا ہوٹل کی لابی سے پھولوں کا گلہ ستہ خرید کر اس کی میز تک آیا۔

وہ اسے دیکھ کر چونک گئی تھی۔ وہ کرسی گھسیٹ کر اس کے بالکل سامنے بیٹھ گیا تھا۔ وہ چڑ رہی تھی اور جب اس نے سائرہ کا ذکر کیا تو اس کے الفاظ۔۔۔

"ویسے مجھے حیرت ہے کہ آپ جیسا ہر وقت لڑکیوں میں گھرے رہنے والا آدمی سائرہ جیسی سمپل لڑکی کو مس کر رہا ہے۔" سلجوق کو اس کے الفاظ بے ساختہ قہقہہ لگانے پر مجبور کر گئے تھے۔ وہ حسد کا شکار ہو رہی تھی۔ یعنی

وہ اس کے نزدیک سے گزرتا ہوا جان بوجھ کر لفٹ کی سمت چلا گیا۔ جیسے سائرہ سے ملنے جا رہا ہو۔ وہ سائرہ جس سے فون پر بات کر کے اس نے اپنی آفیشیل میٹنگ ادھر اریج کروائی تھی۔ جو بیچاری جانتی تک نہیں تھی کہ وہ اسے مہرہ بنا کر استعمال کر رہا ہے۔

اوپر آ کر کچھ لمحے بعد ہی وہ ادھر سے نکل گیا تھا اور اب اپنے آفس میں بیٹھا زوہان کا انتظار کر رہا تھا۔
"برو آپ نے مجھ ناچیز کو یاد کیا۔" زوہان کی آمد نے اس کے خیالات کا تسلسل توڑا۔

"زوہان ایک کام ہے جو تمہیں ہر صورت کرنا ہے۔" وہ سنجیدگی سے اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولا۔
"اللہ رحم۔" زوہان اس کے چہرے پر چھائی سنجیدگی دیکھ کر سیدھا ہوا۔

"مس تانیہ کی فرم کے سارے اپ کمنگ پراجیکٹ کی ڈیٹیلز نکلاؤ اور آج رات تک وہ سارے پراجیکٹ کینسل ہو جانے چاہئیں۔ ان کسٹمرز کو پیسہ آفر کرو، کوئی اور ڈیل دو، جو بھی کر سکتے ہو کرو۔ لیکن مس تانیہ کے پاس ایک پراجیکٹ بھی نہیں بچنا چاہیے۔" وہ سرد انداز میں حکم دے رہا تھا۔

"سلجوق، چلو پراجیکٹ ڈیٹیلز تو میں ان کے آفس میں کسی بھی امپلائے کو پیسے دے کر نکالوں گا لیکن مس تانیہ تو شادی اور پارٹیز آرگنائز کرتی ہیں۔ ہم کیسے ان کے کسٹمرز کو منع کریں گے؟ کیا کہہ کر منع کریں گے اور وہ ہماری بات کیوں مانیں گے؟" زوہان ٹھیک ٹھاک الجھ گیا تھا۔

"آئی ڈونٹ کیئر کسی بھی بد معاش کو ہائر کرو یا کوئی سیاسی ہتھکنڈا استعمال کرو اور کچھ نہیں تو دھمکی دلو اور اس کے سارے کسٹمرز کو، سب خود ہی اس ایونٹ آرگنائز کو دیے اپنے آرڈرز کینسل کر دیں گے۔ ظاہر ہے جان تو سب کو ہی عزیز ہوتی ہے۔" وہ کندھے اچکاتے ہوئے بولا۔

"برو آپ یہ سب کیوں کر وارہے ہیں؟ جانے دیں یار! اچھی شریف لڑکی ہے۔" زوہان نے سمجھانا چاہا۔

"اب یہ اچھی شریف لڑکی اگر کوئی کام کرے گی تو صرف اور صرف میرے لیے کرے گی اور یہ بات بہت جلد اس اچھی لڑکی کو سمجھ آ جانی ہے۔" اس کے چہرے پر چٹانوں جیسی سختی تھی۔

دن کے گیارہ بج رہے تھے۔ تانیہ کے سامنے مسٹر اینڈ مسز سہیل احمد بیٹھے ہوئے تھے۔ مشہور بزنس کپل جن کی پچیسویں انیورسری دس دن بعد تانیہ نے آرگنائز کرنی تھی۔

"مس تانیہ ہم نے اپنا ارادہ بدل دیا ہے۔ اب ہم اپنے بچوں کے اصرار پر اپنی سیلبریشن ترکی میں کر رہے ہیں۔" مسز سہیل نے متانت سے انکار کیا۔

"آپ سے ہمارے اچھے تعلقات ہیں۔ اسی لیے فون پر منع کرنے کے بجائے ہم نے ذاتی طور پر ادھر آنا مناسب سمجھا۔" مسٹر سہیل نے سنجیدگی سے کہا۔

"سر! آپ دس دن پہلے منع کر رہے ہیں۔ ہم ساری تیاری کر چکے ہیں۔ کارڈز چھپنے کیلئے دے دیے گئے ہیں۔ کیٹرنگ والے کو ایڈوانس دے دیا ہے۔ ڈیکوریشن اریج ہو چکی ہے۔ اب اتنے شارٹ نوٹس پر تو کوئی بھی ایڈوانس تک واپس نہیں کرے گا۔" تانیہ نے پریشانی سے جواب دیا۔

"آپ بہت مصروف اور ٹیلیمنڈ ایونٹ آرگنائز رہیں امید ہے یہ سب آپ اپنی کسی اور پارٹی میں استعمال کر لیں گی۔" وہ کسی بھی طرح راضی نہیں ہو رہے تھے۔

"ٹھیک ہے سر! اگر آپ فیصلہ کر ہی چکے ہیں تو میں کیا کر سکتی ہوں۔" اس نے بات ختم کی۔

ان دونوں کے جاتے ہی سائرہ اجازت لے کر اندر داخل ہوئی۔

"یس سائرہ کیا ہوا؟"

"میم ارشد صاحب نے کل شادی کی تقریب کینسل کر دی ہے۔ وہ کہتے ہیں ان کی وائف کی خواہش پر وہ اب یہ تقریب اپنے گھر سے کریں گے۔"

"واٹ؟؟؟" تانیہ نے حیرت سے سائرہ کو دیکھا۔

"میم ہماری طرف سے ساری تیاری مکمل ہو چکی ہے۔ اب یہ تو بہت بڑا نقصان ہو جائے گا۔" سائرہ نے فکر مندی سے کہا۔

"صبح سے یہ پانچویں کینسلیشن ہے۔ مس سائرہ آپ سب کلائنٹس کو فوری ایک لیٹر جاری کر دیں کہ بنا نوٹس کینسل کرنے پر ہم ایڈوانس واپس نہیں کریں گے۔"

"میم کیا ارشد صاحب اور سہیل سر کو بھی لیٹر دینا ہے؟" سائرہ نے پوچھا۔

"سب ہمارے لیے برابر ہیں۔ آپ سب کو واضح کر دیں کوئی ایڈوانس واپس نہیں ہو گا۔" تانیہ نے دو ٹوک انداز میں کہا۔

"اوکے میم!" سائرہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے باہر نکل گئی۔

سائرہ کے جاتے ہی تانیہ نے اپنا سیل فون اٹھایا۔ اب وہ اپنے ڈیڈ کے وکیل کا نمبر سرچ کر رہی تھی۔ تاکہ ان سے مل کر قانونی طور پر اس طرح سے اچانک ہونے والی کینسلیشن کو ڈیل کر سکے۔

فون نمبر سرچ کرنے کے بعد اس نے حفیظ صاحب کا نمبر ڈائل کیا۔

"خان اسپیکنگ" ایک گھمبیر آواز ابھری۔

"بیرسٹر حفیظ خان؟" تانیہ نے سوال کیا۔

"مس آپ کو کیا کام ہے؟" دوسری جانب سے سوال ہوا۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"انگل میں تانیہ، آپ کے دوست سلیم صاحب مرحوم کی بیٹی۔" وہ اپنا تعارف کرواتے ہوئے بولی۔

"جی تانیہ فرمائیں کیا بات ہے؟" تعارف کے جواب میں پوچھا گیا۔

"مجھے آپ سے اپنے بزنس کیلئے لیگل ایڈوائز چاہیے۔ اگر آپ آج کا کوئی وقت دے سکیں۔" تانیہ نے اپنا مسئلہ بیان کیا۔

"آپ شام چار بجے تک آفس آجائیں۔" دوسری طرف سے وقت دیا گیا۔

"تھینکس انگل اللہ حافظ۔" تانیہ نے فون رکھا اور اپنے کاموں میں مصروف ہو گئی۔ دوپہر کے تین بجتے ہی وہ وکیل انگل سے ملنے کیلئے روانہ ہو گئی۔

وکیل صاحب کے آفس پہنچ کر اس نے اپنے ہاتھ میں تھامی ہوئی فائل پر اپنی گرفت مضبوط کرتے ہوئے آفس کے دروازے پر دستک دی اور ہلکا سا دروازہ کھول کر اندر جھانکا۔
"سر کیا میں اندر آجاؤں؟" تانیہ نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔

بنتیس سالہ کامران خان، آج کل اپنے والد صاحب بیرسٹر حفیظ خان کی غیر موجودگی میں ان کے چیمبر اور کیسز کی دیکھ بھال کر رہا تھا۔ آج بھی وہ ایک کیس کی فائل دیکھ رہا تھا جب سیکریٹری نے اسے کسی لڑکی کے فون کا بتایا۔ جو حفیظ صاحب کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔ اس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے فون کال ٹرانسفر کرنے کو کہا۔ اس سے پہلے کہ وہ اسے حفیظ صاحب کی غیر موجودگی کے بارے میں بتا پاتا۔ وہ اسے ہی حفیظ صاحب سمجھ کر بولنا شروع ہو گئی تھی۔ اس کی آواز میں ایک عجیب سا سوز تھا۔ ایک کشش سی تھی۔ وہ اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود اسے انکار نہیں کر پایا اور شام چار بجے کا وقت دے بیٹھا تھا۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
وہ اپنے سیکرٹری کو کمرے میں بلا کر ہدایات دے رہا تھا کہ اس کے کمرے کے دروازہ دستک ہوئی اور ایک لڑکی
نے ہلکا سا سر اندر ڈال کر اس سے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔

"سر کیا میں اندر آ جاؤں؟" ایک پرکشش لہجہ اسے اپنے کانوں میں سنائی دیا۔

"جی محترمہ تشریف لے آئیں۔" اس نے فائل سے سر اٹھا کر اجازت دی۔

تانیہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی اور اسے دیکھ کر چونک گئی۔

"آپ کون؟ حفیظ انکل کدھر ہیں؟" وہ اسے دیکھ کر حیران ہوئی۔

"آپ مس تانیہ ہیں؟ جنہوں نے صبح فون کیا تھا؟" کامران نے اپنے سامنے کھڑی باربی ڈول جیسی لڑکی کو بغور
دیکھا۔

"جی میں تانیہ ہوں اور آپ؟" تانیہ نے سوال کیا۔

"میں بیرسٹر کامران ہوں۔ آپ کے حفیظ انکل کا بیٹا۔" وہ اسے سامنے پڑی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے
اپنے سیکرٹری کی طرف متوجہ ہوا۔

"صابر آپ جاسکتے ہیں اور ہاں دو کپ چائے بھجوا دیں۔"

سیکرٹری صابر اپنی فائلیں اٹھا کر اثبات میں سر ہلاتے ہوئے باہر نکل گیا۔

کامران نے صابر کے جاتے ہی ایک بھرپور نظر ساکت نظروں سے اسے دیکھتی ہوئی تانیہ پر ڈالی۔

"جی مس تانیہ کہیے میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں؟"

"خان انکل کہاں ہیں؟" تانیہ نے سنجیدگی سے سوال کیا۔

"مس آپ کے خان انکل عمرے پر گئے ہوئے ہیں۔ ایک ماہ بعد واپسی ہے لیکن آپ فکر مت کریں۔ مجھے اپنی

پریشانی بتائیں۔ میں آپ کی مدد بالکل ایسے ہی کروں گا جیسے دید آپ کی مدد کرتے۔" کامران سنجیدہ ہوا۔
Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"مجھے آپ سے اپنے بزنس کیلئے مشورہ درکار ہے۔" تانیہ بولنا شروع ہی ہوئی تھی کہ دروازہ کھول کر صابر اندر داخل ہوا۔

"کامران صاحب پیٹ والا آگیا ہے۔" صابر نے اطلاع دی۔

"اوہ میں تو بھول ہی گیا تھا۔ ایسا کرو بس دو منٹ دو۔ میں یہاں سے نکلتا ہوں پھر تم کام شروع کروادینا۔"

کامران نے صابر کو ہدایت دی اور تانیہ کی طرف مڑا۔

"اٹس اوکے کامران صاحب اگر آپ مصروف ہیں تو میں پھر کسی اور دن اپائنٹمنٹ لے کر آجاؤں گی۔" تانیہ اپنی فائل اٹھا کر کھڑی ہوئی۔

"مس تانیہ آج آفس کی رینوویشن ہونی طے تھی۔ اگر آپ براہ مانیں تو میرے ساتھ نزدیکی سڑک پار ریسٹورنٹ میں چلیے۔ ہم وہیں آپ کا کیس ڈسکس کر لیتے ہیں۔" وہ خود بھی کھڑا ہو کر اسے اپنے ساتھ باہر چلنے کی آفر کرنے لگا۔

تانیہ نے ایک نظر اسے دیکھا جو درمیانے قد و قامت کا حامل ڈارک براؤن اور ہلکی بھوری آنکھوں والا ایک پرکشش مرد تھا۔ جسے خواتین سے بات کرنے کے آداب آتے تھے۔ اس سلبوق جیسا بد تمیز تو ہر گز نہیں تھا۔
"اف میری سوچ میں وہ بار بار کیوں آرہا ہے؟" وہ جھنجھلا گئی۔

"آپ نے کچھ کہا؟" کامران نے پوچھا۔

"اگر آپ کمفرٹبل محسوس نہیں کر رہیں تو میں پیٹ والے کو منع کر دیتا ہوں؟" اس کا سوچ میں ڈوبا چہرہ دیکھ کر اس نے آفر کی۔

"نہیں اٹس اوکے، چلیے کدھر چلنا ہے؟" وہ ہلکا سا مسکرائی۔

وہ اس کے ساتھ اس بڑی سی عمارت سے نکل کر سڑک پار کرتے ہی سامنے بنے ایک مشہور شاندار سے

ریسٹورنٹ میں داخل ہوئی۔ دن کا وقت تھا۔ ریسٹورنٹ میں رش نہ ہونے کے برابر تھا۔ کئی میزیں خالی پڑی ہوئی تھیں۔ وہ کامران کی ہمراہی میں چلتی ہوئی ایک کونے والی میز کے پاس پہنچی۔

"آپ بیٹھیں میں کاؤنٹر پر آرڈر کر کے آتا ہوں۔" کامران نے اس کیلئے کرسی کھسکاتے ہوئے کہا۔

"نہیں پلیز اس کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ بس میرا کیس سن لیجئے۔" تانیہ نے انکار کیا۔

"آپ ڈیڈ کے دوست کی بیٹی ہیں۔ اس لیے میری مہمان ہیں۔ بس کوئی تکلف نہیں چلے گا۔ میں سینڈوچز اور

کافی آرڈر کر کے آتا ہوں۔" وہ اسے نرمی سے ٹوکتا ہوا پلٹ کر آرڈر کرنے چلا گیا۔

تانیہ آرام سے بیٹھ کر چاروں اطراف نگاہیں دوڑانے لگی۔ ریسٹورنٹ کا داخلی دروازہ تانیہ کی کرسی کے عین

سامنے تھا۔ وہ بڑے آرام سے ماحول کا جائزہ لے رہی تھی۔ جب اس کی آنکھوں میں حیرت سی ابھری۔ وہ

اچانک سے فریز سی ہو گئی تھی۔ اس کے چہرے کے سارے رنگ اڑ سے گئے تھے۔

اس کی نظروں کے عین سامنے ایک خوبصورت، شوخ سی کم عمر لڑکی کے ساتھ وہ بد تمیز انسان سلجوق مسکراتے

ہوئے اندر داخل ہو رہا تھا۔ وہ لڑکی بڑی بے تکلفی سے اس کے بازو پر اپنا ہاتھ رکھے کچھ کہہ رہی تھی۔ تانیہ نے

ایک جھرجھری سی لی اور تیزی سے اپنی نظریں اس پر سے ہٹائیں۔ کرسی سے ٹیک لگا کر اپنے چہرے اور

نظروں کا رخ دوسری طرف کر لیا۔ جہاں سے کامران ویٹر سے میز پر کھانے کی ٹرے رکھوا رہا تھا۔

تانیہ نے بڑی مشکل سے اپنی پوری توجہ کامران کی جانب مبذول کی۔ جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"مس تانیہ آپ ٹھیک تو ہیں؟" کامران نے اس کے فق ہوتے چہرے کو حیرانی سے دیکھا۔

"میں ٹھیک ہوں۔ اب اگر آپ دس منٹ دیں تو کیس ڈسکس کر لیں؟" تانیہ نے گرم کافی کا کپ اٹھایا۔

"کتنابڑا فلرٹ آدمی ہے یہ۔ کل سائرہ پر ڈورے ڈال رہا تھا اور آج اس لڑکی کو لے کر پھر رہا ہے۔ یہ تو میری سوچ سے بھی زیادہ بدتر انسان ہے۔" وہ سلجوق کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ جب کامران کی آواز نے اسے چونکایا۔

"لگتا تو نہیں۔ آپ کو دیکھ کر تو اس وقت ایسا لگ رہا ہے کہ جیسے آپ نے کوئی بھوت دیکھ لیا ہے۔ جو آپ اتنا گھبرائی ہوئی ہیں۔" کامران نے بولتے بولتے اپنا ہاتھ تانیہ کے میز پر رکھے ہوئے ہاتھ کے اوپر رکھا۔

سلجوق یونیورسٹی کے باہر گاڑی میں ردا کا ویٹ کر رہا تھا۔ وہ آنرز فرسٹ ایئر کی اسٹوڈنٹ تھی اور آج چونکہ زوہان سلجوق کے کاموں میں مصروف تھا تو ردا کو لینے وہ خود آگیا تھا۔ ان کے گھر انے میں لڑکیوں کے معاملے میں کسی پر بھروسہ نہیں کیا جاتا تھا۔ اسی لیے ردا کو وہ یازوہان خود پک اینڈ ڈراپ کرتے تھے۔

"سلجوق بھائی!" ردا نے گاڑی کا شیشہ بجایا۔

اس نے ردا کو دیکھتے ہی دروازہ کھولا اور اسے اندر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"بھائی مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے۔" ردا نے گاڑی کے سڑک پر نکلتے ہی فرمائشی پروگرام شروع کیا۔

"گھر جا کر کھا لینا۔" سلجوق نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"کیا بھائی آپ کبھی کبھی تولینے آتے ہیں۔ اس پر بھی اتنی کنجوسی دکھا رہے ہیں۔ اللہ کرے جلدی سے آپ کی شادی ہو جائے پھر میں تانیہ بھابھی سے آپ کی شکایتوں کیا کروں گی۔" وہ شرارت سے اسے چھیڑتے ہوئے

اسے ابھی تک علم نہیں تھا کہ تانیہ اس رشتے سے انکار کر چکی ہے۔

تانیہ کا نام سنتے ہی سلجوق کے اعصاب پر ایک خوشگوار سی کیفیت چھا گئی۔ آنکھوں میں اس کا خفا خفا سادل رہا سا چہرہ جگمگایا۔

"بھائی! "ردانے اس کے مسکراتے ہوئے چہرے کو غور سے دیکھا۔

"ابھی تو بھابھی آئیں بھی نہیں ہیں اور آپ کا یہ حال ہے۔ بعد میں تو آپ مجھے پوچھیں گے بھی نہیں۔" وہ منہ بسورتے ہوئے بولی۔

"اچھا ڈرامہ مت کرو اور بولو کیا کھانا ہے؟" سلجوق نے گھڑی میں وقت دیکھا، شام کے چار بج رہے تھے۔

"بھائی آپ مجھے ریستورنٹ سے بریانی کھلوا دیں۔" ردانے ایک مشہور ریستورنٹ کا نام لیا۔

"بریانی؟ سیریلی تم شام کے چار بجے بریانی کھاؤ گی؟" سلجوق اس کی فرمائش پر حیران ہوا۔

"بھائی آپ کی عمر پاکستان سے باہر گزری ہے۔ اس لیے آپ کو پتہ نہیں ہے کہ خوبصورت لڑکیوں کے لئے

بریانی، زنگر برگر اور گول گپے کھانے کا کوئی وقت مقرر نہیں ہوتا۔" وہ سیانے پن سے اسے سمجھاتے ہوئے

بولی۔

سلجوق نے اس کی فرمائش پر گاڑی اس ریستورنٹ کی طرف موڑ لی۔ کچھ دیر بعد وہ اسے لے کر ریستورنٹ کے

اندر داخل ہوا۔

"اللہ! سلجوق بھائی آہستہ چلیں۔ لگتا ہے آپ کو تو بریانی کھانے کی مجھ سے بھی زیادہ جلدی ہے۔" وہ ہنستے ہوئے

اس کے بازو پر ہاتھ رکھ کر بولی۔

سلجوق اسے لے کر فیملی کین کی طرف بڑھا۔ اندر بیٹھنے کے بعد اس نے ردا کی فرمائش پر کھانا آرڈر کیا۔

ریسٹورنٹ کے اندر داخل ہونے سے لے کر اب تک اسے عجیب سا احساس ہو رہا تھا۔ جیسے کوئی اسے گھور رہا ہو۔ اس کی کرسی کارخ کیبن کے دروازے کی طرف تھا۔ اس نے چاروں اطراف نظریں دوڑائیں تو چونک گیا۔ اس کی آنکھوں میں خون سا تر آیا تھا۔ سامنے ہی مس ایونٹ آرگنائزر بیٹھی ہوئی نظر آرہی تھیں اور اس کے سامنے کھڑا مرد پر شوق نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بات کر رہا تھا۔

"رد اتم اپنی بریانی انجوائے کرو۔ میں ابھی آتا ہوں۔" وہ سنجیدگی سے بولتے ہوئے فیملی کیبن کا دروازہ بند کرتے ہوئے باہر نکلا۔

وہ سیدھا تانیہ کی میز کی طرف بڑھا۔ تانیہ کی پشت اس کی سمت تھی۔ ابھی وہ نزدیک پہنچا ہی تھا کہ اس آدمی نے تانیہ کے نازک مرمریں ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔ سلجوق کا خون کھول اٹھا۔ اس نے ایک لمحے کے اندر تیزی سے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ تانیہ کے ہاتھ پر سے ایک جھٹکے سے ہٹایا۔

تانیہ نے ناگواری سے کامران کا ہاتھ ہٹانے کے لیے اپنا ہاتھ ہلایا ہی تھا کہ اس کی پشت پر سے ایک مردانہ ہاتھ آگے آیا اور ایک جھٹکے سے کامران کے ہاتھ کو اپنی گرفت میں لے کر ہٹا دیا۔

"کیا ہو رہا ہے؟" سامنے ہی سلجوق آنکھوں میں سرخی لیے لب بھینچے اسے گھور رہا تھا۔

"آپ کون؟" کامران نے حیرت سے اس کے جارحانہ انداز کو نوٹ کیا۔

تانیہ نے نظریں ہٹا کر اس کے پیچھے دیکھا لیکن جس لڑکی کے ساتھ وہ آیا تھا وہ کہیں نہیں تھی۔

"میں نے تمہیں ادھر دیکھا تو سوچا کیوں نہ تمہیں کمپنی دی جائے۔" وہ جھک کر تانیہ کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے آپ سے تم تک کا سفر طے کرتے ہوئے کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔ تانیہ ابھی تک حیرت زدہ تھی۔

"مسٹر آپ ہیں کون؟" کامران نے سوال کیا۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"میں جو بھی ہوں۔ پہلے تم بتاؤ تم کون ہو اور ادھر ہمارے بچے کیا کر رہے ہو؟" سلجوق نے اطمینان سے کہتے ہوئے سگریٹ سلگائی۔

"میں مس تانیہ کا وکیل ہوں۔ اب آپ بتائیں آپ کون ہیں اور اس طرح ہمیں کیوں ڈسٹرب کر رہے ہیں؟" کامران نے غور سے سلجوق کو دیکھا۔ جو اپنی پرسنلیٹی اور انداز سے ماحول پر چھایا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔
"میں کون ہوں یہ آپ کو تانیہ بتائیں گی۔ کیوں تانیہ بتاؤ نا کون ہوں میں؟" سلجوق نے تانیہ کو مخاطب کیا۔
تانیہ نے خفگی سے اپنی نظریں اٹھا کر سلجوق کی طرف دیکھا اور نوٹ کیا کہ وہ ہلکا سا مسکرا رہا تھا۔ جیسے اس صورتحال سے لطف اندوز ہو رہا ہو۔

تانیہ کو اس کی معنی خیز مسکراہٹ سے غصہ آنے لگا۔

"میں آپ کو نہیں جانتی۔ آپ براہ مہربانی یہاں سے تشریف لے جائیں۔" وہ دانت پیستے ہوئے بولی۔
"مس تانیہ آپ فکر مت کریں۔ میں اس کو ہینڈل کرتا ہوں۔" کامران نے صورتحال سمجھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ یہ جو بھی آدمی تھا۔ تانیہ کو پریشان کر رہا تھا۔ شاید وہ اسی کا کیس لے کر اس کے پاس آئی ہے۔
"مسٹر وکیل دومنٹ میں یہاں سے چلتے پھرتے نظر آؤ ورنہ۔۔۔" سلجوق غرایا۔

"ورنہ کیا؟ تم مجھے بیرسٹر کامران کو دھمکا رہے ہو؟" کامران نے اسے گھورا۔

سلجوق نے تیزی سے میز پر ہاتھ رکھ کر کامران کو گریبان سے اتنی سختی سے پکڑا کہ اس کا سانس رک گیا۔
"یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟" تانیہ ہوش میں آئی۔

"چھوڑیں انہیں۔" اس نے غصے سے سلجوق کے ہاتھ پر ہاتھ مارا۔

"آئندہ تانیہ کے آس پاس تمہاری پرچھائی بھی نہیں بھٹکنی چاہیے انڈر اسٹینڈ۔" سلجوق نے ایک جھٹکے سے

"آپ یہ پانی لیں۔" تانیہ نے جلدی سے گلاس میں پانی انڈیلا اور اس کی طرف بڑھایا۔

"اتنی ہمدردی مت کرو کہ بعد میں پچھتانا پڑ جائے۔" سلجوق نے اس کے بازو پر گرفت کرتے ہوئے پانی کا گلاس اس کے ہاتھ سے لے کر اپنے لبوں سے لگایا۔

"کامران صاحب آپ جائیں۔ میں آپ سے بعد میں بات کرتی ہوں۔" تانیہ کو کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ سلجوق کا رویہ اس کی سوچ سمجھ سے باہر تھا۔

"آپ کو اکیلے اس آدمی کے ساتھ چھوڑ کر میں کیسے جاسکتا ہوں؟" کامران نے انکار کیا۔

"آپ میری فکر مت کریں۔ ابھی آپ جائیں میں بیچ کر لوں گی۔" تانیہ نے اسے جانے کا اشارہ کیا۔

"ٹھیک ہے مس تانیہ آپ مجھے فون کرنا مت بھولیے گا۔ میں ہر ممکن حد تک آپ کی مدد کروں گا۔" کامران اسے ہدایت دیتا ہوا اپنا کوٹ اٹھا کر باہر نکل گیا۔ کامران کے جاتے ہی تانیہ نے اپنی فائل اٹھائی اور کھڑی ہوئی ہی تھی کہ سلجوق نے اس کے ہاتھ پر اپنی گرفت مضبوط کرتے ہوئے ایک جھٹکا دے کر اسے کرسی پر واپس بٹھایا۔

"پوچھ سکتا ہوں کہ تمہیں وکیل کی کیا ضرورت پڑ گئی ہے؟ اور کیا شہر کے سارے تجربہ کار بزرگ وکیل مر گئے تھے۔ جو تمہیں یہ چھچھوند روکیل ملا؟" وہ پھنکارا۔

"ہاتھ چھوڑیں۔" تانیہ غرائی۔

"نہیں چھوڑتا کیا کر لو گی؟" وہ اطمینان سے اس کی آنکھوں میں جھانک کر بولا۔

"میں ایسی ویسی لڑکی نہیں ہوں۔ جو تمہارے جیسے آدمی سے متاثر ہو جائے۔ مجھ سے دور رہ کر تمیز سے بات

کرو۔ بلکہ تمہارے حق میں بہتر یہی ہے کہ مجھ سے بات ہی مت کرو۔" تانیہ نے پوری جان لگا کر اپنا ہاتھ

"مس تانیہ! تم کسی بہت ہی بڑی خوش فہمی کا شکار ہو رہی ہو۔ اب میرا ذوق اتنا بھی خراب نہیں ہے کہ میں تمہیں متاثر کرنے کی کوشش کروں۔ ہاں اگر میرے ساتھ کام کرنا چاہتی ہو، میری امپلائے بننا چاہتی ہو تو صاف صاف کہو۔ پھر میں کچھ سوچ سکتا ہوں۔" اس نے دل جلانے والے انداز میں بولتے ہوئے اس کی کلائی اپنی گرفت سے آزاد کی۔

"To Hell with you and your Work"

تانیہ نے غصہ سے اسے جہنم میں بھیجا اور بنار کے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ سلجوق نے اطمینان سے اسے باہر جاتے ہوئے دیکھا اور پھر پلٹ کر واپس فیملی کیبن کی طرف چلا گیا۔ جہاں ردا اس کا انتظار کر رہی تھی۔

سلجوق سارا دن فارن ڈیلیکیشن کے ساتھ میٹنگ بھگتا کر اب شام ڈھلے خانزادہ ہاؤس کی طرف جا رہا تھا۔ جب بند سگنل پر اس کی نظر سڑک کے دوسری طرف پڑی۔

سامنے ہی سڑک پار اپنے ارد گرد سے بے نیاز تانیہ سوچوں میں گم واک کر رہی تھی۔ اس کا دوپٹہ لا پرواہی سے شانے پر پڑا تھا۔ نازک سراپا نمایاں تھا۔ خوبصورت چہرے پر ہوا سے اڑتی لٹیں، وہ سب کی نگاہوں کا مرکز بنی ہوئی تھی۔ کئی منچلے اس کے دلکش وجود سے اپنی آنکھیں سینک رہے تھے۔ سلجوق کو اپنی رگوں میں خون ابلتا ہوا محسوس ہوا۔

"یہ لڑکی! قتل ہوگی کسی دن میرے ہاتھوں۔" وہ بڑبڑایا اور سگنل کھلتے ہی اپنی گاڑی سڑک کنارے پارک

آج کا پورا دن بہت دباؤ میں گزرا تھا۔ ایک ہفتہ سے اوپر ہو گیا تھا۔ اس کے سارے ایونٹس کلائنٹ کینسل کر چکے تھے بنا کوئی خاص وجہ بتائے۔ اسے لاکھوں روپے کا نقصان اٹھانا پڑا تھا۔ آدھا دن ہوٹل میں اپنے آفس میں گزرنے کے بعد وہ سرشام ہی گھر چلی آئی تھی۔ عام دنوں میں وہ کام میں خود کو مصروف رکھتی تھی۔ اتنا تھک ہار کر واپس آتی تھی کہ کچھ سوچنے کا موقع ہی نہیں ملتا تھا۔ لیکن آج خالی گھر اور اس میں چھائے سنائے سے گھبرا کر وہ بنا سوچے سمجھے ڈھیلے ڈھالے کرتے کے ساتھ کھلے پائنجوں والا ٹراؤزر پہنے، بال لاپرواہی سے جوڑے میں بندھے تھے۔ بھولی بھالی سی صورت پر زلفیں بھی چہرے کے اطراف میں پریشان تھیں۔ اپنے اندر کی سوچوں سے گھبرا کے وہ اسی حلیے میں تازہ ہوا کیلئے باہر چلی آئی تھی۔

آس پاس سے گزرتے کیپلز، بچے اور ان کے خوشی سے دھکتے ہوئے پر جوش چہرے، سی ویو پرواک کا لطف اٹھاتے ہوئے افراد ان سب کو غائب دماغی سے دیکھتے ہوئے اپنی سوچوں میں گم وہ واک کرتے کرتے خاصی دور نکل آئی تھی۔ اس کے جوڑے سے بالوں کی لٹیں ڈھیلی ہو کر اس کے صبح چہرے کو چوم رہی تھیں۔ شانوں پہ جھولتا دوپٹہ ہوا سے اڑ رہا تھا۔ وہ چلی جا رہی تھی، سورج غروب ہو چکا تھا۔ چاروں جانب ملگجاسا اندھیرا اپنے پر پھیلا چکا تھا۔ پر وہ سب سے بے نیاز تھی۔ جب کسی نے سختی سے اسے بازو سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ اس سے پہلے کہ وہ چیخ مارتی یا کچھ کہہ پاتی، سلجوق اسے دیوار سے لگا کر گھور رہا تھا۔

وہ اسے دیکھ کر حیران ہوئی۔ اتنی حیرت زدہ کہ اس کی گرفت میں قید وہ احتجاج تک نہیں کر پائی۔ وہ تانیہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اس کے بے حد نزدیک کھڑا تھا۔ تانیہ نے بمشکل اپنی نظریں اس کی مقناطیسی

"تم مجھے ہرٹ کر رہے ہو۔" تانیہ کی آواز سن کر سبجوق نے فوراً اپنے ہاتھ اس کے بازوؤں سے ہٹائے۔

"آئی ایم سوری" اس نے فوراً معذرت کی۔ لیکن اس کے لہجے میں نامحسوس سی سختی ابھی بھی موجود تھی۔ وہ

اسے چھوڑ کر آگے جانے ہی لگا تھا کہ اچانک سے پلٹا اور تانیہ کی آنکھوں میں جھانکا۔

"نہیں میں سوری نہیں ہوں۔ کم از کم تمہارے معاملے میں تو ہرگز بھی نہیں۔" تانیہ نے ایک جھٹکے سے اسے

دھکا دیتے ہوئے خود سے دور کیا۔

"تم کیا ہر وقت میرا پیچھا کرتے رہتے ہو؟ تمہیں اور کوئی کام نہیں ہے؟" وہ ٹھیک ٹھاک تپ اٹھی۔

"تم اس وقت، اس حلیہ میں یہاں کیا کر رہی ہو؟" اس نے درشت لہجے میں پوچھا۔

تانیہ نے ایک نظر اپنے گھریلو لباس پر ڈالی۔ خفت سے اس کے گال تپ اٹھے تھے۔ پروہ اپنی شرمندگی پر قابو

پاتے ہوئے دوبارہ اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

"میں اپنے کسی بھی فعل کیلئے آپ کو جواب دہ نہیں ہوں۔ پھر بھی آج میں جلدی کام سے فارغ ہو گئی تھی تو

واک پر نکل آئی۔"

"اس وقت اکیلی؟" اس کی آواز میں طنز تھا۔ جسے محسوس کر کے تانیہ کا دماغ گھوم گیا۔

"کیوں اکیلے واک کیوں ناکروں؟" تانیہ نے غصہ سے اسے دیکھا۔ اس کی آنکھوں سے چنگاریاں نکل رہی

تھی۔ آخر یہ شخص اسے سمجھ کیا رہا تھا۔

"جب سے ہماری ملاقات ہوئی ہے۔ میں پہلی بار تمہارا یہ خود اذیتی والا انداز، یہ بکھرا ہوا سراپا، یہ اداس سا

روپ دیکھ رہا ہوں۔ یقین کرو میں بڑا سخی انسان ہوں۔ بولو کیا مدد کروں تمہاری؟" وہ اس کے شانوں پہ ہاتھ

رکھ کر کندھے پر جھولتا ہوا دوپٹہ درست کرتے ہوئے اس بغور سر تاپا دیکھتے ہوئے بولا۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
تانیہ نے بڑی مشکل سے اس خود پسند انسان کے سلوک پر امڈ تا غصہ دباتے ہوئے اسے دیکھا اور ایک جھٹکے سے اس سے دور ہوئی۔

"..Don't you Dare Touch me again"

وہ پھنکاری۔

"آپ خود کو سمجھتے کیا ہیں؟ کوئی کوہ قاف سے اترے شہزادے ہیں کیا؟ میرے نزدیک آپ ایک عیاش انسان ہیں۔ فلرٹ ہیں، پلے بوائے ہیں، یاد رکھیں ہر لڑکی پکے ہوئے آم کی طرح ہر کسی کی جھولی میں گرنے والی نہیں ہوتی اور ناہی ہر لڑکی آپ کی اسمارٹنیں، وجاہت اور اسٹیٹس پر مر مٹنے والی ہوگی۔ کم از کم میں تو ہر گز نہیں۔" تانیہ کا غصہ سے برا حال تھا۔

سلجوق کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا تھا۔ ماتھے پر بل پڑ گئے تھے۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا سامنے کھڑی اس نازک سی لڑکی کی گردن مروڑ دے۔ اس نے اپنے جڑے اس قدر شدت سے بھینچے تھے کہ اس کے دانت پیسنے کی آواز تک سنائی دے رہی تھی۔ ماتھے کی رگیں پھول گئیں تھیں۔

"تم نے میرے کردار پر انگلی اٹھائی ہے۔ کون سی برائی میرے اندر دیکھی ہے؟ کتنی لڑکیوں کو میری بانہوں میں دیکھا ہے، بولو؟

"..You will Pay for this Miss Tania"

وہ غرایا۔

"میرا وہ مطلب نہیں تھا۔" تلخ الفاظ بولنے کے بعد تانیہ کو احساس ہوا کہ وہ کیا کہہ گئی تھی۔

سلجوق ٹھٹک کر رکا۔ وہ دونوں چند لمحوں تک آس پاس سے گزرتے لوگوں سے بے نیاز ٹکٹکی باندھے ایک

"مسٹر سلجوق میرے خیال سے ہم دونوں نے ہی ایک دوسرے کو کچھ زیادہ ہی کہہ سن لیا ہے۔ حساب دونوں جانب سے برابر ہو چکا ہے۔ اس لیے اب ہمیں یہ سب بھلا دینا چاہئے۔" تانیہ نے سمجھداری سے کام لیتے ہوئے معاملہ سلجھانا چاہا۔

"اوکے مگر ایک کنڈیشن پر۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔

"جی فرمائیں۔" تانیہ اپنا غصہ دباتے ہوئے زبردستی مسکرائی۔

"اگر آپ ایک اچھا آغاز کرنا چاہتی ہیں تو ثبوت دیں اور آپ میرے ساتھ بزنس ڈنر پر چلیں۔" اس نے ڈیمانڈ کی۔

"بزنس ڈنر؟ آپ کے ساتھ؟؟؟" وہ حیران ہوئی۔

"کیوں کیا ہوا؟ ڈر گئیں ہیں؟؟؟" سلجوق نے اطمینان سے اسے دیکھا۔

"میں کسی سے نہیں ڈرتی۔" وہ غرائی۔

"اوکے، اس آڈیل۔ میں کل شام آپ کو آپ کے گھر سے پک کروں گا۔" وہ فیصلہ کن لہجے میں بولا۔

"میں ساری بزنس میٹنگز اپنے ہوٹل میں رکھتی ہوں۔ آپ ادھر آجائیں۔" تانیہ نے جان چھڑانی چاہی۔

"مس ایونٹ آرگنائزر! سلجوق خانزادہ اپنی مرضی سے جگہ کا تعین کرتا ہے۔ کل شام سات بجے تیار رہنا۔ مجھے

انتظار پسند نہیں ہے۔ اب سیدھی اپنے گھر جاؤ۔" وہ دو ٹوک لہجے میں بولتے ہوئے پلٹا اور واپس سڑک پار اپنی

گاڑی کی طرف چلا گیا۔ وہ حیرت سے اسے جاتا دیکھتی رہی۔

شام کے سات بجتے ہی اس کے گھر کا انٹرکام رنگ ہوا۔ تانیہ نے ایک گھر اسانس لیا۔ وہ ضدی انسان اس کے گھر کی دہلیز پہ آگیا تھا۔ اس نے خود کو کمپوز کرتے ہوئے انٹرکام اٹھایا۔

"یس" وہ سنجیدگی سے بولی۔

"میم مجھے سلجوق سر نے بھیجا ہے آپ کو پک کرنے کیلئے۔" ایک مودبانہ سی آواز ابھری۔

اوہ! وہ ایک لمحے کو چونک سی گئی یعنی وہ خود اسے پک کرنے نہیں آیا تھا۔

"آپ دومنٹ ویٹ کریں میں آرہی ہوں۔" وہ اپنا ماسنڈ بناتے ہوئے بڑے اعتماد سے اپنے مخصوص حلیہ میں

جینز کے اوپر لمبا سفید کرتا پہننے، لمبے بالوں کی اونچی پونی بنائے پیروں میں جاگڑا اور گلے میں اسٹالر لیے پاس

پڑی فائنل اٹھا کر اپنا بیگ کندھے پر ڈالتے ہوئے گھر سے باہر نکلی۔ چوکیدار بابا کو ہدایت دیتی ہوئی وہ سامنے

کھڑی جدید ماڈل کی مرسدیز بینز کی طرف بڑھی۔

"گڈ ایوننگ میم!" باوردی ڈرائیور نے اسے دیکھتے ہی ادب سے گاڑی کا دروازہ کھولا۔

"گڈ ایوننگ آپ مجھے لیڈ کریں۔ میں اپنی گاڑی میں آپ کو فالو کر رہی ہوں۔" وہ سنجیدگی سے کہتے ہوئے پلٹ

کر اپنی گاڑی کی طرف بڑھی۔

ڈرائیور کے چہرے پر الجھن نمایاں ہو گئی تھی۔ اس نے گاڑی اسٹارٹ کرنے سے پہلے سلجوق کو فون ملا یا۔

"ہاں قربان خان بولو۔" فون کے دوسری جانب سے آواز آئی۔

"سر! وہ میم اپنی گاڑی میں آرہی ہیں۔" اس نے تانیہ کی پوری اپ ڈیٹ دی۔

"ہمم" سلجوق نے ہنکارہ بھرا۔ یعنی وہ چھٹانک بھر کی لڑکی اسے نیچا دکھانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں

دے رہی تھی۔

"ٹھیک ہے تم انہیں اب اس جگہ لے کر آؤ۔" سلجوق نے کچھ سوچتے ہوئے اسے کچھ ہدایات دیتے ہوئے نیا ایڈرس دیا وہ وینیو بدل چکا تھا۔

تانیہ بڑے آرام سے سلجوق کے ڈرائیور کو فالو کر رہی تھی۔ کچھ دیر بعد گاڑی کو برنس روڈ کے علاقے میں داخل ہوتے دیکھ کر اس کے چہرے پر حیرت کے آثار نمودار ہونے لگے تھے۔ اس کا خیال تھا کہ وہ بگڑا ہوا امیر زادہ اسے کسی مہنگے ترین ہوٹل یا ریسٹورنٹ میں بلائے گا لیکن یہ تو اندرون کراچی کا علاقہ تھا۔ گاڑی آگے جا کر رک گئی اور ڈرائیور اتر کر اس کے پاس آیا تانیہ نے شیشہ نیچے کیا۔

"میم! آپ وہ سڑک پار ہوٹل میں چلیں۔ میں آپ کی گاڑی پارک کر دیتا ہوں۔" اس نے مودبانہ انداز میں ریکویسٹ کی۔

تانیہ نے حیرت سے سڑک پار اس کھوکھو کے نما عمارت کو دیکھا۔ جسے ڈرائیور ہوٹل کہہ رہا تھا۔ پھر تنگ سی سڑک کو دیکھا۔ جہاں دور دور تک کوئی پارکنگ نہیں تھی۔

میم! ڈرائیور نے اسے مخاطب کیا۔ پیچھے کھڑی گاڑیاں سڑک بلاک ہونے پر ہارن بجا رہی تھیں۔

"میم! آپ چلیں سراندر آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ گاڑی میں پارک کر دیتا ہوں۔"

جب اوکھلی میں سر دیا تو موسلوں سے کیا ڈرنا۔ وہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اپنی فائل اور بیگ اٹھا کر گاڑی سے اتری اور چابی ڈرائیور کو دیتے ہوئے اپنے پیروں کو کیچڑ سے بچاتے ہوئے اس ملباری ٹائپ ہوٹل یا جو بھی وہ جگہ تھی اس کی جانب بڑھی۔

سلجوق بڑے اطمینان سے ٹانگ پر ٹانگ رکھے برنس روڈ کے اس مشہور نہاری ہاؤس میں موجود تھا۔ جب ڈرائیور نے تانیہ کی آمد کی اطلاع دی۔ سامنے ہی سڑک پار وہ چہرے پر پریشانی لیے سڑک پار کرنے کیلئے کھڑی ہوئی تھی۔ اس کا حلیہ اس کا انداز اسے اس علاقے میں نمایاں کر رہا تھا۔ آس پاس سے گزرتے مرد حضرات اور خواتین اسے ناقدانہ انداز میں دیکھ رہے تھے۔ سلجوق کی نگاہوں میں ناگواری اتر آئی۔

"اسٹوپڈ گرل، ڈنر پر کون ایسے حلیہ میں آتا ہے۔" وہ بڑبڑایا اور اپنی جگہ سے کھڑا ہو کر لمبے لمبے قدم اٹھاتے ہوئے سڑک پار کھڑی تانیہ کے پاس پہنچا۔ بنا ایک بھی لفظ کہے اس نے تانیہ کا ہاتھ اپنی مضبوط گرفت میں لیا۔ بھیرے سے بچاتے ہوئے سڑک پار کر کے اسے ملباری ہوٹل میں لے کر داخل ہوا۔

تانیہ خاموشی سے اس کے ساتھ چلی آئی تھی کہ یہ علاقہ اور ماحول اس کیلئے اجنبی تھا۔ سلجوق نے اندر میز پر پہنچ کر اس کا ہاتھ اپنی گرفت سے آزاد کر دیا تھا۔ وہ خاموشی سے کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔ یہ ایک روایتی دیسی کھانے کی جگہ تھی۔ لکڑی کی میزیں ان پر رکھے اسٹیل کے جگ اور گلاس، کندھے پر کپڑا رکھے گھومتا ہوا بچہ جو شاید ویٹر تھا۔ یہ دیکھنے میں کوئی بہت ہی عام سارے سٹورنٹ تھا۔ اگر اس کھڑوس بدتمیز انسان کا ذوق ایسا ہے تو پھر۔۔۔

"ہر چمکتی ہوئی چیز سونا نہیں ہوتی بلکہ جن چیزوں کو ہم آزما تے نہیں ہیں ان کے بارے میں رائے بھی قائم نہیں کرنی چاہیے۔ اس جگہ کی بناوٹ اور لوکیشن پر مت جاؤ۔ یہ پاکستان کے مشہور ترین ریسٹورنٹ میں سے ایک

ہے۔ یہاں کا کھانا دنیا بھر میں مشہور ہے اور اگر تمہیں کچھ سمجھ نہیں آیا تو میں چائیز فوڈ آرڈر کر دوں گا۔" وہ اس کی سوچ پڑھتا ہوا بولا۔

"مجھے کھانے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ آپ نے کہا تھا یہ بزنس میٹنگ ہے تو بہتر ہے ہم کام کی بات کریں۔" تانیہ نے اپنی فائل میز پر رکھی۔

"چھوٹے!" سلجوق نے اسے نظر انداز کرتے ہوئے میز صاف کرتے ہوئے بچے کو پکارا۔

"جی صاحب!" وہ لپک کر پاس آیا۔

"دونہاری لے آؤ مرچیں کم۔" سلجوق نے آرڈر دیا۔

"سنو ایک نہاری میں مرچیں تیز رکھنا اور ساتھ ہری مرچ ضرور لانا۔" تانیہ نے اسے ہدایت دی اور سلجوق کی طرف متوجہ ہوئی۔

"میں پاکستانی ہوں اور اپنے اپنے دیسی اسپانسی کھانوں کی عادی ہوں۔ ہمارے دیسی کھانے جتنے چٹپٹے اور مصالحہ والے ہوں اتنے ہی مزیدار لگتے ہیں۔ پھیکے کھانے اچھے نہیں لگتے۔" وہ بڑے آرام سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ مقصد اسے یہ باور کرانا تھا کہ اسے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

"گڈ، چلو ہم دونوں میں ایک چیز تو مشترک ہے۔" وہ اطمینان سے اس کا اطمینان غارت کرتے ہوئے بولا۔

"اب کام کی بات کر لیں؟ آپ نے مجھے یہاں کیوں بلوایا ہے؟" تانیہ نے سیدھے ہوتے ہوئے سوال کیا۔

"مس ایونٹ آرگنائزر آپ کتنے عرصے سے یہ کام کر رہی ہیں؟" سلجوق نے سوال کیا۔

"تقریباً تین سال سے۔" تانیہ نے جواب دیا۔

"میں نہیں میری مپنی۔" تانیہ نے تصحیح کی۔

"ایک ہی بات ہے۔" سلجوق نے سنجیدگی سے کہا۔

"ہم مشرقی سے لے کر مغربی پارٹیز، ویڈنگ پلاننگ اور آفس ایونٹس آرگنائز کرتے ہیں۔" وہ پروفیشنل انداز میں بولی۔

"اور آپ کے چار جز؟" سلجوق نے بغور اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ویل یہ کام پر منحصر ہے۔" وہ بولتے بولتے خاموش ہوئی۔

ویٹر نہاری اور روٹیاں لے آیا تھا۔ سلجوق نے پلیٹ تانیہ کی سمت بڑھاتے ہوئے ویٹر کو جانے کا اشارہ کیا۔

"چلیں پہلے ڈنر کرتے ہیں باتیں بعد میں۔" وہ اسے کھانے کا اشارہ کرتے ہوئے اپنی پلیٹ کی طرف متوجہ ہوا۔

تانیہ نے تیل ہٹا کر تھوڑی سی نہاری اپنی پلیٹ میں نکالی۔ مرچیں بہت زیادہ تھیں۔ پروہ آرام سے برداشت کرتے ہوئے کھا رہی تھی۔ اس کے گال سرخ ہو گئے تھے۔ سلجوق کی نظروں سے کچھ بھی اوجھل نہیں تھا۔ وہ ضدی لڑکی صرف خود کو اونچا اور درست ثابت کرنے میں لگی ہوئی تھی۔

تانیہ نے تھوڑا سا کھا کر ہاتھ روک دیا۔

"اور لیں آپ کو تو دیسی اسپائسی فوڈ پسند ہے۔" سلجوق نے اسے ٹوکا۔

"نو تھینکس میں اپنے حساب سے کھاتی ہوں اور مزید کی گنجائش نہیں۔ اب اگر آپ کام کی بات کر لیں تو بہتر ہوگا۔"

"ہمم اوکے" سلجوق نے ٹشو پیپر سے ہاتھ صاف کیے اور چھوٹے کو میز صاف کر کے بل لانے کا اشارہ کیا۔

"کیا آپ کو اپنا کام پسند ہے؟ آپ انجوائے کرتی ہیں؟؟" سلجوق نے پوچھا۔

"کیوں؟" سلجوق نے فوری دوسرا سوال پوچھا۔

"مجھے بہت سے نئے لوگوں سے ملنے کا موقع ملتا ہے اور پورا دن ایونٹ پارٹیز آرگنائز کرنے میں بہت تیزی سے گزر جاتا ہے۔" تانیہ نے جواب دیا۔

"کیا یہ کام آپ کو فائنیشنل پورا پڑتا ہے؟ آپ مطمئن ہیں اپنے کام سے؟" سلجوق نے ایک عجیب سوال پوچھا۔
 "یہ کیسا عجیب سا سوال ہے؟ آف کورس میں اپنے کام سے مکمل مطمئن ہوں۔" وہ حیران ہوئی۔

"نہیں یہ ہر گز بھی عجیب سوال نہیں ہے۔" سلجوق نے اس کا بغور جائزہ لیا تاکہ وہ جان سکے کہ وہ اس کی روح تک میں اتر سکتا ہے۔

"میرے نزدیک ہمیں زندگی صرف ایک بار ملتی ہے۔ جس میں سے ادھی زندگی ہم اسکول وکالج اور باقی جاب پر گزارتے ہیں۔ پرسنل وقت تو نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔ اس لیے ہمیں وہ جاب وہ کام کرنا چاہیے جو خوشی دے، اطمینان دے، سکون دے، آپ کا کیا خیال ہے؟" سلجوق نے سوال کیا۔

"ہمم" تانیہ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے تعجب سے اسے دیکھا۔ جو گفتگو کا رخ پلٹ چکا تھا۔

"کیا آپ اپنے کام سے مطمئن ہیں؟" تانیہ نے الٹا اس سے سوال کیا۔

سلجوق آرام سے اسے اپنی ذہانت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کرسی سے پشت لگا کر بیٹھ گیا۔

"پہلے میں سوچتا تھا کہ میں مطمئن ہوں مگر۔۔۔ مگر اب میں شیور نہیں ہوں۔" وہ مضبوط پختہ لہجے اس پر

نظریں گاڑے میں بات کر رہا تھا۔

تانیہ کو اس کی نظروں سے الجھن ہو رہی تھی۔ یہ آدمی ایک بار پھر اسے اپنے سحر میں لینے کی کوشش کر رہا تھا۔

تانیہ کے غصہ کا گراف بڑھنے لگا تھا۔ چہرہ تپ اٹھا تھا۔ اس کے چہرے کے بدلتے رنگ، اتار چڑھاؤ سلجوق کی

"تو مس ایونٹ آرگنائزر آپ نے بتایا نہیں کہ آپ کے چار جز کیا ہیں؟" وہ بات پلٹتا ہوا تانیہ کی طرف متوجہ ہوا۔

"چار جز ورک پر ڈیپینڈ کرتے ہیں۔" وہ سنجیدگی سے بولی۔

"میں آپ کو اپنے آفس کی ڈیکوریشن کا کام دینا چاہتا ہوں انفیکٹ اگر میں آپ کے کام سے مطمئن ہوا تو میرے گھر کی انٹیریئر ڈیکوریشن کا کام بھی آپ کو مل سکتا ہے۔ پرائس آپ جو چاہیں۔" سلجوق نے آفر کی۔

"آپ کی آفر کا بہت شکریہ لیکن میں ابھی کوئی نیا پراجیکٹ لینا نہیں چاہتی۔ اس لیے بہت معذرت۔" وہ متانت سے بولی۔

"تو مس تانیہ کام آپ کرنا نہیں چاہتی، مصروف آپ ہیں نہیں تو شادی کے بارے میں سوچ رہی ہیں کیا؟" اس کے الفاظ نے تانیہ کا دماغ بھک سے اڑا دیا تھا۔

"It's none of your Business "

وہ تلخی سے بولی۔

"رات کے دس بجنے والے ہیں مجھے چلنا چاہیے۔"

پھر کلائی میں بندھی گھڑی میں وقت دیکھتے ہوئے کھڑی ہو گئی۔

"اوکے چلو میں تمہیں گھر چھوڑ دیتا ہوں۔" سلجوق کندھے اچکاتے ہوئے کھڑا ہو گیا۔ والٹ سے بڑے بڑے نوٹ نکال کر میز پر رکھے۔

"آپ زحمت مت کریں۔ میں چلی جاؤں گی میرے پاس گاڑی ہے۔" تانیہ نے شائستگی سے انکار کیا۔

"مس ایونٹ آرگنائزر! آپ کی ہٹ دھرمی اب میں برداشت نہیں کروں گا۔ آپ آئیں خود ہیں اور اب جائیں گی میری مرضی سے۔ آپ کی گاڑی میرا ڈرائیور واپس آپ کے گھر چھوڑ چکا ہے۔" وہ درشت لہجے میں بولتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑ کر باہر نکل گیا۔

"یہ کیا بد تمیزی ہے۔ میرا ہاتھ چھوڑیں۔" وہ غصہ سے بولی۔

"فضول میں ڈرامہ کری ایٹ کرنے کی کوشش مت کرو۔ تمہاری ہی بدنامی ہوگی۔" وہ سرد لہجے میں بولتے ہوئے اسے تقریباً گھسیٹتے ہوئے باہر اپنی گاڑی تک لایا۔ دروازہ کھول کر اسے اندر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے خود ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھا۔

"اب بیٹھ بھی جاؤ۔" وہ ہاتھ سے سیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

"مجھے تمہارے ساتھ نہیں جانا، میں ٹیکسی کر لوں گی۔" وہ غصہ سے بولی۔

"شیو رات کے دس بجے اس علاقے میں تمہیں کوئی شریف ٹیکسی والا ملے تو ضرور جاؤ۔" وہ لاپرواہی سے بولتے ہوئے گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا۔

تانیہ نے چاروں اطراف دیکھا۔ یہ علاقہ اس کیلئے نیا تھا۔ اس نے خون کے گھونٹ پیتے ہوئے خاموشی سے اندر بیٹھ کر زور سے دروازہ بند کیا۔ پوری گاڑی لرز کر رہ گئی۔

"واقعی لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے۔ اتنا خون جلانے کے بجائے پہلے ہی شرافت سے بیٹھ جاتیں تو کتنا اچھا ہوتا۔ آخر ابھی بھی تو میرے ساتھ بیٹھی ہی ہونا۔" وہ دل جلانے والے انداز میں بولا۔

"مسٹر میں نے بھی صرف وقت پڑنے پر گدھے کو باپ بنایا ہے۔" تانیہ نے اس کی طبیعت صاف کی۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
سلجوق نے اطمینان سے اس کے غصہ سے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھا۔ جب جب یہ لڑکی غصہ کرتی تھی، اس کے دل میں ٹھنڈک سی پڑ جاتی تھی۔ اس نے اپنی نظریں اس کے چہرے پر سے ہٹا کر ڈرائیونگ پر توجہ مرکوز کی۔ کافی دیر بعد گاڑی کلفٹن کی حدود میں داخل ہوئی۔

"میرا گھرا دھر ہے بیک اسٹریٹ پر۔" تانیہ نے گاڑی کو سی ویو کی طرف بڑھتے دیکھ کر اس بد تمیز انسان کو نہ چاہتے ہوئے بھی مخاطب کیا۔

"جانتا ہوں" وہ بڑے آرام سے گاڑی ساحل کے قریب لا کر روک چکا تھا۔
"اتر" اس نے تانیہ کو نیچے اترنے کا اشارہ کیا۔

"مجھے لگتا ہے تم چاہتی ہو میں تمہیں بار بار ہاتھ لگاؤں۔ اسی لیے تو میری ہر بات کی نفی کرتی ہو۔" وہ ڈرائیونگ سیٹ سے اتر کر تانیہ کی سائیڈ والا دروازہ کھولتے ہوئے بولا۔

"دور ہٹو۔" وہ خونخوار نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے گاڑی سے نیچے اتری اور اترتے ہی پیچھے جانے لگی تھی کہ سلجوق نے اس کا ہاتھ پکڑا۔

"میں نے کہا نہ کہ تم آئی اپنی مرضی سے ہو اور جاؤ گی میری مرضی سے۔" سلجوق پھنکارا۔

"بہت دیر ہو چکی ہے۔ مجھے گھر جانا ہے۔" وہ نرمی سے اسے رام کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔

"تو؟ گھر میں کون تمہارا انتظار کر رہا ہے؟ جو تمہیں اتنی جلدی ہے۔" وہ انجانے میں اس کے زخموں کو چھیڑ گیا تھا۔

وہ ایک لمحے کو چپ سی ہو گئی۔

رات کے کے تقریباً گیارہ بجنے والے تھے۔ اس کے باوجود سی ویو پر دن کا سماں تھا۔ بڑی بڑی لائٹیں جل رہی تھیں۔ اتنی رات کو بھی بہت سے لوگ وہاں ہنسی مذاق اور کھانے پینے میں مصروف تھے۔ کئی فیملیز اپنے بچوں کے ساتھ اس وقت موجود تھیں۔

سلجوق تانیہ کا ہاتھ پکڑے سمندر کی نرم ریت کی طرف بڑھا اور اس کو لے کر چلتا ہوا کافی دور ایک ٹیلے کے پاس آکر رک گیا۔ پورے چاند کی رات تھی۔ سمندر کی بھری ہوئی لہریں ریت پر آ کر پلٹ رہی تھیں۔ چاند کی چاندنی نے ماحول پر ایک فسوں سا طاری کر دیا تھا۔ تانیہ ایک لمحے کو اس سکون پر ور ماحول میں کھوسی گئی تھی۔ جب سلجوق نے اس کا ہاتھ چھوڑا اور جھک کر اس کے نزدیک ہوا۔

"کتنا خوبصورت منظر ہے۔ کتنی گہرائی ہے اس سمندر میں، بالکل تمہاری آنکھوں جیسی۔" سلجوق نے سرگوشی کی۔

تانیہ خاموشی سے وہیں ٹیلے سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔ وہ سمندر کو دیکھ رہی تھی۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا، اوپر چمکتا چاند اور اس کے آس پاس ٹمٹماتے ہوئے تارے، اسے اپنے اندر ایک سکون سا اثر تا محسوس ہوا۔ یہ سمندر بھی اس کی طرح گہرا تھا۔ اپنے اندر کئی کہانیوں کو دفن کیے ہوئے تھا۔ جیسے اس نے اپنے اندر کئی زخم چھپائے ہوئے تھے۔

"باجی اللہ کے نام پہ دونہ۔" اچانک سے ایک ہٹا کٹا لمبے بالوں والا فقیر اس کے سامنے آ گیا۔ وہ چونک کر تیزی سے سلجوق کو دیکھتے ہوئے اس کا بازو پکڑ کر پیچھے ہوئی۔

"اٹس اوکے، وہ چلا گیا ہے۔" سلجوق نے سنجیدگی سے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر تھپتھپایا۔

وہ اس کے ساتھ، اس کے پاس، اس کا ہاتھ تھامے کھڑا ہوا تھا۔ تانیہ چاہتے ہوئے بھی اس وقت، اس لمحے، اس کا ہاتھ نہیں ہٹا پائی۔ وہ دونوں کافی دیر تک چپ چاپ پیسے سے ٹیک لگائے کھڑے رہے۔ خاموشی بھلی لگ رہی

تھی۔ ایک اپنائیت کا احساس جنم لے رہا تھا۔ پھر وقت کا احساس کرتے ہوئے سلجوق سیدھا کھڑا ہوا۔ اس نے ہلکے سے جھٹکے سے تانیہ کو بھی سیدھا کھڑا کیا اور خاموشی سے اس کا ہاتھ تھامے واک کرتے ہوئے اپنی گاڑی کی طرف چلنے لگا۔ تانیہ کو پہلی بار اس کے وجود سے اپنائیت و تحفظ کا احساس ہوا تھا۔ کسی ٹین ایج اسکول گرل کی طرح وہ کن اکیوں سے اس کے ہاتھ میں دبے اپنے ہاتھ کو دیکھ رہی تھی۔ دل تھا کہ دھڑکے چلا جا رہا تھا۔ گاڑی کے قریب پہنچ کر سلجوق نے دروازہ کھول کر تانیہ کو اندر بٹھایا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر آکر اس نے گاڑی اسٹارٹ کی۔

تانیہ کے گھر کے نزدیک پہنچ کر اس نے گاڑی روکی اور چپ چاپ خاموش بیٹھی تانیہ پر ایک گہری نظر ڈالی۔ "تھینکس میرے ساتھ ڈنر کیلئے۔" تانیہ کے دروازہ کھولتے ہوئے ہاتھ اس کی گھمبیر آواز سن کر رک سے گئے۔ وہ گاڑی سے اتر کر اس کی سائیڈ پر کھڑکی کی طرف آئی۔

"آپ کا بھی بہت شکریہ بلاشبہ یہ ایک خوبصورت شام تھی۔" وہ متانت سے اس کا شکریہ ادا کر کے اندر بڑھی۔ رات کے بارہ بجے سے اوپر کا وقت تھا۔ چوکیدار نے اسے دیکھتے ہی دروازہ کھول دیا۔

سلجوق اسے اندر جاتے دیکھ رہا تھا۔ جب پتہ نہیں دل میں کیا سمائی کہ گاڑی سے اتر اور لمبے لمبے قدم اٹھاتے ہوئے تانیہ کے پاس پہنچا۔

"یہ میرے لیے بھی ایک یادگار شام تھی۔ امید ہے ہم مزید ایسی شامیں ساتھ گزاریں گے اچھے دوستوں کی طرح۔" وہ گھمبیر لہجے میں بے ساختہ اس کی گہری جھیل سی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔

"میں چلتی ہوں۔" تانیہ نے نظریں چرائیں اور گھر کا داخلی دروازہ کھول کر گھر کے اندر داخل ہو گئی۔

تانیہ کے جاتے ہی وہ پلٹا اور اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔ اس کی سیاہ آنکھوں میں سوچ کی پرچھائیاں تھیں۔ وہ

اسے دوستی کی کھلی آنکھیں پر آکر بنا جواب دیے ایک بار پھر اسے ٹھکرائی تھی۔

بہت دیر ہو چکی تھی۔ صبح اسے ہوٹل بھی جانا تھا۔ وہ آرام دہ لباس پہن کر بیڈ پر دراز کمفرٹ منہ تک اوڑھے سونے کی کوشش کر رہی تھی۔ جیسے ہی اس نے آنکھیں بند کیں اس کی بند آنکھوں کے پردے پر دو سیاہ غصہ سے بھری ہوئی آنکھیں نمایاں ہوئیں۔ اس نے کروٹ بدلی۔

وہ بنا کچھ کہے چلا گیا تھا۔ لیکن وہ اس کے قدموں کی دھمک، آنکھوں کی سرد مہری سے، اس کے غصہ کا ٹھیک ٹھاک اندازہ لگا چکی تھی۔

آج کی شام کا آغاز جتنا برا ہوا تھا بعد میں وقت جیسے بدل سا گیا تھا۔ ٹھہر سا گیا تھا، سلجوق خانزادہ کی توجہ اس کا کئیرنگ انداز، اس کی شخصیت کا جادو، اس پر متزاد سمندر کی لہریں، چاندنی رات کا سماں، سب کچھ پرفیکٹ تھا۔ پھر سلجوق کا گھر چھوڑتے ہوئے مزید ملاقات کی خواہش لیکن! ایک دوست کی حیثیت سے۔ وہ اسے کیا سمجھا تھا۔ جو اسے دوستی آفر کر دی، ایک لڑکا اور لڑکی کبھی بھی دوست نہیں ہو سکتے۔ بڑی مشکل سے اس نے اپنے دل میں اٹھتی اپنے اور سلجوق خانزادہ کے ساتھ کو امر کرنے والی خواہش کو دبایا تھا۔ وہ ایک سمجھدار لڑکی تھی۔ اسے اپنی حدود پتہ تھیں۔ وہ کسی بھی طرح سلجوق خانزادہ جیسے رئیس زادے کے ساتھ دوستی افورڈ نہیں کر سکتی تھی۔ اسی لیے دل میں اٹھتی خواہش کو دباتے ہوئے وہ سلجوق خانزادہ کی چمکتی ہوئی آنکھوں سے نظریں چراتے ہوئے اسے کوئی بھی جواب دیے بغیر چلی آئی تھی۔ شاید یہی اس کے حق میں بہتر تھا۔ کروٹیں بدلتے بدلتے نجانے کب نیند کی دیوی اس پر مہربان ہوئی اسے پتہ بھی نہیں چلا تھا۔

صبح الارم کے بجتے ہی اس کی آنکھ کھل گئی تھی۔ لیٹے لیٹے گھڑی میں وقت دیکھتے ہی وہ تیزی سے کھڑی ہوئی۔
اسے وقت پر آفس پہنچا تھا۔ جلدی جلدی تیار ہو کر اپنے مخصوص حلیہ میں جینز کے اوپر سفید کرتا پہنے لمبے
بالوں کی پونی بنائے پیروں میں جاگرز پہنے، وہ گاڑی میں بیٹھ کر آفس روانہ ہو گئی۔

تانیہ کو گھر چھوڑنے کے بعد وہ خانزادہ ہاؤس پہنچ کر اس وقت اپنے کمرے میں بیٹھا سگریٹ پہ سگریٹ سلگائے
چلا جا رہا تھا۔

یہ لڑکی پہلے دن سے اس کی ذات کی نفی کرتی چلی آئی تھی۔ پھر بھی اس نے چچی ماں کی خواہش پر سر جھکاتے
ہوئے اپنا رشتہ بھجوا دیا تھا۔ جسے اس نے بلا جواز ٹھکرا دیا۔ اب وہ ایک بار، بس ایک بار اسے جھکانا چاہتا تھا۔ اسے
احساس دلانا چاہتا تھا کہ اس نے سلجوق خانزادہ کا رشتہ ٹھکرا کر، اسے نظر انداز کر کے کتنی سنگین غلطی کی ہے۔
لیکن وہ لڑکی! آج اس لڑکی کا ایک الگ ہی روپ دیکھنے کو ملا تھا۔ وہ واقعی سب سے الگ، سب سے جدا تھی۔ اس
کی آنکھوں میں ایک انجانا سادہ تھا۔ سلجوق کی نظروں میں دو بھگے نین جگمگاٹھے، کالے سیاہ نین ان پر لمبی
گھنیری اٹھتی گرتی پلکوں کا جال۔۔۔

"تمہیں میرے ساتھ کام کرنا ہو گا۔ نہ صرف کام، بلکہ مجھ سے دوستی بھی کرنی ہو گی مس ایونٹ آرگنائزر!" وہ
اپنا ماسٹڈ بنا کر اٹھا اور سگریٹ ایش ٹرے میں مسل کر سونے لیٹ گیا۔

صبح اپنے مخصوص وقت پر اس کی آنکھ کھلی، اپنے روزمرہ کے معمولات زندگی سے فارغ ہو کر وہ جاگنگ کیلئے
نکل گیا تھا۔ ایک گھنٹے بعد جب وہ واپس آیا تو چچی ماں ناشتے کی تیاری کروا رہی تھیں۔ انہیں سلام کرتا جوس کا

گلاس اٹھا کر وہ اپنے کمرے میں آیا، فریش ہو کر بلیک کوٹ سوٹ میں ملبوس بلیک ہی ٹائی لگائے، خود پر پر فیوم چھڑک کر جیل سے بالوں کو سیٹ کیے نیچے اتر۔

"واؤ بھائی آج کہاں بجلی گرانے کی تیاری ہے۔" زوہان نے اسے پسندیدگی سے دیکھا جو کسی ماڈل سے کم نہیں لگ رہا تھا۔

"بھائی آپ بڑے ڈیشنگ لگ رہے ہیں۔" ردانے تعریف کی۔
 "ماشاء اللہ بیٹا! "شہلا بیگم کے لہجے میں ستائش تھی۔

"صفوراں مرچیں لاؤ۔" انہوں نے ملازمہ کو آواز دی، ارداہ نظر اتارنے کا تھا۔

"بھائی آپ یہ کالا رنگ مت پہنا کرو، یوں حسینوں کے دلوں پر بجلی گرانا اچھا نہیں۔" زوہان شرارت سے بولا۔
 "زوہان!" اس نے تنبیہ کرتی نگاہوں سے اسے گھورا۔

"کوئی خاص ڈیٹ ہے کیا؟" زوہان نے معصومیت سے پوچھا۔

"چچی ماں! میں چلوں۔ آج میری کچھ اہم میٹنگز ہیں۔ رات شاید دیر تک گھر آؤں۔" زوہان کو گھورتا وہ انہیں بتاتا ہوا لمبے لمبے قدم اٹھاتے ہوئے باہر نکل گیا۔

دن کے دس بج رہے تھے۔ وہ اپنے آفس میں کمپیوٹر اسکرین پر نظریں جمائے سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی۔ سامنے کی کرسی پر اس کی سیکریٹری ساہرہ بھی پریشان بیٹھی نظر آرہی تھی۔

"میم ہمارے پاس پورے سال کے کلائنٹس ایڈوائس بک تھے۔ اور ہم وہ ساری رقم ہوٹل رینویشن میں استعمال کر چکے ہیں۔ اب اچانک سے یہ سب کینسل ہو جانے پر سب اپنا اپنا ایڈوائس واپس مانگ رہے ہیں اور جن کی پیمینٹ ڈیو ہیں۔ وہ بھی انکار کر رہے ہیں۔" سائرہ نے فکر مندی سے کہا۔

"جن پارٹیز کے ایونٹس پندرہ دن بعد شروع ہونے تھے۔ قانونی طور پر ہمیں انہیں ایڈوائس واپس کرنا ہو گا۔ کیونکہ ہماری کوئی ایونٹ کینسل پر نوٹس دینے کی پالیسی نہیں تھی۔" تانیہ سنجیدگی سے بولی۔

"مگر میم کیسے؟ میں نے بیلنس شیٹ بنالی ہے۔ اگر ہم سب کی رقوم واپس کر دیں تو ہمارے اکاؤنٹس تقریباً خالی ہو جائیں گے۔ ہم اسٹاف کی تنخواہیں تک افورڈ نہیں کر سکیں گے۔ بینک کرپسی تک فائل کرنی پڑ جائیگی۔" سائرہ پریشان ہو گئی۔

"مس سائرہ! ابھی تو ہمیں اس پریشانی سے نکلنا ہے۔ اس کے بعد یہ دیکھنا ہے کہ آخر ایسا ہوا کیوں کہ سارے کلائنٹس ایک ساتھ کمپنی چھوڑ گئے ہیں۔ آپ ڈیویز کی لسٹ فائل کر لیں۔" تانیہ نے سائرہ کو ہدایت دی۔

"یس میم!" سائرہ سر ہلاتے ہوئے اٹھی اور آفس سے باہر نکل گئی۔

سائرہ کے جاتے ہی تانیہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔ پورے ہوٹل کے اسٹاف کی ذمہ داری اس پر تھی۔ چند ماہ پہلے ہی وہ ہوٹل کی نئی لک پر اچھا خاصا پیسہ لگا چکی تھی اور اب! اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔ اس نے ایک بار پھر کمپیوٹر اسکرین پر کھلے ہوئے اپنے بینک اکاؤنٹ پر نظر ڈالی ہی تھی کہ آفس کا فون بجا۔

"میم مسٹر سلجوق خانزادہ فرام خانزادہ انڈسٹریز لائن پر ہیں۔" سائرہ کی آواز ابھری۔

"ہمم" وہ غائب دماغی سے بولی تو سائرہ نے کال کنیکٹ کر دی۔

"ہیلو مس ایونٹ آرگنائزر!" سلجوق کی گھمبیر آواز ابھری۔

"آپ نے میری آفر کے بارے میں کیا سوچا؟" اس نے ڈائریکٹ سوال کیا۔
 "کون سی آفر؟" تانیہ کنفیوز ہو گئی۔

"مس تانیہ! میں آپ کو اپنی کمپنی کیلئے ایک سال کے کانٹریکٹ پر ہائر کرنا چاہتا ہوں۔" سلجوق نے سنجیدگی سے کہا۔

"مگر آپ کے بزنس میں ایک ایونٹ آرگنائزر کا کیا کام ہے؟ جو آپ ایک سال کیلئے مجھے ہائر کرنا چاہتے ہیں۔" تانیہ نے اپنے ذہن میں چھتا ہوا سوال پوچھا۔

"آپ کو میرا آفس، میرے آفس کے بزنس ڈنرز، میٹنگز، فارن ٹورز آرگنائز کرنے ہوں گے۔" وہ اسے تفصیلات بتانے لگا۔

"مسٹر سلجوق ان کاموں کے لیے آپ کو ایونٹ آرگنائزر کی نہیں بلکہ ایک پرسنل سیکریٹری ہائر کرنے کی ضرورت ہے۔" تانیہ اپنا غصہ دباتے ہوئے شائستگی سے بولی۔

"مس ایونٹ آرگنائزر! میں ایک پرفیکشنسٹ ہوں۔ مجھے اپنا ہر کام پرفیکٹ چاہیے۔ آپ مجھے اس کام کے لیے مناسب لگی ہیں۔ اب آپ اپنی ڈیمانڈ بتائیں تاکہ کانٹریکٹ بنوا کر میں آپ کو بھجوا دوں۔ یہ کام آج ہی ہو جانا چاہیے انفیکٹ آپ اچھی طرح سوچ سمجھ کر دوپہر دو بجے تک مجھے اپنی ڈیمانڈ ای میل کر دیجیے گا۔" وہ دو ٹوک لہجے میں بولتے ہوئے فون بند کر گیا تھا۔

تانیہ فون رکھ کر سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔ ایک طرف ڈوبتا ہوا بزنس اور اس کی کاروباری ساکھ متاثر ہو رہی تھی۔ تو دوسری طرف یہ ضدی، کھڑوس انسان جو اس کے پیچھے ہی پڑ گیا تھا۔

"میم کیا میں اندر آسکتی ہوں؟" ہلکا سا دروازہ وا کر کے سائرہ نے اندر جھانکا۔

"میم کیا میں ایک دوست ہونے کے ناطے آپ کو مشورہ دے سکتی ہوں؟" سائرہ نے سمجھتے ہوئے سوال کیا۔
 "جی سائرہ کہیے۔" وہ پوری طرح متوجہ ہوئی۔

"میم ابھی مسٹر سلجوق خانزادہ سے آپ کی بات ہو رہی تھی جو غلطی سے تھوڑی سی میں نے سن لی۔" سائرہ ہچکچائی۔

"غلطی سے؟" تانیہ نے اسے گھورا۔

"یس میم غلطی سے۔ میں نے کسٹمر کو کال ملانے کیلئے فون اٹھایا تھا تو ان کی جاب آفر میرے کانوں میں پڑی اور پھر میں خود کو آپ کی بات سننے سے روک نہیں سکی۔" وہ شرمندہ ہوئی۔

"کوئی بات نہیں آپ کہیے آپ کیا کہتی ہیں۔" تانیہ نے اس کا شرمندگی سے جھکاسر دیکھ کر نرمی اختیار کی۔
 "میم آپ یہ آفر قبول کر لیں اور ان سے پورے سال کی پیمٹ اکٹھی مانگ لیں۔ اس طرح ہم ان پیسوں سے اپنے کلائنٹس کا ایڈوانس واپس کر دیں گے۔ ہمارے اکاؤنٹس محفوظ رہیں گے۔" سائرہ نے مشورہ دیا۔
 "اس آفر کو قبول کرنے کا مطلب ایک سال کا کانٹریکٹ، میں اس انسان کو دس منٹ برداشت نہیں کر سکتی۔ ایک سال کیسے برداشت کروں گی؟ اور میرے اپنے بزنس کا کیا ہوگا؟" وہ پریشان ہوئی۔

"میم پلیز! ہم سب آپ کے ساتھ ہیں اور ابھی تو ہم پہلے اپنے کلائنٹس کو مطمئن کرتے ہیں۔ پھر میں تو ہوں ادھر جیسے ہی ایک دو ماہ میں ہم اسٹرانگ ہوتے ہیں۔ ان کے پیسے واپس کر کے آپ کا کانٹریکٹ ختم کر دیجیے گا۔ انفیکٹ سارے ہی پیسے واپس کر دیں گے اور جو کام آپ ان کی فرم کیلئے کریں گی۔ وہ ہماری فرم کی طرف سے آخر میں گفٹ کہہ دیں گے۔" سائرہ نے اسے سمجھایا۔

"ہم" تانیہ الجھ گئی تھی۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk

"میم سوچ لیں اس وقت ہمیں سپورٹ کی ضرورت ہے۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کے والد کا اتنی محنت سے کھڑا کیا گیا یہ سارا کاروبار ختم ہو جائے۔" تانیہ نے سنجیدگی سے حقیقت اس کے سامنے رکھی۔

"ہمارے ڈیوڑا اس وقت ایک کروڑ کے قریب ہیں۔ وہ مجھے اتنا پیسہ کیوں دے گا؟"

"میم آپ کا ایک نام ہے۔ آپ ایک ایونٹ کے لاکھوں لیتی ہیں اور یہ تو پورے سال کیلئے آپ کو بک کر رہے ہیں۔" سائرہ نے اسے حوصلہ دیا۔

"اوکے میں سوچتی ہوں۔" اس نے سوچنے کی ہامی بھری۔

سائرہ کے جانے کے بعد وہ بہت دیر تک سوچتی رہی۔ ایک آپشن ہوٹل کو گروی رکھنے کا بھی تھا لیکن اس میں وقت لگ جاتا اور پھر اس کا دل بھی اپنے ڈیڈ کی جائیداد کو گروی رکھنے کیلئے نہیں مان رہا تھا۔ اس نے کلائی پر بندھی گھڑی میں وقت دیکھا دو بجنے والے تھے۔ بس تین منٹ باقی تھے۔ اس نے ایک گہری سانس لیتے ہوئے اپنی ای میل کھولی۔

مسٹر سلجوق خانزادہ!

مجھے آپ کی آفر منظور ہے لیکن آپ کو میری ساری پیمینٹ ایڈوانس میں جو اننگ سے پہلے کرنی ہوگی۔

پیمینٹ امانٹ، ایک کروڑ۔

شکریہ

تانیہ سعید

دو تین بار ای میل کو پڑھنے کے بعد اس نے ای میل سینڈ کر دی۔ کچھ دیر بعد اس نے اپنی ڈیسک سمیٹی اور سائرہ کو اپنے جانے کا بتا کر باہر نکل آئی۔ اس کا دل اداس تھا۔ آج نہ چاہتے ہوئے بھی اسے سلجوق خانزادہ کے

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
ساتھ کام کرنے کی ہامی بھرنی پڑی تھی۔ کبھی بھی قسمت ہم سے وہ کام بھی کروا لیتی ہے جو ہم کبھی بھی نہیں کرنا چاہتے۔

"کچھ بھی ہو جائے مسٹر سلجوق خانزادہ میں تمہارے لیے ترنوالہ ہر گز بھی ثابت نہیں ہوں گی۔" وہ خود سے عہد کرتی ہوئی ہوٹل کی پارکنگ کی طرف بڑھی۔

آفس پہنچتے ہی اپنی میٹنگز سے فارغ ہو کر اس نے اپنی سیکریٹری کو مس تانیہ ایونٹ آرگنائزر کا نمبر ملانے کا حکم دیا۔

وہ ابھی ہوئی لڑکی اسے بہت کنفیوز لگی۔ اس نے حاکمانہ انداز میں اسے دو بجے تک کا وقت سوچنے کیلئے دے دیا تھا۔ اس سے فارغ ہو کر اس نے وکیل کو فون ملایا۔

"کریم صاحب ایک ایمپلائ کانسٹرکٹ بنوانا ہے ایک سال کیلئے، مس تانیہ سعید کے نام پر۔ مندرجہ ذیل شرائط پر

- 1- ایک سال سے پہلے کمپنی نہیں چھوڑ سکتیں۔
- 2- اندرون ملک اور بیرون ملک ہر پراجیکٹ میں ساتھ رہنا ہوگا۔
- 3- آپ کو ایک سال تک سلجوق خانزادہ کا باؤنڈ ہو کر رہنا ہوگا۔
- 4- ہمارے کانٹریکٹ میں رہتے ہوئے آپ کسی بھی دوسری کمپنی کے ساتھ کام نہیں کر سکتیں۔

"اور کوئی خاص شرط سلجوق صاحب؟" وکیل صاحب نے سنجیدگی سے سوال کیا۔
 "نہیں اتنی شرائط کافی ہیں۔ آپ کانٹریکٹ دو بجے سے پہلے میرے آفس بھیج دیں۔" اس نے سنجیدگی سے کہہ کر بات ختم کی۔

"ہیلو بردار!" زوہان مسکراتے ہوئے اس کے آفس میں داخل ہوا
 "تم!" سلجوق نے گھڑی پر نظر ڈالی دن کے گیارہ بج رہے تھے۔
 "یہ کوئی آفس آنے کا وقت ہے؟" اس نے زوہان کو گھورا۔

"بے فکر رہیں چار دن بعد بابا سائیں واپس آرہے ہیں۔ پھر تو روز ہی وقت پر آفس آنا ہوگا۔" وہ لاپرواہی سے بولا۔

"تو چار دن بعد ہی آجاتے اتنی جلدی آنے کی کیا ضرورت تھی؟" سلجوق نے طنز کیا
 "بھائی ٹورنٹو سے آئی فارما کمپنی کی ڈیل آج فائنل کرنی ہے۔ اب اتنا بڑا امر جر کریں گے تو ادھر جا کر سب سیٹ اپ بھی تو کرنا ہوگا۔ تو سوچا جب اس ویک ادھر جانا ہی ہے تو ڈیل بھی میں ہی فائنل کر لیتا ہوں۔" وہ سنجیدہ ہوا۔

"ٹورنٹو، تم سیریس ہو ادھر جانے کیلئے؟ تقریباً ایک سے دو ماہ ادھر ہی رہنا ہوگا۔" سلجوق نے اسے پرسوج نگاہوں سے دیکھا۔

"نہیں بگ برو اگر میں چلا گیا تو ملیجہ ناراض ہو جائے گی۔ اس کی برتھ ڈے ہے اور پھر فیملی ٹرپ پر سب مل کر بھور بن جانے والے تھے۔ اس کا بھی وعدہ کیا تھا۔ اب تو اس نے پکا پکا بڑیک اپ کر لینا ہے۔" زوہان نے اپنی خالہ زاد کزن اور بچپن کی منگ ملیجہ کا ذکر کیا۔

"آپ اتنے سالوں بعد تو واپس پاکستان آئے ہیں۔ کیوں ممّا، ڈیڈی اور بابا سائیں سے مجھے پٹوانا چاہ رہے ہیں؟" وہ اچھل کر سیدھا ہوا۔

"کچھ نہیں ہو گا۔ میں سب کو ڈیل کر لوں گا۔ اب اٹھو میٹنگ کا ٹائم ہو رہا ہے۔" سلجوق اپنا کوٹ اٹھا کر کھڑا ہوا۔

میٹنگ سے فارغ ہو کر زوہان تو واپس چلا گیا تھا۔ سلجوق بھی تمام شرکاء کو روانہ کر کے اپنے آفس میں آیا۔

سامنے ہی میز پر ایک بڑا خاکی لفافہ رکھا ہوا تھا۔ جس کے اوپر

"مس تانیہ سعید" لکھا ہوا جگمگا رہا تھا۔ کانٹریکٹ آچکا تھا۔

اس نے لفافہ کھول کر فائل نکال کر چیک کی۔ اپنے سائن کانٹریکٹ پر کیے اور فائل بند کر کے سیدھا ہوا ہی تھا

کہ اس کے سیل فون پر نئی ای میل کا نوٹیفکیشن آیا۔

اس نے ای میل ملک کی اور اس کے چہرے پر استہزائیہ سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ گھڑی میں وقت دیکھا، دو بجے

میں ایک منٹ باقی تھا وہ غور سے تانیہ کی ای میل پڑھ رہا تھا۔

مسٹر سلجوق خازن زادہ!

مجھے آپ کی آفر منظور ہے لیکن آپ کو میری ساری پیمینٹ ایڈوانس میں جو اننگ سے پہلے کرنی ہوگی

پیمینٹ امانٹ، ایک کروڑ۔

شکریہ

تانیہ سعید

اس نے فون اٹھایا۔

"مسٹر پیرزادہ!" سلجوق نے سنجیدگی سے بینک مینجر کو مخاطب کیا۔

"یس سر حکم کریں۔ آج کیسے یاد کر لیا؟" بینک مینجر نے ادب سے پوچھا۔

"مسٹر پیرزادہ مجھے ایک کروڑ روپے کا سرٹیفکیٹ چیک چاہئے، آدھے گھنٹے کے اندر اندر۔" سلجوق نے سنجیدگی سے کہا۔

"شیور سر آپ فکر ہی مت کریں۔ میں چیک بنا کر خود آپ کے آفس لے آؤں گا۔" بینک مینجر نے خوشدلی سے جواب دیا۔

"مسٹر پیرزادہ خیال رہے یہ چیک بزنس اکاؤنٹ سے نہیں، بلکہ میرے ذاتی اکاؤنٹ کا ہونا چاہیے۔ مس تانیہ سعید کے نام پر۔" سلجوق نے ہدایت دے کر فون بند کر دیا۔

بیس منٹ کے بعد تانیہ کا چیک اس کے ہاتھ میں تھا۔ اس نے چیک پر نظر دوڑاتے ہوئے تانیہ کے آفس فون ملایا تو پتہ چلا وہ آفس سے نکل چکی تھی۔

"لگتا ہے اب پرسنل مل کر تم سے، اپنی ایمپلائی سے مجھے خود سائن کروانے ہوں گے۔" وہ فائل اٹھا کر باہر نکل گیا۔

تانیہ گھر کے اندر گاڑی پارک کر کے اتری ہی تھی کہ چوکیدار کے مین گیٹ بند کرنے سے پہلے ایک بلیک مرسدیز تیزی سے اندر داخل ہوئی۔

"اٹس اوکے خان بابا آپ جائیں۔" وہ گاڑی کے اندر بیٹھے سلجوق کو حیرت سے دیکھتے ہوئے گن اٹھائے چوکیدار کو آتا دیکھ کر بولی۔

سلجوق گاڑی کا دروازہ کھول کر کانٹریکٹ کی فائل اٹھا کر باہر نکلا ہی تھا کہ تانیہ اس کے نزدیک آئی۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"مس ایونٹ آرگنائزر! میں آپ سے یہ کانٹریکٹ سائن کروانے آیا ہوں۔" وہ ہاتھ میں پکڑی فائل اسے دکھاتے ہوئے بولا۔

"بہتر نہیں تھا کہ آپ یہ کل میرے آفس بھجوا دیتے؟" تانیہ نے ناگواری سے کہا۔
"میں آج کا کام کل پر چھوڑنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ آپ یہ بات مائنڈ میں بٹھالیں۔ آپ کے کام آئے گی۔" وہ سر دلہجے میں بولا۔

"لائیں دکھائیں۔" وہ اپنا غصہ دباتے ہوئے بولی۔
"ادھر؟" سلجوق نے چاروں جانب دیکھتے ہوئے کہا۔
"ظاہر ہے اب آپ آفس میں تو آئے نہیں ہیں کہ آپ کو کرسی آفر کی جائے۔" وہ پلٹی اور اپنی گاڑی کھول کر ڈیش بورڈ سے پین نکالا۔

"آپ کے گھر مہمانوں کو اندر بلانے کا رواج نہیں ہے کیا؟ یا مجھ سے ڈرتی ہیں آپ۔" سلجوق نے طنز کیا۔
"مہمان؟ مہمان تو ادھر کوئی بھی نہیں ہے اور اگر آپ اپائنمنٹ لے کر آئے ہوتے تو اندر ضرور بلاتی۔" وہ ڈھٹائی سے اسے اندر بلانے سے انکار کر گئی۔

"اوکے یہ لیں کانٹریکٹ اسے پڑھیں، اگر کوئی ٹرم سمجھ نہیں آتی یا کوئی سوال ہو تو پوچھ لیں۔ ویسے بھی لڑکیوں کی سمجھ میں یہ لاء اور اس کی ٹر منالوجی بڑی مشکل سے آتی ہے۔" وہ فائل اس کی طرف بڑھاتے ہوئے بولا۔

تانیہ نے فائل لفافے سے نکال کر اپنی گاڑی کے بونٹ پر رکھی۔
"یہ ایک سال کا کانٹریکٹ ہے؟" تانیہ نے سرسری سی نظر ڈالی۔ شام ڈھل رہی تھی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کوئی پڑوسی اس وقت سلجوق کو اس کے گھر میں دیکھے۔
Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk

"یس! ایک سال تک آپ میرے ساتھ باؤنڈ ہیں اور یہ آپ کے پورے سال کے ایڈوائس ڈیویز، سرٹیفیکیٹ چیک ہے دیکھ لیں۔" اس نے چیک تانیہ کی طرف بڑھایا۔

"کھینکس" تانیہ نے خاموشی سے چیک تھاما اور کنٹریکٹ کے پیپرز پر سائن کرنے لگی۔
 "پڑھیں گی نہیں؟" سلجوق نے اسے ٹوکا۔

"کیا فرق پڑتا ہے؟ اب ایک سال کام کرنا ہے تو کرنا ہے۔" تانیہ نے سادگی سے کہتے ہوئے فائل سائن کر کے اس کی طرف بڑھائی۔

"مس ایونٹ آرگنائزر" سلجوق فائل اس کے ہاتھ سے لیتے ہوئے اس کے نزدیک آیا۔
 "ویکم ٹومائی ورلڈ، مجھے امید ہے تم بہت جلد مجھے اچھی طرح جان جاؤ گی۔" وہ گھمبیر لہجے میں بولا۔
 سلجوق کے نزدیک آنے سے وہ ہچکچا کر دو قدم پیچھے ہٹی، اس کے آفٹرشیبو کی خوشبو مسحور کن تھی۔
 "کل شام ٹھیک چار بجے گرینڈ ہوٹل پہنچ جانا۔" ساتھ ہی پہلی ہدایت جاری کی۔
 "کیوں؟" تانیہ نے سوال کیا۔

"مس ایونٹ آرگنائزر یہ آپ کی ڈیوٹی ہے کہ اپنے لباس کی بات سنیں اور مانیں۔ پہلی بار ہے اس لیے سمجھا رہا ہوں۔ مجھے انکار سننا، کیوں، کیا، اور کس لیے؟ جیسے سوالات پسند نہیں ہیں انڈراسٹینڈ۔" وہ ترش لہجے میں بولا۔
 "مسٹر سلجوق، لباس ہو تو لباس بن کر رہو۔ کانٹریکٹ سائن کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ نے مجھے خرید لیا ہے۔ میں بھی آپ کو ایک بات سمجھا رہی ہوں۔ آپ مجھے عزت دیں گے تو ہی بدلے میں آپ کو مجھ سے عزت ملے گی اور ہاں آپ جو بھی کام مجھے دیں گے اگر وہ میری فیلڈ سے ریلیٹڈ کام ہو گا تو میں ضرور کروں گی۔ ورنہ فضول وقت برباد کرنا میری عادت نہیں ہے انڈراسٹینڈ؟" تانیہ نے اسے گھورا۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"ویل مس ایونٹ آرگنائزر تمہارے ساتھ کام کرنے میں مزہ آئے گا۔ دیکھتا ہوں کتنے دن تم اپنا یہ پروفیشنل رویہ برقرار رکھتی ہو۔" وہ پلٹ کر اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔

"میرا نام مس ایونٹ آرگنائزر نہیں ہے مسٹر سلجوق خانزادہ! کال می" مس سعید "وہ تپ اٹھی۔"
"کل شام ٹھیک چار بجے۔" وہ گاڑی اس کے نزدیک لا کر شیشہ نیچے کرتے ہوئے تنبیہی انداز میں بولا اور پھر تیزی سے ریورس کر کے ادھر سے چلا گیا۔

پورا دن بہت تیزی سے گزر گیا تھا۔ سائرہ کو سارا کام سمجھا کر چیک ڈپازٹ اور ایڈوانس واپس کرنے میں وقت گزرنے کا پتہ ہی نہیں چلا تھا۔

"میم! دو بج رہے ہیں۔ چار بجے آپ کو گرینڈ ہوٹل بھی جانا ہے۔ آپ اب کچھ دیر آرام کر لیں۔ باقی کام میں دیکھ لوں گی۔" سائرہ نے فکر مندی سے کہا۔

"سوواٹ! ہوٹل یہاں سے بیس منٹ کی ڈرائیو پر ہے اتنی جلدی جا کر میں کیا کروں گی؟" وہ لا پرواہی سے لیپ ٹاپ کھولتے ہوئے بولی۔

"میم! آپ اس حلیہ میں گرینڈ ہوٹل جائیں گی؟" سائرہ نے غور سے تانیہ کو دیکھا۔ جو بلیو جینز پر آسمانی رنگ کا کرتا پہنے ہوئے حسب معمول بنا میک اپ کے پیروں میں جاگڑ پہنے ہوئے تھی۔ صبح کی بنی پونی ٹیل میں سے لٹیں نکل کر اس کے چہرے پر بکھری ہوئی تھیں۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"کیوں میرے حلیہ کو کیا ہوا؟" تانیہ اس کی نظروں کو ٹوٹ کرتے ہوئے بولی۔

"آئی مین میم! گرینڈ ہوٹل ایک ہائی پروفائل وینیو ہے اور ظاہر ہے ادھر کوئی پارٹی ہی ہوگی تو آپ ایسے؟" وہ تانیہ کی نظروں سے گھبرا گئی۔

"میرا مطلب آپ کی اپنی بھی ایک ریپوٹیشن ہے۔ آپ پلیز تیار ہو کر جائیں۔" سائرہ نے ریکویسٹ کی۔

"سائرہ اس نے مجھے پارٹی کا نہیں کہا، بقول اس کے، میں اب اس گدھے کی ایمپلائی ہوں۔ تو پھر ظاہر ہے میں کام کے کمفرٹبل ڈریس کوڈ میں ہی جاؤں گی۔" تانیہ نے اسے سمجھایا۔

"نہیں میم! اگر کام ہوتا تو آفس میں بلواتے ہوٹل میں نہیں اور یقین کریں۔ وہ یہی چاہتے ہیں کہ آپ ایسے آئیں تو شہر کی بزنس کریم کو آپ کو دیکھ کر ایسا لگے کہ آپ کو ڈریس سینس تک نہیں ہے تو ایونٹ کیسے آرگنائز کریں گی۔ اس طرح میم ہماری ہی کمپنی کو نقصان ہوگا۔" سائرہ نے عقلمندی سے سمجھایا۔

"اوکے مس سائرہ آپ فکر مت کریں میں جا رہی ہوں۔" وہ نرمی سے اپنا پرس اور گاڑی کی چابیاں اٹھا کر کھڑی ہو گئی۔

گھر پہنچ کر وہ آرام سے چائے کا کپ لے کر بیٹھ گئی تھی۔ گھونٹ گھونٹ چائے پیتے ہوئے وہ مسلسل غور و فکر میں مشغول تھی۔ اس کا سلجوق خانزادہ کے بلاوے پر ہوٹل گرینڈ جانے کا رتی برابر موڈ نہیں تھا۔ لیکن مجبوری بہت کچھ کروا لیتی ہے۔ وہ بے دلی سے اٹھ کر اپنے کمرے میں داخل ہوئی۔ کینٹ کھول کر اپنے لیے لباس منتخب کرنے لگی۔

"میکسی اور ہو جائے گی، اسکرٹ شلوار تریکس پروفیشنل نہیں لگے گا، میں بھلا اس کیسے تیار کیوں ہوں؟"

اس نے اپنی سارے ڈریس ریجیکٹ کر کے ایک جینز اور اس کے ساتھ ہلکے سے سیلف کام والی فل سیلیو فیروزی شرٹ نکالی۔ شاور لے کر لباس تبدیل کرنے کے بعد اس نے اپنے مخصوص انداز میں بال بنائے۔ کانوں میں ہلکے سے ٹاپس پہن کر وہ شوریک کے پاس آئی۔ پہلے اس نے اپنے فیورٹ جاگرز اٹھائے۔ پھر کچھ سوچ کر واپس رکھنے کے بعد فلیٹ نازک سی سینڈل نکالی۔ اس کے اسٹریپ باندھ کر وہ سیدھی ہوئی، گلے میں اسٹالر پہن کر، ہلکا سا پنک لپ گلوں لگا کر وہ دائیں کلائی میں گھڑی باندھتے ہوئے باہر نکلنے ہی لگی تھی کہ اس کے گھر کی اطلاعی گھنٹی بجی۔ وہ حیران ہوتی ہوئی دروازے تک آئی۔ کی ہول سے باہر دیکھا تو حیران رہ گئی اور دروازہ کھولا۔

"آپ! جدید طرز کے ٹکسیڈو میں ملبوس مردانہ وجاہت کا شاہکار سلجوق خانزادہ اس کی نظروں کے سامنے کھڑا تھا۔

"مس سعید! چلیں، ہم لیٹ ہو رہے ہیں۔" وہ اسے خود کو دیکھتا پا کر گھمبیر آواز میں بولا۔

"آپ ادھر کیسے؟ کیوں آئے ہیں؟" تانیہ نے اسے گھورا۔

"مس سعید! میں آپ کو پک کرنے آیا ہوں۔ چلیں دیر ہو رہی ہے اور مجھے لیٹ ہونا پسند نہیں ہے۔" وہ اسے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے دو قدم پیچھے ہوا۔

"میرے پاس ذاتی گاڑی ہے۔ میں خود آسکتی ہوں، آپ کی لفٹ کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ ایک ہاتھ سے اپنی گاڑی کی چابی اسے دکھا کر جتاتے ہوئے بولی۔

سلجوق نے ایک گہری نظر سے اسے سر تا پا دیکھا۔ وہ ہر حلیہ میں باوقار اور حیا دار لگتی تھی۔ ابھی بھی فیروزی کرتے میں اس کی شہابی رنگت جگمگا رہی تھی۔ یہ شاید اس کا میٹیٹیوڈ ہی تھا جو اسے سب سے الگ، سب سے جدا بناتا تھا۔

"آپ کا پر اہلم کیا ہے؟" تانیہ اس کی خود پر جی نظروں سے ٹھیک تھا کہ جھلا گئی تھی۔

وہ دو قدم آگے بڑھ کر اس کے نزدیک آیا۔ اس سے پہلے وہ پیچھے ہونی سلجوق نے اس کے دونوں شانوں پہ ہاتھ رکھ کر دباؤ ڈالا اور اسے پیچھے ہٹنے سے روک کر اس کی سیاہ چمکتی ہوئی آنکھوں میں جھانکا۔

"مس سعید! میرا پر اہلم تم ہو، صرف تم، صرف تمہاری وجہ سے کہ لڑکی ذات ہو اتنی رات گئے پارٹی ختم ہونے پر کیسے واپس آؤ گی۔ میں نہ چاہتے ہوئے بھی تمہیں لینے آیا اور انکار سننے کی مجھے عادت نہیں ہے۔" وہ چبا چبا کر بولتے ہوئے ایک جھٹکے سے اس کے شانوں پہ سے ہاتھ ہٹاتے ہوئے پیچھے ہوا۔

"ہاؤڈیو! ہاؤڈیو یو ٹی می؟ تم نے مجھے چھو کیسے؟"

تانیہ غصہ سے اسے دیکھتے ہوئے اپنے شانوں پہ سے ان دیکھی گرد جھاڑتے ہوئے پھنکاری۔

"میں کیسے آتی جاتی ہوں، یہ آپ کا پر اہلم نہیں ہے۔ باس ہیں آپ، باس ہی رہیں۔ میرا باپ بننے کی کوشش ہر گز نہ کرنا ورنہ۔۔۔" وہ انگلی اٹھا کر بول ہی رہی تھی جب سلجوق نے اس کے ہاتھ پر گرفت مضبوط کی اور اسے تقریباً گھسیٹتے ہوئے لا کر فرنٹ ڈور کھول کر گاڑی میں بٹھایا۔

"مس سعید! جب تک آپ میرے ساتھ کانٹریکٹ میں ہیں۔ آپ کا آنا جانا سب میرے حساب سے ہو گا انڈر اسٹینڈ۔" وہ گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے دو ٹوک لہجے میں بولا۔

"میں فضول لوگوں کو جواب دہ نہیں ہوں۔" وہ غصہ سے پھنکارتی اپنا رخ کھڑکی کی طرف کر گئی۔

سلجوق نے گاڑی چلاتے ہوئے اس کے غصہ سے سرخ پھولے ہوئے چہرے کو دیکھا اور اطمینان سے گاڑی کی رفتار بڑھادی۔ ہوٹل پہنچ کر گاڑی کی چابی دربان کو پارک کرنے کیلئے دیتے ہوئے تانیہ کو اترنے کا اشارہ کر کے وہ خود بھی گاڑی سے اتر۔

"مس سعید! آپ مجھ سے منسلک ہیں۔ اس لیے اچھی بات ہے کہ آپ فضول لوگوں کو جواب دہ نہیں ہیں۔

لڑکیوں کو ایسا ہی ہونا چاہیے۔ اب اندر پیچھے اور آج آپ کو صرف ابرو کرنا ہے کہ ہماری پارٹیز، گیسٹ اور

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
میڈیا کو کیسے ہینڈل کیا جاتا ہے۔ "وہ چلتے ہوئے چاروں طرف دیکھتے ہوئے سر کے اشارے سے لوگوں کو جواب دیتے ہوئے اس کو کہتا ہوا تیز تیز قدم اٹھا کر آگے چلا گیا۔

ہوٹل گرینڈ میں ایک بہت بڑا چیرٹی ایونٹ آرگنائز تھا۔ شہر کی ساری کریم ادھر موجود تھی۔ کئی بڑے سیاستدان، شوبز کی شخصیات اور میڈیا کورٹج کیلئے موجود تھا۔ انتظامات بلاشبہ بہت بہترین انداز سے کیے گئے تھے۔

تالیوں کی گونج میں سلجوق خانزادہ کو اسٹیج پر بلا کر ایوارڈ دیا گیا تھا۔ وہ کئی چیرٹی تنظیموں کا سربراہ تھا۔ اس کی شخصیت کا یہ روپ دیکھ کر تانیہ حیران تھی۔ سلجوق کی تقریر ختم ہو گئی تھی۔ اب کھانے پینے کا دور چل رہا تھا۔ وہ بہت کانفیڈنس سے جاننے والوں سے ملتے ہوئے ایک ایک بات نوٹ کر رہی تھی۔ رات کے نو بج چکے تھے۔ سلجوق خانزادہ تو جیسے اسے یہاں لا کر بھول ہی گیا تھا۔

"آپ نیکی کی پری ہیں؟" ایک پانچ سال کی بچی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف متوجہ کیا۔ تانیہ نے چونک کر گلابی فراک میں ملبوس اس چھوٹی سی بچی کو دیکھا۔ جس کا ایک بازو کٹا ہوا تھا اور آدھا چہرے پر زخموں کے پرانے نشان تھے۔ وہ بچی اسے بڑی پرشوق نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"میں تانیہ ہوں اور پرنسز آپ کون ہیں؟" اس نے پیار سے جھک کر بیٹھتے ہوئے اس بچی کے گال چھوئے۔ "مجھے وارڈن آنٹی نے کہا تھا کہ نیکی کی پری میرا ہاتھ اللہ کے گھر سے لائے گی۔ آپ میرا ہاتھ دیں نا، مجھے سب بچوں کے ساتھ کھیلنا ہے۔ کوئی مجھے اپنے ساتھ نہیں کھلاتا۔" وہ ضدی لہجے میں بولی۔ "گڑیا آپ۔۔۔" تانیہ کا دل بھر آیا اس نے جذب سے اس بچی کو اپنے سینے سے لگایا۔

سلجوق نے ضد میں تانیہ کو ہوٹل تو بلوالیا تھا۔ لیکن تیار ہو کر خانزادہ ہاؤس سے نکل کر ہوٹل جاتے ہوئے اسے بار بار یہی خیال تنگ کر رہا تھا کہ رات گئے جب پارٹی ختم ہوگی تو وہ اکیلی لڑکی واپس کیسے جائے گی۔ کراچی کی سڑکوں پر رات گئے، بنا باڈی گاڑا کیلے گاڑی چلانا ہر گز بھی محفوظ نہیں تھا اور وہ تو پھر بھی ایک لڑکی تھی۔ آدھے راستے سے گاڑی موڑ کر وہ تانیہ کے گھر پہنچا۔ چونکہ وہ پہلے بھی اسے دیکھ چکا تھا۔ اس نے دروازہ کھول دیا۔ وہ گاڑی اندر پورچ میں کھڑی کر کے باہر نکلا۔

"کیا مصیبت ہے۔ یہ لڑکی تو دن بہ دن میری مشکلات میں اضافہ کرتی جا رہی ہے۔" وہ اس کے دروازے پر کھڑا ہو کر جھنجھلایا۔ پھر خود کو کمپوز کرتے ہوئے اطلاعی گھنٹی بجائی۔ کچھ ہی دیر میں دروازہ کھلا۔ سمپل سی پینٹ اور فیروزی کرتے میں ملبوس اس کا رنگ روپ نکھر نکھرا سا تھا۔ لمبے بالوں کی حسب معمول اونچی پونی میں وہ کانچ کی گڑیا لگ رہی تھی۔ جو چھونے سے ٹوٹ جائے۔ وہ اسے دروازے پر دیکھ کر حیران رہ گئی تھی اور اس کی سیاہ چمکتی ہوئی آنکھوں میں حیرانگی کے رنگ، حیرت سے کھلانا زک سادہانہ سلجوق کو مسمرائز کر گیا تھا۔ اس کا دل چاہا کہ کانچ کے اس پیکر کو چھو کر دیکھے۔ لیکن دل میں اٹھتی خواہش کو دباتے ہوئے اس نے خود کو گھورتی ہوئی تانیہ کو مخاطب کیا۔

"مس سعید! چلیں ہم لیٹ ہو رہے ہیں۔"

مگر وہ ضدی لڑکی اس کے ساتھ جانے کے لیے راضی نہیں تھی۔ وہ اسے غصہ دلارہی تھی۔ اس نے آگے بڑھ کر زبردستی اسے گھسیٹ کر گاڑی میں بٹھایا۔ پورے راستے وہ ضدی لڑکی منہ پھلائے گردن اکڑا کر بیٹھی رہی

تھی۔ اسے ہدایات دے کر وہ مصروف ہو گیا تھا۔ گاہے بگاہے اس کی نظریں اس پر پڑ رہی تھیں۔ وہ واقعی پروفیشنل تھی۔ بہت طریقے سے وہ سب آبرو کر رہی تھی۔ نوٹس بنا رہی تھی۔

ابھی بھی اسے مسز سہیل اور ان کی بیٹی رجانے گھیرا ہوا تھا۔ وہ ان سے ہی باتیں کر رہا تھا۔ جب رجا کا حقارت سے بھرا جملہ اس کے کانوں سے ٹکرایا۔

"ہاؤ گروس! یہ بچی کتنی ڈراؤنی ہے۔ اسے پارٹی میں کون لایا ہے۔" وہ دائیں جانب دیکھ رہی تھی۔ سلجوق نے اس کی نگاہوں کا تعاقب کیا۔

سامنے ہی اس کی والدہ کے نام پر بنے شیلٹر ہوم کی بچی فاطمہ، تانیہ کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ جلدی سے مسز سہیل سے معذرت کرتے ہوئے آگے بڑھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ تانیہ، فاطمہ کو دھتکار کر اس معصوم کا دل توڑ دے۔ لیکن ابھی وہ قریب پہنچا ہی تھا کہ تانیہ انتہائی پیار سے اس بچی کو اپنے گلے لگا چکی تھی۔ وہ ٹھٹک کر وہی رک گیا۔

"میرا نام گڑیا نہیں ہے۔" فاطمہ نے کہا۔

"تو پھر، ہم سوئیٹ ہارٹ! ہاں آپ کا نام سوئیٹ ہارٹ ہو گا۔" تانیہ نے پیار سے کہا۔

"میرا نام فاطمہ ہے۔"

"فاطمہ! میں نیکی کی پری تو نہیں ہوں۔ لیکن میں آپ کی دوست ہوں۔ چلو جلدی سے ہاتھ ملاؤ۔" تانیہ نے اس کا بایاں ہاتھ تھام کر گرمجوشی سے ملایا۔

"آپ دوست ہو؟ میرے ساتھ کھیلو گی؟" فاطمہ نے اشتیاق سے پوچھا۔

"ہاں کیوں نہیں۔" اس سے پہلے تانیہ اپنا جملہ مکمل کرتی، پیچھے سے سلجوق کی انگلیں گھمبیر سنجیدہ آواز

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"کسی کو، خاص کر معصوم بچوں کو جھوٹی امید دلانا غلط ہے۔ آپ اس معصوم سے ایسی کوئی بات مت کریں جو پوری نہ کر سکیں۔"

"انکل! فاطمہ اسے دیکھتے ہی کھل اٹھی۔"

"مسز برگینزا!" سلجوق نے سنجیدگی سے شیلٹر ہوم کی سپروائزر کو بلایا۔

"یس سر!" وہ فوراً حاضر ہوئیں۔

"بچے کدھر ہیں؟" سلجوق نے ان سے پوچھا۔

"سر! سارے بابا لوگ برابر والے ہال میں پارٹی منارہے ہیں۔ بس یہ فاطمہ آپ کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے ادھر آگئی۔" مسز برگینزا نے وضاحت دی۔

"فاطمہ بیٹا! آپ مسز برگینزا کے ساتھ اب واپس جاؤ۔ میں کل آپ کیلئے بہت سارے کھلونے اور چاکلیٹس لے کر آؤں گا۔" سلجوق نے پیار سے اس کا ماتھا چومتے ہوئے کہا۔

"مجھے ڈول بھی چاہیے لمبے بالوں والی۔" فاطمہ نے فرمائش کی۔

"مل جائے گی اب آپ جاؤ بیٹا۔" سلجوق نے اس کا سر ہلایا۔

تانیہ حیرت سے اس کھڑوس، خود پسند انسان کا یہ روپ دیکھ رہی تھی۔ جب جاتی ہوئی فاطمہ نے اسے مخاطب کیا۔

"دوست آپ کھیلنے آؤ گی نا؟" وہ آنکھوں میں آس لیے اسے دیکھ رہی تھی۔

"ہاں! میں فاطمہ کے ساتھ کھیلنے، پورا دن گزارنے کے لیے ضرور آؤں گی۔" تانیہ نے اسے تسلی دی۔

"آپ کو پتا بھی ہے یہ بچی کدھر سے آئی تھی؟ اس سے ملنے آپ کو کدھر جانا ہو گا؟" سلجوق نے سنجیدگی سے

تانیہ جو مسز برگینزا کے ساتھ جاتی فاطمہ کو دیکھ رہی تھی۔ سلجوق کے سوال پر چوٹی۔ واقعی یہ تو اس نے سوچا ہی نہیں تھا۔

"ہمدردی ایک الگ چیز ہوتی ہے اور خیال رکھنا الگ۔ آپ نے ہمدردی میں آکر اس معصوم سے ملنے کا وعدہ کر لیا اور اب رات گئی بات گئی۔ کون اتنا نیک ہے جو اسے یاد رکھے۔ اس سے ملنے جائے۔ اونہہ دکھاوا۔" سلجوق نے طنز کیا۔

"سر آئیے کھانا سرو ہو چکا ہے۔" ہوٹل کے مینیجر نے آکر ادب سے سلجوق کو کھانے کیلئے بلایا۔
 "میم آپ بھی آئیں۔" وہ سلجوق کے آگے بڑھنے کے بعد ساکت کھڑی تانیہ سے مخاطب ہوا۔
 "میں ادھر ڈنر کرنے نہیں آئی ہوں۔ بلکہ میں بھی آپ کی طرح ادھر اپنی ڈیوٹی پر ہوں۔ آپ اپنے گیسٹ دیکھیے۔" تانیہ نے شائستگی سے معذرت کی۔ جو آگے جاتے ہوئے سلجوق کے کانوں میں پڑی۔
 "ڈیم اٹ! یہ خود کو سمجھتی کیا ہے۔" سلجوق کا ضبط جواب دے گیا۔

وہ پلٹ کر اس بد مزاج ضدی لڑکی کے پاس آیا۔
 "مس سعید!" سلجوق نے سنجیدگی سے تانیہ کو مخاطب کیا۔
 "یس سر!" تانیہ نے بیگانگی سے بالکل پروفیشنل انداز میں اسے جواب دیا۔
 "اٹس ڈنر ٹائم آپ بریک لے لیں۔"

"او کے" تانیہ نے کندھے اچکا کر جواب دیا اور آگے بڑھ گئی۔ وہ اطمینان سے ڈنر ٹیبل کی طرف بڑھا۔ ابھی پلیٹ میں اٹالین سیلڈ ڈال کر فارغ ہی ہوا تھا۔ جب اسے تانیہ مین دروازے سے باہر نکلتی ہوئی نظر آئی۔ وہ اس کی سائیکی اچھی طرح سمجھ چکا تھا۔

"ہیلو برو سوری لیٹ ہو گیا۔" زوہان نے اسے چونکایا۔

"زوہان تم گیسٹ سنبھالو، میں چلتا ہوں۔" سلجوق اپنی پلیٹ اسے تھما کر بہت ہی خراب موڈ کے ساتھ باہر نکلا۔ ہوٹل کی لابی میں تانیہ بڑے اطمینان سے ویٹر کو اپنے لیے کلب سینڈوچ اور کافی کا آرڈر دے کر بیٹھی اپنے فون پر مصروف تھی۔ جب سلجوق خانزادہ کرسی گھسیٹ کر اس کے عین سامنے بیٹھ گیا۔ اسی وقت ویٹر نے آکر تانیہ کے سامنے اس کا آرڈر سرو کیا۔

"مس سعید! آپ ادھر کیا کر رہی ہیں؟" ویٹر کے جاتے ہی سلجوق نے سوال کیا۔

"مسٹر سلجوق خانزادہ آپ کو نظر نہیں آ رہا؟ میں اپنی بریک پر ہوں اور اپنا فوڈ انجوائے کر رہی ہوں۔" تانیہ نے رکھائی سے جواب دے کر اپنی پوری توجہ سینڈوچ پر مبذول کر لی۔

"اندر ڈنر کیوں نہیں کیا؟" سلجوق نے اس سے باز پرس کی۔

"ڈنر؟ میں آپ کی گیسٹ نہیں ہوں، جو ڈنر کروں اور ایمپلائز گیسٹ کے ساتھ ڈنر نہیں کرتے۔ اتنے رولز تو آپ کو پتہ ہی ہوں گے۔" تانیہ نے آدھا سینڈوچ نفاست سے کھانے کے بعد اپنا منہ نیپکن سے صاف کر کے اسے جواب دیتے ہوئے ویٹر کو بل لانے کا اشارہ کیا۔

ویٹر کے آتے ہی سلجوق نے سرد نظروں سے تانیہ کو گھورتے ہوئے اس کے پرس کی طرف بڑھتے ہوئے ہاتھ

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"یہ کیا بد تمیزی ہے؟" ویٹر کے جاتے ہی تانیہ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ کے نیچے سے نکالتے ہوئے غرائی۔

"یہ بد تمیزی نہیں مینرز ہیں۔ مرد کے ہوتے ہوئے اس کی عورت بل دیتی ہوئی اچھی نہیں لگتی۔" وہ بے ساختگی سے بول کر خود بھی ایک لمحے کو چپ سا ہو گیا۔

خاموشی کا ایک لمحہ ان دونوں کے درمیان آکر ٹھہر گیا تھا۔ دونوں ہی خاموش تھے۔

"رات بہت ہو چکی ہے۔ اف یو ڈونٹ مائنڈ، کیا میں گھر جاسکتی ہوں؟ آپ کی پارٹی کے سارے نوٹس میں لے چکی ہوں۔" تانیہ کی آواز نے ان کے درمیان بکھری خاموشی کو توڑا۔

"ہم آئیں میں آپ کو گھر چھوڑ دوں۔" سلجوق کھڑا ہوا۔

"آپ رہنے دیں آپ کے گیسٹ اندر انتظار کر رہے ہیں۔ میں کریم کیب کال کر لوں گی۔" تانیہ نے سبھاؤ سے انکار کیا۔

"مس سعید! آخری بار سمجھا رہا ہوں۔ آپ ایک سال تک کہیں بھی آنے جانے کیلئے میری پابند ہیں۔ چلیں اٹھیں آپ کو چھوڑنے کے بعد مجھے واپس بھی آنا ہے۔" سلجوق نے سنجیدگی سے اسے ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔

"یہ جو آپ بار بار میرے پابند ہونے کی بات کرتے ہیں۔ یہ مجھے بالکل بھی پسند نہیں ہے۔ میں آپ سے اس کلاز پر بات کرنا چاہوں گی۔" تانیہ نے اس کے ساتھ چلتے ہوئے اپنی ناگواری کا اظہار کیا۔

اس سے پہلے وہ اسے کوئی جواب دیتا اس کے سامنے شہر کے مشہور جانے مانے صنعتکار مسٹر سہیل اپنی وائف مسز سہیل اور بیٹی رجا کے ساتھ ان کے سامنے آگئے۔

"کانگریجو لیشن جنٹلمین! تم تو پاکستان آتے ہی چھا گئے ہو۔" مسٹر سہیل ایک مشہور صنعتکار تھے۔ جولندن میں بھی سلجوق کی کمپنی کے ساتھ کام کا تجربہ رکھتے تھے اور اس سے خاصا متاثر بھی تھے۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"تھینکس مسٹر سہیل۔" سلجوق نے اپنی ازنی رکھائی سے جواب دیا۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"سلجوق اگر کل کچھ وقت نکال سکو تو گھر آ جاؤ، میں کب سے تمہیں انوائٹ کر رہا ہوں۔ پر یار تم ہاتھ ہی نہیں آتے۔" مسٹر سہیل نے شکوہ کیا۔

"سوری کل تو میں بڑی ہوں۔ آپ میرے پی اے سے کوئی ٹائم سیٹ کر لیجیے گا۔ ابھی اجازت مجھے ایک کام سے جانا ہے۔" وہ پیچھا چھڑانے والے انداز میں بولا۔

"ینگ مین دن میں مانا مصروف ہو لیکن شام تو فری ہوگی؟ ایسا کروڈنر پر آ جاؤ۔" انہوں نے اسرار کیا۔
"مسٹر سہیل میرے پاس واقعی اس وقت فرصت نہیں ہے۔ پیر کو انگلینڈ کی فلائٹ ہے۔ سارا کام وائنڈ اپ کر رہا ہوں۔"

"اچھا تو پھر ویک اینڈ پر آ جاؤ اور دیکھو اب انکار مت کرنا تمہارے باپ کا دوست ہوں اتنا تو خیال کرو یار۔" مسٹر سہیل نے شکوہ کیا۔

"میں ہفتے کی صبح اپنے شیلٹر ہوم جا رہا ہوں۔ پورا دن ادھر کی انسپیکشن میں گزرے گا اور آتے آتے رات ہو جائے گی۔ اس لیے بہت معذرت۔" سلجوق نے ان کا لحاظ کرتے ہوئے اپنی مصروفیات بتا کر انکار کیا۔
"شیلٹر ہوم! واؤ یہ تو اور بھی اچھی بات ہے۔ پتہ ہے میری بیٹی رجا کو سوشل ورک کا بہت شوق ہے اور اس کا دل تو ویسے ہی بہت نرم ہے۔ یہ کب سے کسی شیلٹر ہوم کو چیک کرنے کا کہہ رہی تھی لیکن میرا دل نہیں مانتا تھا پر آپ کے ساتھ بھیجتے ہوئے میں مطمئن رہوں گی۔ کیا آپ رجا کو شیلٹر ہوم کا وزٹ کروادیں گے؟" مسز سہیل نے جوش سے بولتے ہوئے آخر میں گزارش کی۔

سلجوق نے ایک نظر ان کی کم عمر بیٹی پر ڈالی۔ جو آج کل کی ماڈرن برگر تہذیب کا شاہکار تھی۔ جس نے کچھ دیر پہلے فاطمہ کو دور سے دیکھ کر گھن کا اظہار کیا تھا۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"سلجوق پھر ہفتہ کو کس وقت آپ مجھے پک کریں گے؟" انیس سالہ رجا نے نزاکت سے پوچھا۔

"ڈرائیور آپ کو صبح نو بجے پک کر لے گا۔" اس نے رکھائی سے جواب دیا۔

"مس سعید! لیٹس گو۔" اس نے تانیہ کو ساتھ آنے کا اشارہ کیا اور مسٹر سہیل سے ہاتھ ملا کر باہر نکل گیا۔

گاڑی میں سناٹا چھایا ہوا تھا۔ وہ خاموشی سے ڈرائیور کر رہا تھا۔ تانیہ کی گاہے بگاہے خود پر پڑتی ہوئی نظروں سے وہ اچھی طرح سے واقف تھا۔ وہ شاید کچھ پوچھنا چاہ رہی تھی، لیکن کہہ نہیں پارہی تھی۔

"مس سعید! آپ کے پاس پاسپورٹ ہے؟" سلجوق نے سنجیدگی سے موڑ کاٹتے ہوئے سوال کیا۔

"یس آف کورس! ہے" تانیہ نے اسے دیکھا۔

"کبھی پاکستان سے باہر ٹریول کیا ہے؟ یا بس لوکل ہی کام کرتی رہی ہیں؟" اس نے سوال کیا۔

"نیویارک اور ٹورنٹو میں کئی ایونٹس کی ٹریننگ لے چکی ہوں اور لندن میں پاکستانی ایونٹس بھی آرگنائز کیے

ہیں۔" تانیہ نے اسی سنجیدگی سے جواب دیا۔

"گڈ! پھر تو آپ کے ویزے کا مسئلہ بھی نہیں ہو گا۔"

"ویزا! کیوں؟" تانیہ نے حیرت سے اس کھڑوس کو دیکھا۔ جو کبھی بھی سیدھی بات نہیں کرتا تھا۔

"مس سعید! پیر کی شام چھ بجے کی فلائٹ سے آپ میرے ساتھ ٹورنٹو چل رہی ہیں۔" اس نے آرام سے بتایا۔

"اوکے آپ مجھے ایئر ٹکٹ اور ورک فائل بھجوا دیں۔ میں تیاری کر لوں گی۔" وہ ایک منٹ رک کر اپنے غصہ پر

قابو پاتے ہوئے بڑے پروفیشنل انداز میں بولی۔ ورنہ سوال تو کئی ذہن میں تھے لیکن وہ پیچھے ہٹنے اور ناجھکنے کا

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"شباباش! اسی طرح مجھے انڈر اسٹینڈ کرتی رہیں تو آپ میرے ساتھ کامیابی سے آگے تک چل سکیں گی۔"

سلجوق اس کا تپا ہوا چہرہ دیکھ کر مزید تپاتے ہوئے بولا۔

تانیہ کا دل چاہا کہ اس کا منہ نوچ لے لیکن وہ اپنی مٹھی بھینچ کر رہ گئی۔

"ہمارا وزٹ پورے ایک ماہ کا ہو گا۔ آپ اس لحاظ سے پیکنگ کر لیجئے گا۔ باقی ڈیٹیلز میں آپ کو ٹورنٹو پہنچ کر ہی بتاؤں گا۔" اس نے تانیہ کی سختی سے بھینچی ہوئی مٹھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

گاڑی گھر کے نزدیک پہنچ چکی تھی۔ چوکیدار نے گیٹ کھولا تو سلجوق نے گاڑی اندر لا کر روک دی۔

"مس سعید! آپ اس ویک اینڈ آف لے لیں اور اپنی پیکنگ مکمل کریں۔ میں ہفتے کو شیلٹر ہوم سے واپس آ کر آپ سے رابطہ کروں گا۔" اس نے دائیں جانب جھک کر دروازہ کھولا۔

تانیہ تیزی سے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے نیچے اتری ہی تھی کہ وہ بھی ساتھ ہی اتر کر اس کے ساتھ راہ داری میں چلتا ہوا گھر کے داخلی دروازے تک آیا۔

"میں اس وقت ہر گز بھی آپ کو گھر میں بلا کر چائے یا کافی نہیں پلاؤں گی۔" تانیہ نے دروازے کی چابی نکال کر اسے ٹوکا۔

ناچاہتے ہوئے بھی تانیہ کے انداز پر سلجوق کے چہرے پر مسکراہٹ سی دوڑ گئی تھی۔

"میں آپ کو اس مشکل میں وقت سے پہلے ڈالوں گا بھی نہیں۔ رات بہت ہو چکی ہے۔ آپ اندر جا کر دروازہ لاک کر لیں، تو میں جاؤں۔"

تانیہ نے خاموشی سے دروازہ کھول کر پلٹ کر اسے دیکھا۔

"مسٹر خاندانہ!" تانیہ نے اسے پکارا تو وہ جاتے جاتے رکا۔

"آپ کا کیا خیال ہے؟ میرا مطلب کیا میں آپ کے ساتھ شیلٹر ہوم فاطمہ سے ملنے جاسکتی ہوں؟ آئی میں آپ کے ساتھ نہیں۔ آپ کو اپنی گاڑی میں فالو کر کے۔" تانیہ نے وضاحت کی۔

"شیلٹر ہوم؟ حیرت ہے۔" سلجوق نے دہرایا۔

تانیہ نے سنجیدگی سے سوالیہ انداز میں اسے دیکھا۔

"مس سعید! وہ کوئی نیو پیلس، ہوٹل یا لگژری پلیس نہیں ہے، جہاں آپ جیسی نازک اندام لڑکی، جو موسم کی سختی تک نہ سہہ سکے، ادھر جا سکے۔"

"آپ کو کس اینگل سے میں نازک اندام لگتی ہوں؟ اوہ آئی ایم سوری آپ کو تو شاید مس رجا کو ساتھ لے جانا تھا۔ آپ ایسا کریں مجھے ادھر کا ایڈرس دے دیں۔ میں خود چلی جاؤں گی۔" وہ تلخ ہوئی۔

"ویل ہر وقت تو آپ پلاسٹک کی گڑیا بنی رہتی ہیں۔ یہ برانڈڈ کپڑے، فیشن ایبل شوز، آپ کو کہاں سختیوں کی عادت ہو گی۔ ادھر تو دھوپ میں اندر جانے کیلئے ہی دو میل پیدل چلنا ہو گا اور دھوپ تو رنگ کالا کر دیتی ہے آپ لڑکیوں کا۔ سوچ لیں میں تو آپ کا ہی بھلا سوچ رہا ہوں۔" وہ ٹھہر ٹھہر کر بولا۔

تانیہ کی سمجھ میں نہیں آیا کہ اس بد تمیز انسان کی بات پر ہنسنے، روئے یا غصہ کرے۔

"مسٹر سلجوق! جاب پر اپنے لباس کا، اپنی پرسنلیٹی کا خیال رکھنا پڑتا ہے اور ضروری نہیں کہ برانڈڈ کپڑے اور جوتے پہنے والی ہر لڑکی پلاسٹک کی گڑیا ثابت ہو۔ کچھ لوہے کا چنا بھی ثابت ہوتی ہیں۔ اس لیے سب کو ایک لاٹھی سے ہانکنا چھوڑ دیں۔" تانیہ نے اسے وارن کیا۔

"اوکے مس سعید! ہفتہ کی صبح تیار رہیے گا۔" وہ کندھے اچکا کر اسے جواب دیتے ہوئے اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

خانزادہ ہاؤس میں رات کے کھانے کے بعد چائے کا دور چل رہا تھا۔ سلجوق نے بابا سائیں اور سب گھروالوں کو اپنے ٹورنٹو جانے کا بتا دیا تھا لیکن تانیہ کو ہائر کرنے اور ساتھ لے جانے کی بھنک تک نہیں لگنے دی تھی۔

"سلجوق ہم تو تمہاری شادی کا سوچ رہے تھے اور تم ایک ماہ کیلئے جارہے ہو۔" شہلا بیگم نے شکوہ کیا۔

"بہو آپ لڑکیاں دیکھیں۔ سلجوق کے واپس آتے ہی ہم تقریب رکھ لیں گے۔" بابا سائیں نے سنجیدگی سے سلجوق کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے بابا سائیں میں سلجوق کے آنے تک لڑکی ڈھونڈ کر رکھتی ہوں۔" انہوں نے چائے کا کپ ان کی طرف بڑھایا۔

"سلجوق بھائی! آپ کو کیسی لڑکی پسند ہے۔ ابھی بتادیں ورنہ ماما کی پسند پر ساری زندگی گزارا کرنا پڑے گا۔" صبا نے شرارت سے اسے دیکھا۔

"بابا سائیں! چچی ماں پلیر! میں ابھی شادی کرنا نہیں چاہتا۔ آپ کو اگر جلدی ہے تو زوہان کی پہلے کر دیں۔"

سلجوق نے اکتائے ہوئے انداز میں بولا۔

"سلجوق بیٹا ابھی بات ٹھہرا لیتے ہیں۔ شادی جب تم کہو تب کر لیں گے۔" بابا سائیں نے سمجھایا۔

"نہیں بابا سائیں! مجھے پابند ہونا پسند نہیں ہے۔ اگر آپ سب مجھے فورس کریں گے تو میں واپس چلا جاؤں گا۔" وہ تنگ آکر بولا۔

"اچھا بابا، ابھی تم اپنا ٹورنٹو کا ٹرپ لگا کر آؤ۔ پھر بات کریں گے۔" بابا سائیں نے تسلی دی۔

"چچی ماں! میں صبح فارم ہاؤس کی طرف جا رہا ہوں۔ جلدی نکلوں گا۔ آپ ناشتے پر میرا ویٹ مت کیجئے گا۔"

"بہو آپ کے پاس ایک ماہ ہے آپ لڑکی فاسٹ کریں۔" سلجوق کے جانے کے بعد سوچ میں ڈوبے بابا سائیں نے شہلا بیگم کو مخاطب کیا۔

"پر بابا سائیں وہ انکار کر رہا ہے۔" وہ الجھ گئیں۔

"اس کی فکر مت کریں۔ آپ کوئی کم عمر خوبصورت لڑکی ڈھونڈیں۔ وہ سہیل کی لڑکی کیسی ہے؟" بابا سائیں نے بہو کو ہدایت دیتے رائے پوچھی۔

"آپ رجا کی بات کر رہے ہیں؟ وہ تو بہت خوبصورت ہے۔ لیکن سلجوق کے مقابلے میں عمر کچھ کم ہے۔" شہلا بیگم کی آنکھوں میں شوخ سی رجا کی شبیہ لہرائی۔

"مرد کی عمر نہیں، اس کا اسٹیٹس دیکھا جاتا ہے اور اپنے سلجوق کیلئے تو آپ کسی بھی لڑکی پر ہاتھ رکھیں، انکار نہیں ہو گا۔ اب آپ سلجوق کے جاتے ہی رشتے کی بات چلائیں۔" بابا سائیں نے بات ختم کر کے سب کو اپنے اپنے کمرے میں جانے کا اشارہ کیا اور وہ خود بھی اپنی اسٹڈی میں چلے گئے۔

تانیہ کے دو دن انتہائی مصروف گزرے تھے۔ پورا وقت اس نے اپنے ہوٹل میں دیا تھا۔ سارے پرانے ڈیوز کلیر ہو چکے تھے۔ سائرہ کو سارا کام وہ سمجھا چکی تھی۔

پیر کو اس کی ٹورنٹو کی فلاٹ تھی۔ شاپنگ کا اسے کوئی خاص شوق نہیں تھا۔ بس چند گرم کپڑے، کوٹ اور چند کتابیں وہ پیک کر چکی تھی۔

پھر فاطمہ کے لیے اس نے بہت ساری شاپنگ کی تھی۔ ادھر کتنے بچے تھے، اسے اندازہ نہیں تھا۔ اس لیے اس نے ڈھیر ساری چاکلیٹس خرید لی تھیں اور اب ہفتے کی صبح کے آٹھ بج رہے تھے۔ وہ جلدی جلدی تیار ہو رہی تھی۔

آج اس نے ہٹ کر اپنی ڈریسنگ کی تھی۔ ہکا سانیلا ٹراؤزر اور ٹرٹ میں ہم رنگ دوپٹہ شانوں پر پھیلائے

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
، بالوں کی حسب معمول اونچی پونی بنا کر اب وہ جوتے سلیکٹ کر رہی تھی۔ دو میل چلنا ہو گا۔ سلجوق نے اسے وارن کیا تھا۔ اسی بات کو سوچتے ہوئے اس نے سنیکرز کا جوڑا نکال کر پہنا اور ڈریسنگ ٹیبل پر رک کر گلابی لپ گلوں لگا کر دوپٹہ پھیلاتے ہوئے اپنا بڑا بھاری بیگ اٹھا کر کچن میں آگئی۔ فرج سے دودھ نکال کر گلاس میں انڈیلا اور وہیں بیٹھ کر پینے لگی۔ یہی اس کا ناشتہ تھا۔ ابھی وہ گلاس دھو کر رکھ ہی رہی تھی کہ دروازے پر گھنٹی بجی۔ اس نے کلائی پر بندھی گھڑی میں وقت دیکھا۔ ٹھیک نو بج رہے تھے۔
"یہ آدمی بھی پاکستان اسٹینڈرڈ ٹائم سے چلتا ہے۔" وہ اپنا بیگ اٹھا کر بڑبڑاتے ہوئے دروازے تک آئی۔

صبح سویرے سلجوق جاگنگ اور ناشتے سے فارغ ہو کر فارم ہاؤس جانے کیلئے تیار ہو چکا تھا۔ ہزاروں ایکڑ پر پھیلا یہ فارم ہاؤس اس کے بابا کی جاگیر تھی۔ جہاں اس نے اپنے والدین کے صدقہ جاریہ کیلئے یتیم بے سہارا بچوں کا شیلٹر ہوم بنایا ہوا تھا۔

صبح کے آٹھ بج چکے تھے۔ اسے تانیہ کو بھی پک کر نانا تھا۔ وہ تیزی سے ڈرائیو کرتا ہوا اس کے گھر پہنچا۔ نیل بجائی چند لمحوں بعد تانیہ نے دروازہ کھولا۔

وہ ایک لمحے کو اسے دیکھ کر ٹھٹھک سا گیا تھا۔ آج پہلی بار وہ اسے ڈھنگ کے لباس میں دیکھ رہا تھا۔ ہلکے نیلے لباس میں سلیقہ سے دوپٹا پھیلائے، پیروں میں سنیکرز پہنے وہ اسے اسکول گرل لگ رہی تھی۔

"چلیں مسٹر سلجوق خانزادہ!" تانیہ نے اس کی محویت توڑی۔

"جی مس سعید چلیے۔" وہ اپنی جیب کی طرف بڑھا۔

"آپ آگے چلیں میں آپ کو فالو کرتی ہوں۔" تانیہ کی آواز سن کر وہ پلٹا۔

"مس سعید! لانگ ڈرائیو ہے اور آپ کی یہ پرانی گاڑی اتنے لمبے سفر کیلئے مناسب نہیں ہے۔ اس لیے اب کوئی بحث نہیں۔" اس نے اپنی جیب کی طرف اشارہ کیا۔

تانیہ نے اپنی چابی بیگ میں رکھی اور چلتی ہوئی اس کی جیب کے پاس آئی۔

"آپ کے پاس شو فر نہیں ہے یا آپ شو فر انورڈ نہیں کر سکتے؟ جو خود ڈرائیو کرتے رہتے ہیں۔" تانیہ نے سوال کیا۔

سلجوق نے چلتے چلتے رک کر اسے دیکھا۔ جو یقیناً اسے تنگ کرنا چاہ رہی تھی۔ وہ ہلکے سے ہنسا۔

تانیہ اسے ہنستا دیکھ کر حیران رہ گئی۔ کیونکہ اس نے ہمیشہ اسے مرچیں چباتے ہوئے ہی دیکھا تھا۔

"ویل مس سعید! آپ فکر مت کریں۔ میرے پاس شو فر بھی ہے اور بہت سارے ملازمین بھی، جو میرے والدین کے زمانے سے ہیں اور اب ان کی اولادیں بھی۔ میں کسی کی نوکری ختم نہیں کرتا۔" وہ ہلکے پھلکے انداز میں بولتے ہوئے اپنی جیب تک آیا۔

"تو پھر آپ کا شو فر کدھر ہے؟" اس نے سلجوق خانزادہ کو جیب کا دروازہ کھولتے ہوئے دیکھ کر پوچھا۔

"وہ گھر پر ہے۔ کیوں؟ آپ کو شو فر چاہیے تھا کیا؟" سلجوق نے بیٹھ کر جیب اسٹارٹ کی۔

"نہیں آپ ہر وقت اتنا پروٹوکول میں رہتے ہیں تو آپ جیسے اکڑے ہوئے انسان کا خود ڈرائیو کرنا، عجیب سا لگتا

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"مس سعید! آپ اپنے دماغ پر زیادہ زور نہ ڈالیں۔ آج موسم بہت اچھا ہے۔ آپ لانگ ڈرائیو انجوائے کریں۔"
اس نے کھڑکی کھولتے ہوئے صبح کی تازہ ہوا محسوس کی۔

"مس سعید! آپ نہیں جانتی ایسے لوگوں سے مل کر کتنا اچھا لگتا ہے۔ جو میری اس بات کو سمجھ سکیں، انڈر اسٹینڈ کر سکیں۔ جو میں آپ کو ابھی بتانے جا رہا ہوں۔" وہ بہت دیر سے گاڑی میں چھائی خاموشی توڑتے ہوئے بولا۔

"سیکرٹس؟" تانیہ سیدھی ہوئی۔

"بلکل نہیں! بس ایک کہانی ہے۔ اس شیلٹر ہاؤس کی تعمیر کی جو شاید کسی کو متاثر نہیں کرتی۔" وہ رکا۔
"چلیں چھوڑیں ضروری تو نہیں آپ کو بھی متاثر کرے۔" وہ اپنا ارادہ بدل گیا۔

"آپ بتائیں یہ تو میں سننے کے بعد طے کروں گی کہ متاثر ہونا چاہیے یا نہیں۔" تانیہ مسکرائی۔ جس سے اس کے ڈمپلز واضح ہو کر سلجوق کو متوجہ کر گئے تھے۔

"جب میں پندرہ سال کی عمر میں پہلی بار پورے دو ماہ کیلئے پاکستان آیا، تو چھٹیاں گزارنے کے لیے نادر ن ایریاز چلا گیا۔ وہاں پاک فوج زلزلے سے متاثرین کیلئے ریفوجی کیمپ لگا رہی تھی۔ میں بھی ان کیمپس کی تعمیر میں شریک ہو گیا۔ وہاں میں نے بھوک سے بلکتے بچے دیکھے، اپنے پیاروں کو ڈھونڈتے ہوئے لوگ دیکھے، بے یارو مددگار لاشیں دیکھیں۔ اس وقت میں نے سیکھا کہ میں تو اپنے ماں باپ کا غم نہیں بھلا پا رہا اور یہاں بچے اپنی ماں کی لاش پر بیٹھے بھوک سے لرز رہے ہیں۔ بس اس دن میں نے سوچ لیا کہ زندگی کے سارے غم ساری پریشانیاں، کسی بچے کی والدین سے محرومی سے بڑی نہیں ہو سکتیں اور اپنی اسٹیٹ کو میں نے بابا سائیں سے کہہ کر شیلٹر ہوم میں بدل دیا۔" اس نے غور سے اس کی باتیں سنتی تانیہ کو دیکھا تھا۔ جس کی آنکھوں میں نمی ابھر

"تو فاطمہ آپ کو کدھر لے گی۔" تانیہ نے سوال کیا۔

"تانیہ! سلجوق نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

تانیہ جو اس کے منہ سے مس ایونٹ آرگنائزر، مس سعید سننے کی عادی ہو چکی تھی۔ اپنا نام سن کر چونکی۔
 "وہاں صرف ایک فاطمہ نہیں ہے۔ کئی فاطمہ ہیں اور کئی بچے بھی ہیں۔ میں نہیں چاہتا آپ ایک کو خصوصی توجہ دیں اور باقیوں کو نظر انداز کر کے احساس کمتری میں مبتلا کریں۔ اس بات کا خیال رکھیے گا۔" سلجوق نے اسے ہدایت دی۔

"آپ کے شیلٹر ہوم میں کتنے بچے ہیں؟" تانیہ نے سوال کیا۔

"پندرہ بچے ہیں اور پرسوں دو بچوں کا اور اضافہ ہوا ہے۔ انہیں سے ملنے جا رہا ہوں۔" اس نے جیب کی رفتار بڑھائی۔

"ویسے اگر آپ نے مجھے متاثر کرنے کی کوشش کی ہے تو آپ کامیاب رہے ہیں۔" تانیہ نے مسکرا کر کہا۔
 "ہرگز بھی نہیں۔" سلجوق نے ہنس کر گاڑی کا کئیر بدلنا چاہا تو اس کا ہاتھ آرام سے بیٹھی تانیہ کے ہاتھ سے ٹکرا گیا۔ اس نے بڑے آرام سے تانیہ کا ہاتھ تھپتھپایا۔

"مجھے خوشی ہے کہ کم از کم تم میرے معیار زندگی کو سمجھ سکتی ہو۔" سلجوق کے ہاتھ کے لمس سے تانیہ کو اپنے اندر ایک سنسنہٹ کی لہر سی اٹھتی محسوس ہوئی۔ اس کا دل اچھل کر حلق میں اٹک گیا تھا۔ اس نے تیزی سے ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ سلجوق کے ہاتھ کے نیچے سے نکالا اور بالوں میں پھیرتی ہوئی نا محسوس طریقے سے دروازے کی طرف ہو گئی۔

سلجوق نے تانیہ کی اس حرکت پر سردنگاہوں سے اسے دیکھا۔ اس کے چہرے پر کرکٹ کی چھانک تھی۔ اب اس کی پوری توجہ ڈرائیونگ پر تھی۔ تھوڑی ہی دیر میں گاڑی ایک بڑے سی اسٹیٹ کے عالیشان لوہے کے گیٹ کے آگے رک چکی تھی۔ اس نے ہارن بجا کر چوکیداروں کو متوجہ کیا۔ گیٹ کھلتے ہی گاڑی اندر لا کر روک دی۔

"مس سعید! آئیے شیلٹر ہوم آچکا ہے۔" اس کا فارمل لہجہ دوبارہ بیگانگی کی چادر اوڑھ کر سرد ہو چکا تھا۔

تانیہ نے کن اکھیوں سے اسے دیکھا جو گاڑی سے اتر رہا تھا۔ چوڑی پیشانی، کھڑی ناک پر ایک مضبوط Jaw line، ماتھے پر ہوا سے بکھرے بال اور ہلکی ہلکی شیوہ اسے ایک مغرور، وجاہت سے بھرپور مکمل مرد لگا۔

تانیہ خاموشی سے اپنا بھاری بیگ نما پرس کندھے پر ڈالے اس کے ساتھ چل رہی تھی۔ چاروں طرف باغات تھے۔ بیچ میں ایک لمبی سی راہ داری تھی۔ یہاں ایک چھوٹا سا شہر بسا ہوا تھا اور بڑے منظم طریقے سے ملازمین اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ وہ چاروں جانب دلچسپی سے دیکھ رہی تھی۔ کئی سوال بھی ذہن میں اٹھ رہے تھے لیکن سلجوق کا سرد سا انداز دیکھ کر وہ دل ہی دل میں جملہ ترتیب دینے کی کوشش کر رہی تھی۔ تاکہ ماحول پر چھائی سرد مہری کو ختم کر سکے۔ جب سلجوق نے ساتھ چلتے مالی سے بات ختم کر کے اسے جانے کا اشارہ کیا اور اپنے ساتھ چلنے کی کوشش کرتی تانیہ کو دیکھا۔ جو بمشکل اپنے آپ کو گھسیٹ رہی تھی۔ اس کی زیرک نگاہوں نے اس کے کندھے پر جمے بھاری بیگ کو جانچ لیا تھا۔ وہ غیر محسوس انداز میں چلتے چلتے دھیما ہوا۔

"مس سعید! آپ کیا اس پرس میں پتھر بھر کر لائی ہیں؟" اس نے سنجیدگی سے اس کے شانوں پہ سے بیگ نما تھیلہ اتارا۔ جو کم از کم سات آٹھ کلو کا تھا اور اس نازک سی لڑکی کیلئے واقعی بھاری بھر کم تھا۔

"نہیں! میں تو بس تیس چالیس چاکلیٹس کچھ کینڈیز اور ٹوائز لائی ہوں۔ اب اتنا بھی بھاری نہیں ہے۔ لائیں آپ

سلجوق نے اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو نظر انداز کیا اور بیگ اٹھا کر آگے بڑھ گیا۔ وہ بھی خاموشی سے اس کی پیروی کرنے لگی۔ کچھ دور جا کر ایک اوپن بڑا سا کچن تھا۔ جہاں مقامی عورتیں لکڑی کے چولہوں پر کھانا پکا رہی تھیں۔ ایک بڑا ستندور بھی لگا ہوا تھا۔ فضا میں لہسن، ادرک، پیاز اور مصالحوں کی بو پھیلی ہوئی تھی۔ وہ عورتیں سلجوق کو دیکھتے ہی اپنی اوڑھنی سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے اس کے پاس آئیں۔

"سلام بیٹا!"

"بہورانی کو لائے ہو۔"

"بہت سوہنی بیوی ہے تمہاری۔"

"دودھو نہاؤ پوتوں پھلو۔"

وہ سب باری باری اشتیاق سے نازک سی تانیہ کو دیکھتے ہوئے شروع ہو گئی تھیں۔ تانیہ کا چہرہ خفت سے سرخ پڑ گیا تھا۔ جب کہ سلجوق بڑے اعتماد سے ان کی باتیں سن رہا تھا۔

"یہ میری بیوی نہیں ہیں۔ یہ ادھر بچوں سے ملنے آئی ہیں۔" اس نے ان عورتوں کی غلط فہمی دور کی اور چند باتیں کر کے آگے بڑھا۔

کچھ دور جا کر ایک بڑے سے احاطے میں بھینسیں بندھی ہوئی تھیں۔ تبھی ایک گائے کا چھوٹا سا سفید چھڑا بھاگتا ہوا ان کی سمت آیا۔ تانیہ کے حلق سے ایک فلک شکاف چیخ نکلی اور وہ بنا سوچے سمجھے دوسری طرف بھاگنا شروع ہو گئی۔

سلجوق نے ناگواری سے اسے بھاگتے ہوئے دیکھا اور اس دوڑتے ہوئے چھڑے کو بمشکل ایک ہاتھ سے روکا اور اس کے پیچھے آتے ملازم کے حوالے کیا۔ سارے ملازمین بڑی مشکل سے اپنی ہنسی روکتے ہوئے بھاگتی ہوئی تانیہ

"مس سعید آجائیں۔ یہ معصوم آپ کو کچھ نہیں کہے گا۔" اس نے اوپچی آواز میں تانیہ کو پکارا۔ جسے سن کر تانیہ کے قدم تھم گئے۔ وہ خفت سے سر جھکا کر اپنی جگہ رک سی گئی تھی۔ ملازمین کی دبی دبی ہنسی کی آوازیں اسے اور بھی شرمندہ کر رہی تھیں۔

"ایک چھوٹا سا بچہ ہی تو تھا۔ کون سا مجھے کھا جاتا، آخر اتنا چیخنے اور ڈرنے سب سے بڑھ کر دوڑنے کی کیا ضرورت تھی۔" وہ خود کو لتاڑنے میں لگی ہوئی تھی۔ جب بڑے بڑے مضبوط قدم اٹھاتے ہوئے سلجوق اس کے پاس آیا۔

"تم ٹھیک تو ہو؟" وہ نرمی سے پوچھ رہا تھا۔

"ساری غلطی آپ کی ہے۔ آپ نے مجھے یہاں آنے سے پہلے اس سب کے بارے میں کیوں نہیں بتایا تھا؟ بندہ مینٹلی تیار ہی ہو جاتا ہے کہ اسے خطرناک جانور، باغات اور گاؤں کا کچن دیکھنے کو ملے گا۔" وہ سختی سے بولی۔ آنکھوں میں ہلکی ہلکی سی نمی چمک رہی تھی۔ جو یقیناً سب کے سامنے شرمندگی و خفت کی وجہ سے تھی۔

"یہ سب اتنا برا اور خطرناک نہیں ہے۔ جتنا تمہیں نظر آرہا ہے۔" وہ نرمی سے اس کی بھیگی پلکوں پر سے نظر ہٹاتے ہوئے بولا۔

"یہاں بہت سکون ہے۔ یہ ایک چھوٹی سی الگ تھلگ دنیا ہے۔ دنیا کے ہنگاموں اور شور و غل سے دور اور بلیومی وہ خطرناک جانور آپ کی سیفیٹی کے لئے باندھ دیا گیا ہے۔ وہ دیکھیں۔" اس نے ہاتھ سے باڑے کی طرف اشارہ کیا۔ جہاں وہ بچھڑا ایک درخت کے ساتھ رسی سے باندھ دیا گیا تھا۔

تانیہ بنا سراٹھائے خاموش کھڑی رہی۔

"مس سعید! سلجوق نے اسے متوجہ کرنا چاہا۔"

"ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے ساتھ آئیں، میں آپ کو اس ماحول سے مانوس کرواتا ہوں۔" سلجوق نے اس کے بازو پر گرفت کی۔ اس کی انگلیوں کا سخت دباؤ تانیہ کو اپنے اندر اترتا ہوا محسوس ہوا اور اس کی اس سخت گرفت سے صاف محسوس ہو رہا تھا کہ تانیہ کا اس طرح ڈرنا اسے پسند نہیں آیا تھا۔ وہ اسے لے کر آگے کی طرف چلنا شروع ہوا۔

"یہ ہمارے اسٹیٹ کے مالٹے اور انار کے باغات ہیں اور ادھر ہمارا اپنا ایک چھوٹا سا ڈیری فارم بھی ہے۔ جہاں ہم خطرناک دودھ دینے والے جانور پالتے ہیں۔" اس نے چلتے ہوئے باڑے کی طرف اشارہ کیا۔ "یہ اسٹیٹ کا کچن ہے، ادھر سب ملازمین، ورکرز اور بچوں کیلئے کھانا پکایا جاتا ہے۔" وہ نرمی سے اسے ساری جگہوں سے متعارف کرواتے ہوئے ایک لکڑی سے بنی کانٹھ نما عمارت کی طرف لایا۔ جس کے اوپر بڑے بڑے الفاظ میں "انتظامیہ" اور

"Administration Building"

اردو انگلش دونوں زبانوں میں لکھا ہوا تھا۔

تانیہ خاموشی سے ہر چیز دیکھتے ہوئے اس کے ساتھ چل رہی تھی۔ اس کا بازو ابھی تک سلجوق کی سخت گرفت میں مقید تھا۔

جیسے ہی وہ اسے لے کر اس عمارت کے اندر داخل ہوا، سامنے ہی ڈیسک پر بیٹھی ٹائپنگ کرتی لڑکی اسے دیکھتے ہی مسکراتے ہوئے کھڑی ہوئی۔ وہ ایک قبول صورت تیس سال کی لمبی اور پرکشش لڑکی تھی۔

"اسلام علیکم سر! کیسے ہیں آپ؟ ہم سب کل سے آپ کا بہت انتظار کر رہے تھے۔" وہ ادب سے بات کرتے ہوئے تانیہ کو دیکھ کر مسکرائی۔

"میرے خیال سے آپ ہمارے لیے ایک نئی وائٹنئیر لائے ہیں۔ یہ بہت اچھا کیا آپ نے کیونکہ امی جان کی بیماری کی وجہ سے کام بہت بڑھ گیا ہے۔"

"مس سعید! یہ مس شازیہ ہیں۔ اس اسٹیٹ کی انچارج مسز طاہرہ کی بیٹی پلس سیکریٹری۔ ان دونوں کی مدد کے بغیر یہ سب سنبھالنا بہت مشکل ہے۔" وہ تعارف کرواتے ہوئے بولا۔

تانیہ نے اپنے بازو کو ہلکا سا جھٹکا دیا تو سلجوق کو اس پر اپنی گرفت کا احساس ہوا۔ اس نے آہستگی سے تانیہ کے بازو کو آزاد کیا۔ وہ اپنا بازو سہلاتی ان دونوں کو دلچسپی سے دیکھتی ہوئی شازیہ کی طرف بڑھی اور مصافحہ کیا۔

"کیا سپلائے آرڈر آگیا ہے؟" سلجوق نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"جی سر! سب بچوں کے نئے کپڑے جوتے اور ساتھ ساتھ ڈسپنری کی ساری دوائیں آج سویرے ہی ڈیلیور ہوئی ہیں اور ان دونوں بچوں کے بے بی کاٹ بھی آگئے ہیں۔ باقی سارا حساب میں نے کلیئر کر دیا تھا۔ ساری رسیدیں آپ کیلئے اس فولڈر میں موجود ہیں۔" وہ سامنے رکھے کمپیوٹر اسکرین پر ایک فولڈر کھولتے ہوئے بولی۔

تانیہ خاموشی سے ان دونوں کو باتیں کرتا دیکھ رہی تھی۔ اس کے دل میں مس شازیہ کے لیے ان کا کام، ان کی صلاحیتیں دیکھ کر عزت بڑھتی جا رہی تھی۔ انہوں نے بہت احسن طریقے سے انتظامی امور سنبھالے ہوئے تھے۔

مس شازیہ سے بات کرتے کرتے سلجوق کی نظر خاموشی سے ایک طرف کھڑی تانیہ پر پڑیں۔

"مس شازیہ آپ پہلے مس سعید کو اندر بچوں کے پاس چھوڑ آئیں۔" اس نے اپنی بات روک کر کہا۔

"شیور سر! لیکن آپ نے تو کہا تھا دو گیسٹ آرہے ہیں تو۔" شازیہ نے سوال کیا۔

"کوئی ان کمفرٹیبل فیل نہ کرے اس لیے دوسرے گیسٹ کو منع کر دیا تھا۔" وہ تانیہ کی طرف دیکھتے ہوئے

"مس سعید آئیے میں آپ کو بچوں کے پاس چھوڑ آؤں۔" شازیہ نے اسے مخاطب کیا تو وہ سر ہلاتے ہوئے کھڑی ہوئی اور سلجوق کے پاس آئی۔

سلجوق نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"میرا بیگ؟" تانیہ نے اس کے کندھے پر ٹکے اپنے بیگ کی طرف اشارہ کیا۔

"آپ جائیں میں ملازم کے ہاتھ آپ کا بیگ بھجواتا ہوں۔" اس نے نرمی سے کہا اور سامنے کھلی کمپیوٹر اسکرین کی طرف متوجہ ہو گیا۔

یہ ایک ہاسٹل نمائندگی تھی۔ اندر سے بہت سے بچوں کے ہنسنے بولنے کی آوازیں آرہی تھیں۔ وہ مس شازیہ کے ساتھ اندر داخل ہوئی۔

ایک اجنبی چہرے کو دیکھتے ہی سب بچے چپ ہو گئے۔ یہ چار سے دس سال تک کی عمر کے یتیم و بے سہارا بچے تھے۔ شازیہ نے سب بچوں سے اس کا تعارف کروایا اور اسے چھوڑ کر واپس آفس چلی گئی۔

"فاطمہ کدھر ہے؟" تانیہ نے بچوں سے ملتے ہوئے پوچھا۔

"فاطمہ تو اندر ہے۔ وہ اس کا ہاتھ نہیں ہے نا تو وہ ادھر کھیلنے نہیں آتی۔" ایک بچے نے کہا۔

"اور زوہا بھی نہیں آتی۔ اس کی آنکھیں نہیں ہیں تو وہ گر جاتی ہے۔" ایک اور بچے نے اس کی معلومات میں اضافہ کیا۔

تانیہ ان کے بتائے ہوئے کمرے کی طرف بڑھی۔ یہ شاید نماز سکھانے کا کمرہ تھا۔ سامنے ہی کچھ بچیاں بیٹھی

"مجھے پتہ تھا آپ مجھ سے کھیلنے ضرور آئیں گی۔" وہ پر جوش ہوئی۔

"ہاں بیٹا! ہم سب مل کر گیم کھیلیں گے اور اسٹوری بھی پڑھیں گے۔" اس نے پیار سے اسے کے گالوں کو چوما اور اسے ساتھ لیے دوسری معذور بچیوں کی طرف بڑھی۔

کچھ ہی دیر میں وہ تمام بچوں سے مانوس ہو چکی تھی۔ ملازم کے ہاتھوں سلجوق اس کا بیگ بھی بھجوا چکا تھا اور اب وہ سب بچوں کو ایک گول دائرے میں لے کر فرش پر بیٹھی انہیں اپنے بیگ سے کھلونے اور چاکلیٹ نکال کر دے رہی تھی۔ شکر ہے وہ اچھے خاصے کھلونے لے آئے تھی۔ کیونکہ انہیں دیکھ کر سب بچوں کے چہرے جگمگا اٹھے تھے۔ وہ سب اس کے ساتھ ہنس بول رہے تھے۔ تبھی باہر سے بھاری قدموں کی چاپ سنائی دی اور پھر دروازہ کھول کر سلجوق اندر داخل ہوا۔

وہ اسے بچوں کے ساتھ گھلاما دیکھ کر مسکرایا اور اس کے نزدیک آیا۔

"مجھے نہیں لگتا تھا کہ آپ بچوں سے انسیت رکھتی ہوں گی۔ وہ بھی معذور بچوں سے۔" وہ انگریزی میں بولا۔

تانیہ کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ اسے سراہ رہا تھا یا طنز کر رہا تھا۔ اس سے پہلے وہ اسے کوئی مناسب سا جواب دیتی، سب بچے سلجوق کو دیکھ کر پر جوش ہو کر کھڑے ہو گئے اور اس کی طرف لپکے۔ وہ سب بچوں سے اس طرح سے مل رہا تھا، جیسے ان کا بہت اچھا پرانا دوست ہو۔ وہ سب کو ان کے ناموں سے پکار رہا تھا۔

تانیہ اس کا یہ روپ، یہ انداز دیکھ کر حیران تھی۔ بلکہ جب سے وہ اس کے ساتھ ادھر آئی تھی، وہ قدم قدم پر اسے چونکا رہا تھا۔

وہ کھڑوس، بد لحاظ، بد تمیز، خود پسند سلجوق اس نرم دوستانہ انداز میں بہت الگ لگ رہا تھا۔ جتنا وہ اسے جان رہی تھی۔ اتنا ہی اس کی شخصیت میں الجھتی جارہی تھی۔

شام ڈھلنے لگی تھی۔ جب سلجوق نے اسے چنے کا کہا۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
سب بچوں سے مل کر وہ شازیہ کو خدا حافظ کہتے ہوئے سلجوق کے ہمراہ واپسی کے سفر پر روانہ ہوئی۔

راستے میں ہی سلجوق کا فون بج اٹھا۔ اس نے ہینڈ فری پر کال ریسیو کی۔
"سلجوق آپ واپس آگئے؟" دوسری طرف سے ایک شوخ آواز ابھری۔
"جی مس رجا! راستے میں ہوں، کہیے؟"

"مس! اب میں اتنی بھی بور نہیں ہوں کہ آپ جیسا ہینڈ سم مجھے مس کہہ کر بلائے۔" وہ روٹھے ہوئے لہجے میں بولی۔

"اوکے نو مس، تو رجا کہیے کیسے فون کیا؟" سلجوق نے بنا بحث کے اسکی تائید کی۔
"آپ کو آپ کا وعدہ یاد دلانے کیلئے۔ آپ نے آن دا اسپاٹ مجھے انکار کیا تھا تو یاد ہے ناکل شام آپ مجھے آئس کریم کھلانے لے جا رہے ہیں؟" رجانے یاد دہانی کروائی۔

"یس میں اپنی کمٹمنٹ کبھی نہیں بھولتا، آپ تیار رہیے گا۔" اس نے سنجیدگی سے کہہ کر فون بند کیا۔
تانیہ نے خاموشی سے اپنی آنکھیں بند کر کے سر کھڑکی سے ٹکا دیا تھا۔ سلجوق نے ایک گہری نظر اس کی لرزتی پلکوں پہ ڈالی اور گاڑی کی رفتار بڑھادی۔

"مس سعید! آپ اب آرام کریں۔ بس کال کا دن اور ہے۔ پھر ہمیں ٹور نوٹروانہ ہونا ہے۔ آپ اپنے ڈاکو منٹس تیار رکھیے گا۔ پیر کی شام ٹھیک سات بجے آپ مجھے ایئر پورٹ پر نظر آئیں۔" وہ اسے گھر کے گیٹ گیٹ پر اتار تاہدایات دیتے ہوئے روانہ ہو گیا۔

تانیہ نے فقط سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

رات گہری ہو چکی تھی۔ وہ بستر میں لیٹی ابھی تک سلجوق کی اسٹیٹ کے سحر میں مبتلا تھی۔ کتنے پیارے پیارے بچے تھے۔ جو اس کی طرح اپنے ماں باپ سے محروم تھے۔ ان بچوں کو سوچتے ہوئے اچانک سے اسے سلجوق کی گرفت یاد آئی اور اس کا ہاتھ میکا کی انداز میں اپنے بازو پر گیا۔ جسے سلجوق نے سختی سے پکڑا تھا۔ سلجوق کی شخصیت، اس کا دھوپ چھاؤں جیسا مزاج، وہ اسے اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔ آج تک کسی نے بھی یہاں تک کے اس کے سابقہ منگیتر جس کے ساتھ پیدا ہوتے ہی اس کا نام جڑا تھا "عمر سالار" اس تک نے اسے اس طرح سے اٹریکٹ نہیں کیا تھا۔

بلکہ عمر تو اس کی زندگی کا ایک تلخ ترین باب تھا۔ وہ اس کے جان سے پیارے ڈیڈ کی جان لے چکا تھا۔ "مسٹر سلجوق تم کیوں میرے دل کو چھو رہے ہو؟ کیوں؟ تمہیں ایسا کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ میں تمہارے ٹائپ کی لڑکی نہیں ہوں۔ میں افیئر نہیں چلا سکتی نہ ہی کسی ریلیشن شپ کی متحمل ہو سکتی ہوں۔" وہ بڑبڑائی۔ "رجا! یہ لڑکی کون تھی؟ سلجوق جیسا کھڑوس انسان اس سے اتنی نرمی سے کیوں بات کر رہا تھا؟" اب اس کے دماغ میں ہوٹل میں ملی انیس سالہ رجا کا خوبصورت چہرہ ابھرا۔

"ہو سکتا ہے میں ہی تمہارے نرم گرم رویے سے غلط فہمی کا شکار ہو رہی ہوں؟ بھلا تم کیوں مجھ سے۔۔۔" وہ الجھ گئی۔

"مجھے تم سے دور رہنا چاہیے۔ کسی بھی قیمت پر تم کو خود پر حاوی نہیں ہونے دینا۔" وہ اپنے آپ کو سمجھا رہی تھی۔ اسے ہر قیمت پر سلجوق کو اپنے دل میں براجمان ہونے سے روکنا تھا۔

شیلٹر ہوم کیلئے روانہ ہونے سے ایک گھنٹے پہلے اس نے سہیل صاحب کو فون کر کے رجا کو ساتھ لے جانے سے معذرت کرنا چاہی تھی۔ صبح کا وقت تھا۔ انہوں نے اسے رجا کی ایکسائٹمنٹ اور تیاریوں کا اس سے ذکر کر کے اسے رجا کا نمبر دیا کہ وہ خود اسے مناسب الفاظ میں منع کر دے۔ وہ اپنی بیٹی کا دل نہیں توڑ سکتے۔ سلجوق نے رجا کو فون کیا۔

"ہیلو!"

"مس رجا میں۔۔۔"

"آپ سلجوق ہیں۔" وہ تیزی سے اسے پہچانتے ہوئے اس کی بات کاٹتے ہوئے بولی۔
 "یس مس رجا! آپ کو انفارم کرنا تھا کہ میں آج آپ کو اپنے ساتھ شیلٹر ہوم نہیں لے جاسکتا۔" اس نے بات کی۔

"مگر کیوں؟ میں تو ریڈی ہوں۔ آپ کو پتہ ہے مجھ سے صبح اٹھا نہیں جاتا لیکن آپ کے ساتھ لانگ ڈرائیو پر جانے کی خوشی میں میں رات بھر سوئی ہی نہیں اور اب آپ عین وقت پر منع کر رہے ہیں۔ یہ فیئر نہیں ہے۔" وہ روٹھے ہوئے لہجے میں بولی۔

"آپ کو شیلٹر ہوم جانا تھا یا لانگ ڈرائیو؟" سلجوق نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"مجھے تو بس آپ کے ساتھ جانا تھا، سچ بتائیں کیا آپ واقعی نہیں جارہے؟" وہ تیزی سے بولی۔

"ویل مس رجا! میں ادھر کام سے جا رہا ہوں۔ پورا دن بہت مصروف گزرے گا اور آپ بور ہوں گی، ادھر آپ کیلئے کوئی ایکٹیوٹی نہیں ہے۔" اس نے سمجھایا۔

"ٹھیک ہے پھر آپ وعدہ کریں وہاں سے واپس آکر آپ مجھے آئس کریم کھلانے لے جائیں گے۔ ورنہ مجھے بھی ساتھ لے کر چلیں۔ میرے بور ہونے کی فکر مت کریں۔ آپ کا ساتھ میرے لیے اہم ہے۔" رجانے نزاکت سے کہا۔

"اوکے مس رجا! آج تو نہیں پر کل شام آپ کو آئس کریم کھلانے لے جاؤں گا، بائے۔" اس نے جان چھڑاتے ہوئے بات ختم کر کے اس کی سنے بغیر فون رکھ دیا۔

اور اب اسے اپنی کمٹمنٹ پوری کرنی تھی۔ رجا کو آئس کریم کھلانے کی، جو وہ کئی بار اسے یاد کروا چکی تھی۔ وہ کچھ سوچتے ہوئے اٹھا اور ردا کے کمرے میں دستک دے کر داخل ہوا۔

"اسلام علیکم بھائی!" وہ اسے دیکھ کر ہاتھ میں پکڑی کتاب بند کر کے کھڑی ہوئی۔

"کیا ہو رہا ہے؟" اس نے بیڈ پر بکھری کتابیں دیکھ کر پوچھا۔

"کچھ نہیں بھائی بس کورس کی بکس چیک کر رہی تھی۔ آپ بتائیں کوئی کام تھا؟" ردا نے پوچھا۔

"باہر جا رہا تھا۔ سوچا تمہیں بھی لے چلوں۔ ہر وقت شکایت کرتی رہتی ہو۔" سلجوق نے وضاحت دی۔

"سچی ہم باہر جا رہے ہیں؟" وہ پر جوش ہوئی۔

"ہاں ایک فرینڈ کو آئس کریم کھلانے لے جا رہا ہوں۔ تم بھی چلو کمپنی رہے گی۔" سلجوق نے اس کی خوشی دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"بھائی آپ کے فرینڈ کے ساتھ؟" وہ حیران ہوئی کہ ان کی فیملی میں لڑکیوں کو الگ رکھا جاتا تھا۔

"رجانام ہے اس زبردستی کی فرینڈ کا، اب پندرہ منٹ میں تیار ہو کر نیچے آؤ۔" وہ اسے حکم دیتے ہوئے باہر چلا گیا۔

ردا جلدی سے دروازہ بند کر کے اپنے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھی۔ کھانے پینے کی وہ ویسے ہی بہت شوقین تھی۔ دس منٹ میں وہ نفیس سا قمیض شلوار پہن کر اپنا دوپٹہ اوڑھتے ہوئے مسز شہلا خانزادہ کے کمرے میں داخل ہوئی۔

"مما میں بھائی کے ساتھ باہر جا رہی ہوں۔" اس نے اطلاع دی۔

شہلا خانزادہ نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ شام کے چار بجنے والے تھے۔ پھر اپنی صاحبزادی کو دیکھا۔

"سلجوق یازوہان؟ کس کے ساتھ اور کدھر جا رہی ہو؟" انہوں نے سوال کیا۔

"سلجوق بھائی کے ساتھ آئس کریم کھانے جا رہی ہوں۔" وہ خوشی سے دکتے چہرے کے ساتھ بولی۔

"حد ہے لڑکی! کل اس کی فلائٹ ہے اور بجائے بھائی کی پیکنگ میں مدد کرنے کے تم اسے لے کر باہر جا رہی ہو۔" انہوں نے اسے ڈانٹا۔ وہ اس کے چٹخاروں سے اچھی طرح واقف تھیں۔ ابھی بھی انہیں لگا کہ شاید وہ ضد کر کے سلجوق کو باہر لے جا رہی ہے۔

"مما میں نہیں لے جا رہی۔ مجھے تو بھائی نے انوائٹ کیا ہے۔ وہ اپنی فرینڈز جا کو آئس کریم کھلانے لے جا رہے ہیں اور مجھے ساتھ چلنے کا کہا ہے۔" ردانے اپنی صفائی دی۔

"سلجوق کسی لڑکی کو آئس کریم کھلانے لے جا رہا ہے؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ تو ان خرافات سے دور بھاگتا ہے۔" وہ حیران ہوئیں۔

"میں بھی حیران ہوئی تھی۔ پر سوچا چل کر بھائی کی اس دوست رجا کو بھی دیکھ لوں گی آئس کریم کے ساتھ ساتھ۔" ردانے کہا۔

"رجا! یہ کہیں وہ اپنے سہیل صاحب کی بیٹی تو نہیں؟" شہلا خانزادہ نے پوچھا۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"ٹھیک ہے تم جاؤ اوررجا سے تو تم کئی بار ملی ہوئی ہو۔ اگر یہ وہی ہوئی تو اچھی بات ہے۔ بابا سائیں بھی خوش ہوں گے کہ وہ سلجوق کیلئے اسے فائنل کر چکے ہیں۔" انہوں نے اجازت دی۔
"بٹ ممّا! سلجوق بھائی کے ساتھ تو تانیہ جی سوٹ کرتی ہیں۔ آپ تو ادھر رشتہ کروار ہی تھیں۔ اب یہ رجانچ میں کیسے آگئی؟" رد اا الجھی۔
"یہ تم بچوں کی سمجھ میں آنے والی باتیں نہیں ہیں۔ تم جاؤ سلجوق ویٹ کر رہا ہو گا۔" انہوں نے رد ا کو چلتا کیا۔
اب وہ اسے کیا بتاتیں کہ تانیہ نے انکار کھلوا دیا تھا۔

سفید ٹخنوں سے اونچی کیپری پینٹ اور پنک ٹاپ میں اپنے شہد رنگ بالوں کو کرلزلگا کر سیٹ کرنے کے بعد خود پر پرفیوم چھڑک کر وہ باہر نکلی۔ ملازمہ اسے سلجوق کے آنے کی اطلاع دے چکی تھی۔
"کریمین!" لاؤنج خالی دیکھ کر اس نے ملازمہ کو آواز لگائی۔
"جی بی بی جی!" وہ تیزی سے دوڑتی ہوئی آئی۔
"میرے مہمان کدھر ہیں؟"
"بی بی جی وہ صاحب تو باہر گاڑی میں بیٹھے ہیں۔ انہوں نے اندر آنے سے منع کر دیا تھا۔" کریمین نے جلدی سے کہا۔
"پہلے بتانا تھا۔" وہ کریمین کو گھورتی ہوئی تیزی سے باہر نکلی۔

سامنے ہی جدید ماڈل کی بلیک مر سڈیز کھڑی ہوئی تھی۔ اسے پاس آتے دیکھ کر ایک باوردی ڈرائیور نے اتر کر اسے سلام کیا اور پیچھے کا دروازہ کھولا۔

"ہیلو! سوری آپ کو ویٹ کرنا پڑا۔" وہ تیزی سے بولتی ہوئی اندر بیٹھی تو ردا کو دیکھ کر چونک گئی۔ سلجوق فرنٹ سیٹ پر تھا اور ردا پیچھے بیٹھی ہوئی تھی۔

"کوئی بات نہیں۔ اب جلدی کرو یا ردا دیر ہو رہی ہے۔" ردا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

رجا خاموشی سے سلجوق کی پشت کو دیکھتے ہوئے سیٹ بیلٹ باندھ کر بیٹھ گئی۔ کچھ ہی دیر بعد وہ کلفٹن کے ایک مشہور آئس کریم پارلر کے فیملی کین میں موجود تھے۔

"مس رجا آپ کیا لیں گی؟" ویٹر کو ردا کی پسند کا فلیور آرڈر کر کے سلجوق نے رجا کو مخاطب کیا۔

"کچھ بھی منگوا دیں۔" وہ سنجیدگی سے بولی۔ اسے اس طرح ردا کے ساتھ آنا اچھا نہیں لگا تھا۔

"ویل لیڈیز! آپ اپنی اپنی آئس کریم انجوائے کریں۔ میں آدھے گھنٹے میں آپ کو پک کرتا ہوں۔" سلجوق نے سنجیدگی سے کہا اور اٹھ گیا۔

"سلجوق یہ آپ نے اچھا نہیں کیا۔" رجا نے شکوہ کیا۔

"مس رجا آپ نے کہا آپ کو آئس کریم کھانی ہے۔ میں نے ریج کر دی۔ اس سے زیادہ کی آپ کو مجھ سے توقع نہیں کرنی چاہیے۔" وہ اپنے ازلی اکھڑ انداز میں بولا۔

"میں نے آپ کے ساتھ کھانے کی فرمائش کی تھی۔ یو نو بس میں اور آپ۔" رجا نے تیزی سے کہا۔

"ردا بیٹے آپ ان کو کمپنی دو میں تھوڑی دیر تک آتا ہوں۔" وہ اسے نظر انداز کرتے ہوئے ردا کو ہدایت دیتا ہوا ادھر سے نکل گیا۔

"رجا! تمہارا میرے بھائی کے ساتھ پروگرام سیٹ تھا اور تم نے مجھے بتایا تک نہیں۔" سلجوق کے جاتے ہی ردا نے اسے مخاطب کیا۔ وہ دونوں ایک ہی سرکل سے تھیں۔ ایک دوسرے کو اچھی طرح سے جانتی تھیں۔

"بناتائے ہی تم لٹک کر ساتھ آگئیں۔ اسی لیے تو وہ ہمیں اکیلا چھوڑ گیا۔ ورنہ ہم دونوں اتنا انجوائے کرتے۔"

رجا نے اسے گھورا۔

"ہاں تو میرا بھائی ہے۔ ایسے کیسے میں اسے اکیلا چھوڑ دیتی۔" ردا نے ٹوٹی فروٹی کا چمچہ بھرا۔

"کم از کم کوئی ڈھنگ کا لباس تو پہن کر آنا تھا۔ اف فمیش شلوار سواولڈ فیشن۔" رجا نے اپنی ساری جلن اس پر نکالی۔

"میرے بابا سائیں کہتے ہیں لباس شخصیت کا آئینہ دار ہوتا ہے اور ایک مسلم لڑکی مکمل لباس میں ہی جچتی ہے۔

جو نامحرموں کو دعوتِ نظارہ نہیں دیتی۔" ردا نے اس کے سلیولیس ٹاپ پر چوٹ کی۔

"ہو نہہ! اولڈ فیشن۔" رجا نے منہ بنایا۔

دونوں لڑکیوں کو چھوڑ کر سلجوق نے ڈرائیور کو کچھ کھانے کے پیسے دے کر آدھے گھنٹے تک کیلئے روانہ کیا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر قریب ہی موجود مس سعید کے گھر کی طرف روانہ ہوا۔

گھر کے باہر پہنچ کر اس نے تانیہ کو فون کیا۔

"یس!" تانیہ کی آواز فون کے دوسری طرف گونجی۔

"مس سعید میں باہر ہوں، دروازہ کھولیے۔" اس نے اپنی بات کہتے ہی فون رکھ دیا۔

تانیہ اپنی پکینگ کر کے اب کچن میں اپنے لیے فٹ، فریج فراز اور ہاٹ چاکلیٹ بنا رہی تھی۔ جب اس کا فون بجا۔ فون ریسو کرنے کے بعد ایپرن کے اوپر ہی اچھی طرح سے دوپٹہ پھیلا کر دروازے تک آئی۔ کی ہول سے باہر جھانکا۔ ہلکی نیلی ہاف سیلوٹی شرٹ اور جینز میں سلجوق فون ہاتھ میں لیے کھڑا تھا۔ تانیہ کی نظروں میں ایک لمحے کے لیے ستائش سی اتری۔ پھر اس نے ایک گہرا سانس لیتے ہوئے دروازہ کھولا۔

"جی مسٹر سلجوق! آپ اس وقت بنا بتائے خیریت؟" اس نے سنجیدگی سے سوال کیا۔

"مس سعید! نہ سلام نہ دعا، آپ کے یہاں مہمان نوازی کا کوئی سین نہیں ہوتا کیا؟" سلجوق نے گہری نظروں سے اسے دیکھا۔ ٹراؤزر کے اوپر لمبی قمیص اور ایپرن کے اوپر لمبا سادو پٹہ اوڑھے، اونچی پونی سے نکلتی بالوں کی لٹیں اس کے سرخ و سفید چہرے کو چوم رہی تھیں۔ وہ اسے اس گھریلو حلیہ میں اپنائیت کا احساس دلا رہی تھی۔

"گڈ ایوننگ سر! کہیے کیسے آنا ہوا آپ کا؟" تانیہ نے سنجیدگی سے پروفیشنل انداز میں اپنا سوال دہرایا۔

"مس سعید! یہ آپ کا ٹریول ٹکٹ اور ڈاکو منٹس۔" اس نے جیب سے لفافہ نکالا ہی تھا کہ گھر کے اندر سے تیز جلنے کی بو اور دھواں سا اٹھتا نظر آیا۔

"او گاڈ" تانیہ تیزی سے اسے وہیں دروازے پر چھوڑ کر کچن کی طرف بھاگی۔ وہ فٹ فرازی کرتے ہوئے چولہا بند کیے بغیر ادھر آگئی تھی۔ کچن میں داخل ہوتے ہی اس کے حلق سے چیخ نکلی۔

سلجوق تانیہ کے جانے کے بعد لفافہ واپس جیب میں رکھ کر اس کے گھر کا دروازہ پورا کھلا چھوڑ کر اندر داخل ہوا۔ سامنے ہی اٹالین طرز پر بنا اوپن کچن تھا۔ جہاں سے دھواں نکل رہا تھا۔ ابھی وہ اس سمت بڑھا ہی تھا کہ اسے تانیہ کی چیخ کی سنائی دی۔ وہ تیزی سے کچن میں داخل ہوا۔ سامنے ہی چولہے پر موجود کڑاہی کا تیل آگ پکڑ چکا تھا۔ اور تانیہ بی بی بجائے چولہا بند کرنے کے ایک کونے پر کھڑی چیخیں مارنے کا فریضہ انجام دے رہی

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
تھیں۔ اس نے تاسف سے تانیہ کو دیکھا اور آگے بڑھ کر پہلے چولہا بند کیا۔ پھر اس آگ نکلتی کڑھائی کو احتیاط سے ڈھکن سے بند کر کے اٹھا کر گھر سے باہر لے گیا۔

کڑا ہی کو باہر بجھا کر وہیں پھینک کر وہ واپس اندر آیا۔ جہاں تانیہ دروازے پر ہی اس کا انتظار کر رہی تھی۔
"آپ ٹھیک ہیں؟ آپ کا ہاتھ تو نہیں جلا؟" اس نے فکر مندی سے اس کے ہاتھوں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میں ٹھیک ہوں، آپ بتائیں آپ ٹھیک ہیں؟ اتنا ڈر کیوں گئیں تھی آپ؟ ایسی سچو ایشن میں تو آپ کو اپنے حواس قائم رکھنے چاہیے تھے۔ ناکہ سب چھوڑ چھاڑ کر کھڑا ہو کر چیخنا شروع کر دیا۔ اگر میں نہیں آتا تو آپ نے تو سارا گھر جلا دینا تھا اور اس سب میں اگر آپ کو کچھ ہو جاتا تو۔" وہ ٹھیک ٹھاک اس پر خفا ہو رہا تھا۔
"میں ڈر گئی تھی۔ مجھے آگ سے ڈر لگتا ہے۔" وہ آہستگی سے بولی۔

"آپ کر کیا رہی تھیں؟" سلجوق نے سوال کیا۔
"میں ڈر بنا رہی تھی۔" تانیہ نے وضاحت دی۔

"ڈر اس وقت؟ سلجوق نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ شام کے سواپانچ بج رہے تھے۔ وہ یقیناً صبح سے بھوکی تھی۔ جو اس وقت کچن میں گھسی تھی۔

"مس سعید! آپ ایک سمجھدار لڑکی ہیں۔ مجھے آپ سے اتنی غیر ذمہ داری کی امید نہیں تھی۔" وہ تاسف سے اسے دیکھتے ہوئے فون اٹھا کر ایک کونے پر چلا گیا۔

"آپ کافی دیر سے مجھے لیکچر دیے چلے جا رہے ہیں۔ میں ہر گز بھی غیر ذمہ دار نہیں ہوں۔ ساری غلطی آپ کی ہے۔ آپ بنا بتائے آئے۔ میں پریشان ہو گئی اور چولہا بند کئے بغیر دروازہ کھولنے آ گئی۔ پھر آپ فضول میں

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
بحث کرنے لگے۔ جس کی وجہ سے میرا پورا ڈنر جل گیا اور بچن بھی جلتے جلتے بچا۔ "وہ واپس مڑا تو تانیہ اسے دیکھ کر شروع ہو گئی۔

سلجوق کا دیا غیر ذمہ داری کا طعنہ اسے بہت برا لگا تھا۔
"مس سعید میں ایک بہت اچھی کمپنی چھوڑ کر آپ کے پاس آیا ہوں۔ چائے نہیں پلائیں گی؟" سلجوق نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے تو آپ کو نہیں بلایا اور مسٹر سلجوق خانزادہ صاحب میں ہر کسی کو چائے پلانا فورڈ نہیں کر سکتی۔ آپ پلیز کام کی بات کریں۔" تانیہ نے سنجیدگی سے کہا۔

"گڈ مس سعید! ہر کسی کو چائے پلانا بھی نہیں چاہیے۔ ویل یہ آپ کا ٹکٹ ہے اور کل شام ٹھیک سات بجے آپ کو میرا ڈرائیور پک کر لے گا۔ اب ہم ایئر پورٹ پر ملیں گے۔" اس نے لفافہ نکال کر سامنے میز پر رکھا۔ پھر تانیہ کی سائیڈ سے گزر کر کچن میں داخل ہوا۔ سارا کچن اچھی طرح سے چیک کر کے وہ باہر آیا۔
"آپ کا کچن چولہا سب سیو ہے۔ اب آپ کو کچن میں جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ آرام کریں کل ایک لمبا سفر کرنا ہے۔ مجھے آپ فریش چاہئیں۔" وہ گھڑی میں وقت دیکھتے ہوئے اسے خدا حافظ کہتا ہوا باہر نکل کر اپنی گاڑی میں بیٹھ گیا۔

تانیہ دروازہ بند کرنے آگے آئی تو وہ اس کے گھر کی طرف نظریں جمائے گاڑی میں بیٹھا ہوا تھا۔ تانیہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔ آخر وہ جاکیوں نہیں رہا تھا۔ وہ دروازہ بند کر کے پلٹ کر اندر چلی گئی۔
اب اس کا اپنا دل بھی کچن میں جا کر کچھ پکانے کا نہیں ہو رہا تھا۔ اس نے صبح سے کچھ نہیں کھایا پیا تھا۔ کمزوری الگ محسوس ہو رہی تھی۔ وہ کیبنٹ تک آئی اور بسکٹ کا پیکیٹ نکالا ہی تھا کہ دروازہ بجا۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"کھڑوس دوبارہ آگیا۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے دروازے تک آئی۔ دروازہ کھولا تو ایک مشہور ریسٹورانٹ کا ڈیلیوری

بوائے کھڑا تھا اور سامنے ہی گاڑی میں سلجوق بیٹھا ہوا تھا۔

"میم آپ کا آرڈر۔" اس نے بیگ تانیہ کی سمت بڑھایا۔

"میں نے کوئی آرڈر نہیں کیا۔ آپ غلط پتے پر آگئے ہیں۔" اس نے لینے سے انکار کیا۔

"میم یہ ایڈرس آپ کا ہے؟" اس نے فر فر ایڈرس دہرایا۔

"جی یہ میرا ہے لیکن۔۔۔"

"یہ فوڈ آپ کا ہے۔ شاید آپ کے ہسبینڈ نے آرڈر کیا ہے۔ اس کی پیمینٹ بھی ہو چکی ہے۔" وہ بیگ اس کے سامنے رکھ کر چلا گیا۔

تانیہ نے بیگ اٹھا کر گاڑی میں بیٹھے سلجوق کو گھورا۔ جو ڈیلیوری بوائے کے جاتے ہی گاڑی اسٹارٹ کر کے ریورس کر چکا تھا۔ اس سے پہلے تانیہ اسے آواز دیتی وہ وہاں سے نکل چکا تھا۔

وہ یقیناً اسے ایک اجنبی سے ڈیلیوری رسیو کرنے کیلئے اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔ اسی لیے ابھی تک رکا ہوا تھا۔ وہ خاموشی سے بیگ اٹھا کر دروازہ لاک کر کے گھر کے اندر چلی گئی۔

"میم! سر آپ کا گاڑی میں ویٹ کر رہے ہیں۔" ڈرائیور نے آکر ردا کو مخاطب کیا۔

"چلو رجا! بھائی بلارہے ہیں۔" ردا نے رجا کو اٹھنے کا اشارہ کیا اور خود بھی کھڑی ہو گئی۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"ردا کیا واقعی تمہارے بھائی نے فارن سے پڑھا ہے؟" رجا نے ساتھ چلتے ہوئے سوال کیا۔

"کیوں؟" ردانے پوچھا۔

"دیکھو نا، اسے خوبصورت لڑکیوں سے کیسے پیش آتے ہیں۔ اس کے ذرا بھی مینرز نہیں ہیں۔ مجھے انوائٹ کر کے ایسے ہی کسی ایری غیر کی کے ساتھ بٹھا کر خود غائب ہو گئے۔ مجھے تو اب شک سا ہو رہا ہے کہیں وہ۔۔۔۔" ردانے آنکھ دبا کر طنز کیا۔

"شٹ اپ رجا! میرا بھائی ایسا نہیں ہے۔ اسے لڑکیوں کی عزت کرنی آتی ہے اور ویسے بھی لڑکی کو خود بھی پہلے عزت کروانے والی بننا چاہیے۔ سمپل سارول ہے۔ آپ خود کو ایسا بنائیں کہ سب دل سے خود آپ کی عزت کرنے پہ مجبور ہو جائیں۔" ردانے اس کی طبیعت صاف کی اور باہر نکلی۔

گاڑی سامنے ہی پارک تھی۔ دونوں لڑکیوں کا موڈ حد سے زیادہ خراب تھا۔ جو سلجوق بھانپ چکا تھا۔ خاموشی سے رجا کو اس کے گھر ڈراپ کر کے اس نے شو فر کو چھٹی دے کر ٹیکسی کا کرایہ دیا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر ردا کو آگے آنے کا اشارہ کیا۔

"بھائی اگر آپ نے اس بد تمیز رجا سے شادی کی تو میں آپ سے کبھی بھی نہیں بات کروں گی۔" ردانے بیٹھتے ہی پھولے ہوئے منہ سے کہا۔

"میں کیوں اس سے شادی کروں گا؟ تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے۔" سلجوق نے اسے ڈانٹا۔

"مما کہہ رہی تھی بابا سائیں اس چالا کو ماسی کو آپ کیلئے فائنل کر چکے ہیں۔ آپ کان کھول کر سن لیں۔ مجھے یہ لڑکی نہیں پسند۔ اگر آپ کو شادی کرنی ہی ہے تو تانیہ جی سے کریں۔ جہاں ممانے آپ کی بات چلائی تھی۔" ردانے اسے وارن کیا۔

لیکن سلجوق کے دماغ کی سوئی تو بابا سائیں پر اٹک گئی تھی۔

"ردا مجھے تفصیل سے ایک بات بتاؤ۔" وہ مجیدی سے گاڑی روک کر اس کی طرف منوجہ ہوا۔

تانیہ نے کچن میں موجود راؤنڈ ٹیبل پر ڈیلیوری والا تھیلا رکھ کر پیک فوڈ نکالا۔ چائینیز رائس، چکن شاشلک کے ساتھ ساتھ فیش فرائی، فرنیچ فرائز اور ساتھ میں کولڈ کافی کا کین بھی تھا۔ اس نے تمام چیزیں میز پر رکھیں اور پلیٹ کریمینٹ سے پلیٹ اور فورک نکال کر کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔ اس وقت اسے بہت بھوک لگی ہوئی تھی۔ فضول کی انا کے چکر میں کھانے سے منہ موڑنا مناسب نہیں تھا۔ اس نے پلیٹ میں تھوڑے سے چاول اور فیش ڈالی پھر کچھ سوچ کر اپنا سیل فون اٹھایا۔ کانٹیکٹ میں نمبر سرچ کیا اور میسج ٹائپ کرنے لگی۔

"تھینکس فار آرڈرنگ فوڈ! یہ آپ کا مجھ پر ادھار رہا، جسے وقت آنے پر میں بھی آپ کو کچھ کھلا کر پورا کر دوں گی۔"

شکریہ

مس سعید

اس نے میسج سینڈ کیا اور آرام سے کھانا کھانے میں مصروف ہو گئی۔

خانزادہ ہاؤس پہنچ کر وہ رد اکو اس کے کمرے میں جانے کا اشارہ کر کے لمبے لمبے قدم اٹھاتے ہوئے بابا سائیں کے کمرے کی طرف بڑھا۔ دروازے پر ہلکی سی دستک دیتے ہوئے وہ اندر داخل ہوا۔

سامنے ہی باوقار سے بابا سائیں آرام کر سی پر ہاتھ میں کتاب لیے بیٹھے ہوئے تھے۔ سلجوق کو اندر آتا دیکھ کر انہوں نے عینک اتار کر سائیڈ پر موجود میز پر رکھی اور کتاب بند کر کے سلجوق کو دیکھتے ہوئے اس کے سلام کا

"بابا سائیں! مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔" وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔

"بیٹھو" انہوں نے سامنے پڑے صوفے پر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"کیسے آنا ہوا؟ اس وقت تو تم جم میں ہوتے ہو۔" انہوں نے گھڑی میں وقت دیکھا شام کے سات بج رہے تھے۔

"بابا سائیں! میں کل ٹورنٹو جا رہا ہوں۔ وہاں سے واپس آکر آپ کو شادی کیلئے اپنی پسند بتا دوں گا۔ اس سے پہلے

آپ کسی بھی لڑکی کو میرے لئے فائنل نہیں کریں گے۔" وہ سیدھا اپنی بات پر آیا۔

"سلجوق! تمہاری اب شادی کی عمر ہو چکی ہے اور میں جیتے جی تمہاری شادی ہوتے دیکھنا چاہتا ہوں۔ کئی سالوں

سے تم اس کو مسلسل ٹال رہے ہو۔ اب بس بہت ہو گیا۔ مجھے اگلے ماہ تمہاری شادی ہر صورت کرنی ہے۔ چاہے

تم راضی ہو یا نہ ہو۔" وہ خفگی سے بولے۔

"بابا سائیں! میں اتنی جلدی خود کو پابند نہیں کرنا چاہتا۔ میرے نزدیک شادی ایک بار ہی ہوتی ہے۔ یہ زندگی

بھر کا سودا ہے۔ جو ٹھوک بجا کر کرنا چاہیے۔" سلجوق نے سنجیدگی سے کہا۔

"سلجوق بیٹا! کبھی کبھی ہمیں اپنے دل کی سنی چاہیے۔ ہر وقت دماغ سے سوچنا ٹھیک نہیں ہوتا۔ ویسے بھی رشتے

دل سے بنتے ہیں ٹھوک بجا کر نہیں بنائے جاتے۔" انہوں نے شفقت سے اسے سمجھایا۔

"مجھے کچھ وقت دیجئے آپ۔" سلجوق نے ان کے ہاتھ پکڑ کر بوسہ لیا۔

"اچھا یہ بتاؤ تمہیں رجا کیسی لگی؟" انہوں نے مسکرا کر پوچھا۔

"کون رجا؟" سلجوق نے سوال کیا۔

"بیٹا ہم تمہارے باپ کے بھی باپ ہیں۔ سیدھی طرح بتاؤ جس لڑکی کو آج باہر لے کر گئے تھے، وہ کیسی لگی؟"

انہوں نے اسے گھورا۔

"آپ کو کس نے بتایا کہ میں کسی لڑکی کو باہر لے کر گیا تھا؟" سلجوق نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"سہیل عباس کا فون آیا تھا کہ تم اس کی بیٹی رجا کو لے کر باہر جا رہے ہو۔ وہ خوش تھا کہ اس طرح تم دونوں کو ایک دوسرے کو سمجھنے کا موقع ملے گا۔ اس نے تو رشتے کی بات بھی کی ہے۔ ظاہر ہے ہمارے پوتے سے کون رشتہ نہیں جوڑنا چاہے گا۔" بابا سائیں خوشدلی سے بولے۔

"بابا سائیں! میں رجا میں دلچسپی نہیں رکھتا۔"

"دلچسپی نہیں رکھتے؟ تو سائیں اسے اس کے باپ کے گھر سے لے کر باہر کیوں گئے؟" بابا سائیں نے اسے گھورا۔
 "وہ لڑکی خود ہی میرے پیچھے پڑی ہوئی تھی۔" سلجوق نے انہیں شروع سے تفصیل سے ساری بات بتائی۔
 "ہم" سنجیدگی سے انہوں نے سلجوق کی ساری باتیں سنیں۔

"بابا ہم عورت کی عزت رکھنے والے لوگ ہیں۔ تمہیں اس بچی تانیہ کو اس طرح پریشان نہیں کرنا چاہیے تھا۔ ہمیں یہ بات بالکل پسند نہیں آئی۔" بابا سائیں نے اسے سخت نظروں سے گھورا۔
 "آپ اس تانیہ کی حمایت کر رہے ہیں؟ جس نے مجھے سلجوق خانزادہ کو بلا وجہ ٹھکرایا؟ اس کی حمایت؟ مجھے آپ سے یہ امید نہیں تھی بابا سائیں۔" سلجوق نے شکایتی لہجہ میں کہا۔
 "سلجوق خانزادہ! ہمیں بھی آپ سے یہ امید نہیں تھی اور آپ مانویانہ مانو، محبت آپ کے دل میں پنچے گاڑ چکی ہے۔" انہوں نے اسے سرزنش کرتے ہوئے کہا۔

"تو انکار کس کافر کو ہے؟ بس آپ کی ہونے والی بہو ہی سیدھی پسلی کی نہیں ہے۔" سلجوق ہلکا پھلکا ہوا۔
 "ہاں تو تمہاری پسلی اتنی سیدھی ہو بھی کیسے سکتی ہے؟ بہر حال ہم تمہیں پورا ایک ماہ دیتے ہیں۔ آج سے ٹھیک ایک ماہ دس دن بروز ہفتہ کو ہم شہر کے سارے معززین کو بلا وادے کر تمہارا شاندار ریسپشن پلس نکاح کی تقریب کا اعلان کر رہے ہیں۔ اگر تانیہ بیٹی مان گئی تو ٹھیک ورنہ اسی تقریب میں تمہارا نکاح رجا سے ہو گا۔" بابا

"لیکن بابا سائیں!" سلجوق پریشان ہوا۔

"لیکن ویکن کچھ نہیں مرد بنو اور یہ چیلنج قبول کرو۔ بولو ہے ہمت؟" انہوں نے چیلنج دے کر ہاتھ بڑھایا۔
سلجوق نے ایک نظر ان کی چیلنج دیتی نگاہوں کو دیکھا اور پھر آگے بڑھ کر ان کا پھیلا ہوا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا۔

"منظور ہے۔" سلجوق نے سنجیدگی سے چیلنج قبول کیا۔

بلیک جینز پر سفید فل سیلو گھٹنوں کو چھوتا کرتا پہنے، گلے میں اسکارف اور پیروں میں ہلکی سی ہیل والے بند جوتے پہنے وہ تیار تھی۔ بالوں کی حسب معمول اونچی پونی بنائی ہوئی تھی۔ اس نے پورے گھر کی ایک ایک کھڑکی دروازہ لاک کر کے دوبارہ چیک کیا اور اپنا سوٹ کیس اور ہینڈ کیری اٹھا کر گھر سے باہر نکلی۔ کندھے کی سائیڈ پر ایک بلیک پرس لٹک رہا تھا۔ جس میں اس کا پاسپورٹ اور تمام ٹریول ڈاکو منٹس موجود تھے۔

ڈرائیور نے اسے دیکھتے ہی ادب سے سلام کر کے گاڑی کا دروازہ کھولا اور اس کا سامان اٹھا کر پیچھے ڈگنی میں رکھا۔

گاڑی میں بیٹھنے کے بعد وہ فون پر اپنے ہوٹل مینجر اور پھر سائرہ سے بات چیت میں مصروف ہو گئی۔ ساری ہدایات دینے کے بعد اس نے فون رکھا۔ گاڑی کراچی ایرپورٹ میں داخل ہو چکی تھی۔ ڈرائیور نے انٹرنیشنل ٹرمینل پر گاڑی روکی اور اس کا سامان گاڑی سے نکال کر سلجوق کو فون پر اس کے پہنچنے کی اطلاع دی۔

تانیہ آرام سے اپنے سوٹ کیس کو ہینڈل سے اٹھاتے ہوئے اندر بڑھی۔ ٹکٹ دکھا کر سیکیورٹی کی لائن میں کھڑی ہوئی۔ اپنا سامان اسکین کروا کر وہ اندر داخل ہوئی۔ جب ایک سیکیورٹی آفیسر اس گڑیا جیسی لڑکی کو اکیلا دیکھ کر اس کے پاس آیا۔

"مس آپ کا پاسپورٹ؟ چیک کروائیں۔" اس نے تانیہ کے چہرے پر گرفت کی۔

"کیوں؟" تانیہ نے ابرو اچکا کر سوال کیا۔

"نارمل سیکیورٹی پروسیجر ہے۔ آپ میرے ساتھ کیمین میں چلیں۔ آپ کی اسکریننگ ہوگی۔" اس نے تانیہ کو اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا۔

"مسٹر آفیسر! پہلی بات چیکنگ آنے والوں کی ہوتی ہے۔ جانے والوں کی نہیں اور بالفرض اگر میری چیکنگ ہونی بھی ہے تو وہ پاسپورٹ کنٹرول والوں کو کرنی چاہیے۔ تم جیسے گارڈز کو نہیں۔" تانیہ نے اس کی طبیعت صاف کی۔

"مس آپ!"

"ہر اکیلی لڑکی ترنوالہ نہیں ہوتی۔ اب تم دیکھو میں ابھی تمہاری کمپلین کرتی ہوں ہائی اتھارٹیز کو۔" تانیہ نے ٹھنڈے لہجے میں کہتے ہوئے اپنا فون نکالا۔

سیکیورٹی گارڈ نے تانیہ کو گھورتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ پکڑنا چاہا۔

بلیک پیٹ پر سفید شرٹ کی آستینیں کہنیوں تک موڑے، مضبوط مردانہ کلائی میں راڈو کی گھڑی پہنے، بلیک کوٹ کو دائیں شانے پر لٹکائے، وجیہہ چہرے پر ہلکی سی شیو کے ساتھ اپنے مغرور لیے دیے انداز کے باعث وہ سب کی توجہ کا مرکز بنا ہوا تھا۔ جب اس کی نظریں سامنے سے اندر آتی تانیہ پر پڑیں۔ ایک لمحے کو اس کی نظروں میں ستائش سی اتری۔

وہ سفید کرتے، بلیک پیٹ پر لمبا دوپٹہ نما اسٹائلش سا بلیک اسکارف گلے میں ڈالے بڑے کانفیڈنس سے اندر داخل ہو کر اپنا سامان اسکین کر وار ہی تھی۔ اس کے لمبے سلکی بال پونی میں مقید ہلکورے لیتے ہوئے اس کی نازک شفاف گردن کو نمایاں کر رہے تھے۔ پلاسٹک کی وہ گڑیا بہت ہی پرکشش لگ رہی تھی۔ وہ اطمینان سے اسے دیکھ رہا تھا۔ جب ایک سیکیورٹی گارڈ کو اس کے پاس جاتے دیکھا۔ اپنا سامان وہیں چھوڑ کر وہ لمبے لمبے قدم اٹھاتے ہوئے تانیہ کی پشت کی طرف آکر کھڑا ہوا اور اس گارڈ کا ہاتھ تانیہ کو چھونے سے پہلے ہی اس کی مضبوط گرفت میں قید ہو چکا تھا۔

"بیک آف! یہ کیا بد تمیزی ہے؟ لیڈیز کو تم لوگ اس طرح ٹریٹ کرتے ہو؟" سلجوق نے ایک جھٹکے سے اسے پیچھے کیا۔

سلجوق کی آواز بلند آواز سن کر اسٹیشن مینیجر ان کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"مس سعید پلزشٹ اپ!" اس نے تانیہ کو گھورتے ہوئے اپنی توجہ اسٹیشن مینجر کی طرف کی۔ جو اس سے
معذرت کر رہا تھا۔

اسٹیشن مینجر سے فارغ ہو کر اس نے تانیہ کو ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔
"مسز سلجوق ویری سوری۔" اسٹیشن مینجر نے جاتے جاتے سلجوق کے ساتھ کھڑی تانیہ سے بھی معذرت کی۔
"واٹ رلش۔" تانیہ کا مسز سلجوق کا لقب سن کر خون کھول گیا۔
"اٹس اوکے! کسی کے کہنے سے کوئی رشتہ نہیں بن جاتا۔ آپ چلیں دیر ہو رہی ہے۔" اس نے سنجیدگی سے تانیہ
کا سوٹ کیس اپنی دسترس میں کیا اور آگے بڑھ گیا۔

بورڈنگ کروا کر وہ دونوں پلین کے اندر داخل ہوئے۔ کینیڈا جانے والی یہ فلائٹ فل تھی، ایر ہو سٹس کی نگرانی
میں وہ بزنس کلاس کے اندر تانیہ کے ہمراہ اپنی نشست تک آیا۔ یہ تین سیٹر سیٹس تھیں ان دونوں کی سیٹ
ونڈو اور اس کے برابر والی تھیں۔ تانیہ نے اپنے ہاتھ میں پکڑا بورڈنگ کارڈ چیک کیا۔ اس کی نشست درمیان
والی تھی۔ تیسری نشست پر ایک ادھیڑ عمر بیورو کریٹ بیٹھا ہوا تھا۔ جس نے مسکرا کر کھڑے ہوتے ہوئے
تانیہ کو راستہ دیا۔ تانیہ نے آرام سے اپنا سامان اوپر ہڈ میں رکھا۔

"مس سعید! اپ وونڈو سیٹ پر بیٹھ جائیں۔" سلجوق نے سنجیدگی سے کہا۔
"کیوں؟ آپ کی سیٹ میں کیوں لوں؟ میں اپنی سیٹ پر ہی بیٹھنا پسند کروں گی۔" وہ آگے بڑھی ہی تھی کہ
سلجوق نے اس کے بازو پر گرفت کر کے اسے پیچھے گھسیٹا۔

"آپ ایک انجان غیر آدمی کے ساتھ بیٹھیں گی؟" وہ دھیمے لہجے میں غرایا۔
"آپ بھی تو انجان اور غیر ہیں تو کیا فرق پڑتا ہے۔" وہ نرمی سے اپنا بازو چھڑاتے ہوئے سیٹ پر بیٹھ گئی۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"سر پلینز! سیٹ پر بیٹھ جائیں ٹیک آف ہو رہا ہے۔" ایر ہو سٹس نے قریب آ کر ریکیو سیٹ کی۔

"Do Not Disturb".

کابٹن دبا کر جیب سے رومال نکال کر چہرے پر ڈھکا اور آرام سے آنکھیں بند کر لیں۔
پلین ٹیک آف ہو چکا تھا۔ چار گھنٹے سے تانیہ میگزین دیکھ دیکھ کر اکتا چکی تھی۔ پورے پلین میں لائٹیں بند تھیں اور سناٹا چھایا ہوا تھا۔ اس نے تنگ آ کر میگزین بند کیا اور خود بھی آنکھیں بند کر کے سیٹ سے ٹیک لگا لیا۔
کچھ ہی دیر میں اسے اپنے کندھے پر سانسوں کی تپش سی محسوس ہوئی۔ وہ چونک کر سیدھی ہوئی اس کے برابر
میں بیٹھا آدمی جان کر آنکھیں بند کیے اس کی طرف لڑھک رہا تھا۔
تانیہ نے ایک جھٹکے سے اسے پیچھے کیا۔

"مسٹر! آپ اپنی سیٹ تک محدود رہیں۔" وہ پھنکاری۔

وقفہ وقفہ سے وہ آدمی بار بار تانیہ کے کندھے پر سر رکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ تنگ آ کر تانیہ نے سلجوق کی
طرف دیکھا۔ جو آرام سے سیٹ پیچھے کیے چہرے کو رومال سے ڈھکے ہوئے شاید سو رہا تھا۔
وقت پڑنے پر گدھے کو باپ بنانے والا محاورہ اس وقت تانیہ کو شدت سے یاد آ رہا تھا۔ اٹھارہ گھنٹے کی فلائٹ
تھی۔ وہ سارا وقت اس بے رنگین مزاج بڈھے کو ہر گز برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

"مسٹر خانزادہ!" تانیہ نے ہلکے سے سلجوق کو آواز دی۔

"مسٹر سلجوق خانزادہ! بات سنیں!" اُسے ٹس سے مس نہ ہوتے دیکھ کر اس نے دانت پیستے ہوئے اسے دوبارہ
مخاطب کیا۔

"کوئی کام ہے تو مجھے بتاؤ سوئیٹ ہارٹ میں کر دیتا ہوں۔ اُس بیچارے کو کیوں جگا رہی ہو؟ میں ہوں نا۔" برابر میں بیٹھے بوڑھے شخص نے تانیہ کی آواز سن کر فوراً اُس کی جانب جھکتے ہوئے دانت نکوستے ہوئے پیار سے آفر کی۔ وہ ان پیچ لوگوں میں سے تھا جو اپنی عمر رسیدگی کی آڑ میں اپنے مذموم مقاصد پورے کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

"دور ہٹو ورنہ۔۔۔" تانیہ نے ضبط سے مٹھی بھینچ کر اس بوڑھے شخص کو خبردار کیا۔
 "ایک تو تم لڑکیاں بھی ناجب تک ہم گبھرو جوانوں کو سو نخرے نہ دکھالیں مانتی ہی نہیں۔" وہ آدمی تاسف سے بولا۔

"سلجوق!" تانیہ نے تنگ آ کر سلجوق کے بازو پر ہاتھ رکھ کر اسے ہلایا۔

"یس مس سعید!" سلجوق نے رومال چہرے پر سے ہٹائے بغیر سوال کیا۔
 "آپ پلیز سیٹ چنچ کر لیں۔" وہ آہستگی سے بولی۔

سلجوق نے چہرے پر سے رومال ہٹا کر نیم اندھیرے میں خود کو تکتی تانیہ کو دیکھا۔

"کیوں؟ آپ کو تو اپنی سیٹ پر بیٹھنا پسند ہے تو اب یہ تبدیلی کیوں؟" اس نے سوال کیا۔

"میرا دماغ خراب ہو گیا تھا جو اس بد تمیز انسان سے مدد مانگی۔" تانیہ بڑبڑاتے ہوئے پیچھے ہوئی اور اس رنگین مزاج بوڑھے کو آنکھیں بند کیے دیکھ کر تھوڑا سمٹ کر چوکنا انداز میں بیٹھ گئی۔ کچھ دیر بعد جو نہی اسے بوڑھے شخص کے سونے کا یقین ہوا اسکی آنکھیں بند ہوتی چلی گئیں۔

تانیہ کے سونے کے تھوڑی ہی دیر بعد اس بوڑھے شخص کا سر پھر ڈھلک کر تانیہ کے شانے کی جانب آیا ہی تھا کہ بجلی کی تیزی سے سلجوق نے اپنا ہاتھ بڑھا کر تانیہ کو اپنے حصار میں لیتے ہوئے اس شخص کا چہرہ اپنی مٹھی میں

"آہ!" ایک زوردار آواز اس بوڑھے کے منہ سے نکلی۔

تانیہ بھی چونک کر سیدھی ہونے ہی لگی تھی کہ سلجوق نے اسے گھورا اور ایک جھٹکے سے اس آدمی کو دھکا دیتے ہوئے پیچھے دھکیل دیا۔

"اے مسٹر! کیا بد تمیزی ہے؟" وہ اپنا جبرٹ اسہلاتے ہوئے بولا۔

"اب اگر ان محترمہ کو تنگ کیا تو یہ جبرٹ انکال کر تمہارے ہاتھ پر رکھ دوں گا۔" سلجوق نے سرد لہجے میں وارن کیا۔

"اکیلی لڑکی کو دیکھ کر بڑے ہیر و بن رہے ہو، باپ ہو کیا اس کے؟" وہ آدمی طنزیہ انداز میں بولا۔

"اس کا تو نہیں مگر اس کے ہونے والے بچوں کا باپ ضرور ہوں، کوئی اعتراض؟" سلجوق نے سنجیدگی سے پوچھا۔

سلجوق کی بات سن کر تانیہ کے حلق میں پھندا سا لگ گیا۔ اس نے ذرا سی مدد کیا مانگ لی یہ تو سر پر چڑھ رہا تھا۔ "لگتا ہے تم دونوں میاں بیوی کا جھگڑا ہوا تھا۔ جو اس طرح الگ الگ منہ کیے بیٹھے ہوئے تھے۔" وہ آدمی کھسیانی ہنسی ہنستے ہوئے بولا۔

"دیکھیں انکل! آپ اپنے کام سے۔۔۔۔۔" تانیہ نے اس آدمی کو مخاطب کیا ہی تھا کہ وہ شخص اس کے منہ سے انکل سن کر چلانے لگا۔

"انکل؟ میں تمہیں کس اینگل سے انکل نظر آتا ہوں؟ تین، تین شوگر ملز کا مالک ہوں۔ اپنے علاقے کا ایم ایل اے ہوں اور تم مجھے انکل کہہ رہی ہو؟" صدمہ سے بوڑھے کا منہ ہی نہیں بند ہو رہا تھا۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"انکل کو انکل نہیں تو کیا ڈونگی کہوں؟ میں تو کہہ بھی دوں پر گدھے کی بھی کوئی عزت کس ہوتی ہے۔" تانیہ نے تپ کر جواب دیا۔

"میاں اپنی بد زبان بیوی کو لگام دو ورنہ۔۔" وہ آدمی بھنا کر بولا۔
"تانیہ اٹھو!" سلجوق نے کھڑے ہو کر تانیہ کو ہاتھ پکڑ کر اٹھایا اور اسے اپنی سیٹ پر بٹھا کر خود اس کی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

کچھ دیر بعد دوبارہ سناٹا چھا گیا تھا۔ سلجوق نے خراٹے لیتے ہوئے انکل کو دیکھا۔ پھر جھک کر سیٹ کے نیچے سے کمبل نکال کر برابر میں بیٹھی تانیہ کے اوپر کھول کر ڈال دیا۔

تانیہ نے آنکھیں کھول کر خود پر پڑے کمبل کو دیکھنے کے بعد ایک نظر سلجوق پر ڈالی۔ جواب اپنا لپٹا پ کھولے سنجیدگی سے کام کر رہا تھا اور آنکھیں موند کر سیٹ کی پشت سے ٹیک لگالی۔

وہ پوری توجہ کے ساتھ اپنی ای میلز چیک کر کے جوابات دے رہا تھا تبھی اس کے شانے سے خوشبوؤں میں بسا تانیہ کا سر ٹکرایا۔ اس نے چونک کر اسے دیکھا تو نظر ٹھہر سی گئی۔ سرخ و سفید چہرے پر گھنیری پلکیں، نیند میں بھی اس کے ماتھے کی تیوریاں چڑھی ہوئی تھیں۔ ایک لمحے کو اس کا دل کیا کہ اس کی پلکوں کو چھو کر دیکھے۔ اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا مگر اس کے چہرے کے نزدیک لا کر روک دیا۔ یہ مناسب نہیں تھا۔

اس نے اپنا ہاتھ پیچھے کرتے ہوئے نیند میں گم اس حسین بلا کو دیکھا جو سوئی ہوئی کسی خوبصورت کتاب کا دلکش سرورق لگ رہی تھی۔ اس کا دل چاہا کہ اسے اپنی پناہوں میں لے کر ورق ورق پڑھنا شروع کر دے لیکن۔۔۔ وہ دل کو سرزنش کرتے ہوئے اپنا لپٹا پ بند کر کے خود بھی سیدھا ہو کر آنکھیں موند گیا۔

دو گھنٹے بعد جہاز ٹورنٹو پیئرسن کے بین الاقوامی ہوائی اڈے پر اترنے والا تھا۔ پورے جہاز میں اس وقت زندگی کا احساس دوڑ رہا تھا، فضائی میزبان سب مسافروں کو ناشتہ پیش کر رہی تھیں۔ چائے کافی کی مہک، برتن ٹکرا نے کی آوازیں ماحول کا حصہ تھیں۔ تانیہ مُندی مُندی آنکھیں کھول کر غائب دماغی سے تھوڑی دیر بیٹھی رہی۔ تاہم جیسے ہی اسے سلجوق کی موجودگی کا احساس ہوا، وہ ایک دم چونکی اور شرمندگی سے اپنا سر اُس کے مضبوط چوڑے شانے سے اٹھالیا۔

اخبار پڑھتے ہوئے سلجوق نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

"گڈ مارننگ!"

"گڈ مارننگ!" وہ دھیمی آواز میں بولی۔

"لینڈنگ میں زیادہ وقت نہیں ہے، آپ فریش ہو جائیں۔ میں بریک فاسٹ منگواتا ہوں۔" سلجوق نے سنجیدگی سے کہتے ہوئے کھڑے ہو کر اس کیلئے واش روم جانے کیلئے راستہ بنایا۔

امیگریشن، کسٹم سے فراغت کے بعد وہ تانیہ کو لے کر ہوائی اڈے سے باہر نکلا تو تین بجتے ہوئے ان دونوں کا استقبال کیا۔ سلجوق نے فون نکال کر اپنے لیے ریجن گاڑی کے ڈرائیور کو کال کی، پھر تانیہ کو ہاتھ مسلتے ہوئے دیکھ کر پاس آیا۔

"مس تانیہ! آپ کو سردی لگ رہی ہے؟" اس نے متفکر انداز میں سوال کیا۔

"نہیں، میں ٹھیک ہوں۔" تانیہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"آپ چاہیں تو میں اپنا کوٹ آپ کو دے سکتا ہوں۔" سلجوق نے سنجیدگی سے کہا۔

"شکریہ، اس کی ضرورت نہیں ہے۔" تانیہ نے شائستگی سے انکار کر دیا۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"جیسے آپ کی مرضی۔" سلجوق نے کندھے اچکا کر جواب دیا اور سائیڈ ریٹنگ سے لگ کر ڈرائیور کا انتظار کرنے لگا۔

ڈرائیور کے آتے ہی سلجوق نے تانیہ کو گاڑی کے اندر بیٹھنے کو کہا اور خود ڈرائیور کے ساتھ اپنا اور تانیہ کا سامان ڈکی میں رکھوا کر اندر بیٹھا۔

گاڑی سلجوق کے ٹورنٹو آفس کے پاس موجود لگژری فلیٹ کی طرف روانہ ہو گئی تھی۔ ڈرائیور بڑے پُر جوش انداز میں سلجوق سے باتیں کر رہا تھا اور تانیہ خاموشی سے گاڑی کی کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔ یہ لیک شور کا مشہور علاقہ تھا۔ سڑک کے ایک طرف سمندر سے بھی گہری لیک اونٹاریو اور دوسری طرف بلند و بالا عمارات تھیں۔ لمبی، چوڑی، صاف اور خوبصورت سڑک پر گاڑی دوڑتی چلی جا رہی تھی۔ ایک گھنٹے کے سفر کے بعد گاڑی ایک خوبصورت پرائیویٹ علاقے میں داخل ہوئی۔ سامنے ایک بلند و بالا عمارت تھی۔ جس کی سب سے اوپر والی منزل پر سلجوق کا پینٹ ہاؤس تھا۔

"مس سعید! آئیے گھر آ گیا ہے۔" سلجوق نے گاڑی سے اترتے ہوئے اسے مخاطب کیا۔

"ہم ادھر کیوں آئے ہیں؟" تانیہ نے سوال کیا۔

"اس سوال کا کیا مقصد ہے؟ ظاہر ہے یہ ہماری رہائش ہے۔ اب ایک ماہ کام کرنا ہے تو سڑک پر تو نہیں رہیں گے۔" وہ سخت لہجے میں کہتے ہوئے اپنا اور تانیہ کا سوٹ کیس اٹھا کر لفٹ کی طرف بڑھا۔

شیشے سے بنی کیسپول نما لفٹ کے آتے ہی وہ تانیہ کو اندر آنے کا اشارہ کر کے خود بھی اندر داخل ہوا اور ٹاپ فلور کا بٹن دبا دیا۔

"آپ کسی بھی بات کا سیدھا جواب کیوں نہیں دیتے؟" تانیہ نے اسے گھورا۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"اور آپ کبھی کوئی سیدھا سوال کیوں نہیں پوچھتیں مس سعید؟" وہ لا پرواہی سے کہتے ہوئے لفٹ سے باہر نکل کر سامنے موجود دروازے کے پاس پہنچا اور دروازے کے ایک جانب موجود اطلاعی گھنٹی بجائی۔

تبھی تقریباً تیس سالہ سفید فام بلونڈ بالوں والی دلکش لڑکی دروازہ کھولا۔

"ویلم ہوم سر!" اُس نے مسکرا کر اس کا استقبال کیا۔

"تھینکس لورا!"

"مس سعید یہ لورا ہیں، اس پینٹ ہاؤس کی ہاؤس کیپر۔" وہ تعارف کرواتے ہوئے مڑا۔

"اور مس لورا! یہ مس سعید ہیں، مائی پرسنل سیکرٹری۔"

"ہیلو مس سعید!" لورا نے مسکرا کر تانیہ کو خوش آمدید کہا۔

"سر! کھانا تقریباً ریڈی ہے۔ آپ پہلے فریش ہونا چاہیں گے یا ڈنر سرو کر دوں؟" لورا نے سلجوق کو مخاطب کیا۔

"مس لورا! پہلے مس سعید کو اُن کا کمرہ دکھادیں اور اس کے بعد آپ ڈنر سرو کریں، تب تک میں فریش ہو کر

آتا ہوں۔" وہ لورا کو ہدایت دیتا ہوا اندر بنی راہداری میں مڑ گیا۔

"مس سعید فالومی!" لورا تانیہ کو ساتھ آنے کا اشارہ کر کے اسی راہداری کی طرف بڑھی۔ جس کے دونوں

اطراف کمرے آمنے سامنے کمرے بنے ہوئے تھے۔ وہ چلتی ہوئی ایک کمرے کے دروازہ پر رکی۔ جیب سے

چابی نکال کر دروازہ کھولا۔

"مس سعید آئیے۔" اس نے تانیہ کو اندر بلایا۔

سفید اور آسمانی رنگ کے امتزاج سے سجایہ کمرہ اور اس میں موجود اٹالین اسٹائل کا فرنیچر بہت عالیشان تھا۔ گویا

"مس سعید! آپ فریش ہو کر ہال کمرے میں آجائیں۔ میں کھانا لگوائی ہوں۔" وہ مسکرا کر پلٹی۔

"مس لورا! میں آرام کرنا پسند کروں گی، اس لیے آپ میرے لیے ٹیبل سیٹ مت کیجئے گا۔" تانیہ نے نرمی سے منع کیا اور بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"ٹھیک ہے میں آپ کیلئے کچھ سنیکس اور دودھ کا گلاس لے کر آتی ہوں۔ جب بھی آپ کو بھوک محسوس ہو، کھا لیجئے گا۔" لورا نے فوراً جواب دیا۔

"نہیں پلیز، کچھ بھی نہیں چاہیے۔ میں بس آرام کرنا چاہتی ہوں۔" تانیہ نے اسے روکا۔

"آریو شیور؟ مس سعید میری ڈیوٹی رات نوبے ختم ہو جاتی ہے۔ پھر اگر آپ کو کسی چیز کی ضرورت پڑی تو

سوائے سر کے ادھر کوئی بھی نہیں ہو گا اور سر ڈسٹرب ہونا پسند نہیں کرتے۔" لورا نے سمجھایا۔

"کیا مطلب؟ میں اس فلیٹ میں اکیلی ہوں گی؟" وہ ایکدم سے کھڑی ہو گئی۔

"نہیں مس سعید! آپ اکیلی تو نہیں ہیں، سر بھی سامنے والے کمرے میں ہیں اور صبح دس بجے میں بھی واپس

آجاؤں گی۔" اس نے نرمی سے جواب دیا اور باہر نکل گئی۔

لورا کے جاتے ہی تانیہ نے فوراً دروازہ بند کر کے لاک لگا کر اچھی طرح اسے ہلا جلا کر چیک کیا، پھر اپنا سوٹ

کیس کھول کر آرام دہ لباس نکالنے لگی۔

اس نے سوچ لیا تھا کہ صبح ہوتے ہی وہ لورا کے آنے اور سلجوق کے اٹھنے سے پہلے ہی کسی قریبی ہوٹل میں منتقل

ہو جائے گی۔ اس طرح ایک ہی گھر میں سلجوق کے ساتھ رہنا اسے بالکل نامناسب لگ رہا تھا۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
کئی سال بعد وہ ٹورنٹو آیا تھا اور اب ایک بمبی فلائیٹ کے بعد وہ ڈنر کر کے آرام کرنے کے موڈ میں تھا۔ ٹراؤزر
شرٹ میں اپنے گیلے بالوں کو انگلیوں سے سلجھاتے ہوئے وہ ڈائننگ روم میں آیا۔ جہاں لورا میز لگائے اس کا
انتظار کر رہی تھی۔

"مس سعید کدھر ہیں؟" اس نے کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے ہوئے سوال کیا۔
"سر وہ ڈنر نہیں لیں گی، وہ آرام کر رہی ہیں۔" لورا نے ادب سے جواب دیا۔
"ہممم... " سلجوق سنجیدگی سے کھانے کی طرف متوجہ ہوا۔

سلجوق کے کھانا کھاتے ہی لورا نے پھرتی سے سارے برتن اٹھا کر ڈش واشٹر میں ڈالے اور گرم گرم کافی سے
لبریزمگ لے کر سلجوق کے پاس آئی۔

"سر! آپ کی کریم کافی۔" اس نے مگ بڑھایا۔

"سر آپ کو مزید کسی چیز کی ضرورت تو نہیں؟" لورا نے سوال کیا۔

"نومس لورا! آپ جاسکتی ہیں۔" اس نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے اسے جانے کی اجازت دی۔

اپنا کافی کا مگ اٹھا کر وہ دروازہ لاک کر کے ساری لائنس آف کرتا ہوا اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔ ایک منٹ کو
وہ تانیہ کے بند دروازے کے آگے رکا۔ یہ لڑکی پوری فلائیٹ میں بنا کھائے پیئے سوتی ہوئی آئی تھی اور اب
صرف اپنی خود ساختہ انا کی خاطر بھوکے کمرے میں بند تھی۔ اس نے تاسف سے دروازے کو دیکھا اور پھر آگے
بڑھ کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔

سلجوق کی حسب عادت صبح سویرے آنکھ کھل گئی تھی۔ اس نے بیڈ سے اتر کر کمرے کی کھڑکی سے بلا سنڈز ہٹا کر
باہر کا موسم چیک کیا۔ ہلکی ہلکی برف باری ہو رہی تھی۔ گھڑی میں وقت دیکھا۔ صبح کے چھ بج رہے تھے۔ وہ باہر
جا کر جاگنگ کرنے کا ارادہ ترک کرتے ہوئے اپنا تولیہ اور گاؤن نکال کر کمرے سے باہر نکلا۔ پورے فلیٹ میں
Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk

سناٹا چھایا ہوا تھا۔ سامنے والے تانیہ کے روم کا دروازہ بھی بند تھا۔ وہ چلتا ہوا کچن تک آیا۔ کچن کی سائیڈ پر اوپر کی طرف سیڑھیاں جاتی تھیں۔ جہاں اس پینٹ ہاؤس کا شاندار ساجم اور ان ڈور سوئمنگ پول موجود تھا۔ کافی دیر ایکس سائز کرنے کے بعد اپنے سیل فون میں آدھے گھنٹے کا الارم لگا کر پول کی سائیڈ پر رکھا اور خود وہ پول میں تیراکی کرنے لگا۔

ٹھیک آدھے گھنٹے کا الارم بجتے ہی وہ تیرتا ہوا پول کے کنارے تک آیا۔ باہر نکل کر تولیہ سے بال صاف کر کے تولیہ کندھوں پر پھیلاتے ہوئے اپنا گاؤن پہنا اور سیل فون اٹھاتے ہوئے نیچے کی طرف بڑھا۔

جینز کے اوپر مردانہ شرٹ اور اس پر ہڈ پہنے، پھولے پھولے سرخ و سپید گال، دور سے وہ کوئی نو عمر لابیالی سا لڑکا لگ رہی تھی۔ بس سے اترتے ہی وہ تیزی سے بھاگتے ہوئے ہاسٹل میں داخل ہوئی۔
"ڈیڈی! آپ کو پتہ ہے آپ کی بیٹی نے فرسٹ پوزیشن کے ساتھ آج اپنا سرٹیفکیٹ وصول کیا ہے۔"
شیریڈن کالج ٹورنٹو سے واپسی پر ہاسٹل میں آتے ہی اس نے اپنا ہڈ اتار کر ایک کونے میں ڈالتے ہوئے پاکستان فون کیا۔

"مجھے پتہ تھا کیونکہ میری بیٹی اتنی ذہین ہے۔ ٹاپ تو کرنا ہی تھا۔" سعید صاحب کی خوشی سے بھرپور آواز ابھری۔

"بس ڈیڈ! اب میں نے پہلے آنرز اور اس کے بعد ماسٹرز کرنا ہے۔ آپ ریٹائرمنٹ لے کر آرام کرنا اور میں آپ کے ہوٹل کو ورلڈ کابیٹ ایونٹ ہو سٹ آرگنائز بنائوں گی۔ پھر ہم اپنی کئی برانچز دنیا بھر میں کھولیں گے۔" وہ کھلی آنکھوں سے خواب دیکھ رہی تھی، ہوا میں اڑ رہی تھی۔

"تانیہ گڑیا! آپ کی پھپھو بہت ناراض ہیں۔ آپ نے میٹرک کے بعد دو سال باہر پڑھ لیا کافی ہے۔ اب واپس آجائیں۔" انہوں نے نرمی سے دل پر پتھر رکھ کر اس کے اونچے خوابوں کے محل میں پہلی دراڑ ڈالی۔

"ڈیڈ پلینز! ابھی نہیں۔ پلینز میں تو ابھی یونیورسٹی میں اپلائے کرنے والی ہوں۔" وہ روہانسی ہو کر بولی۔

"گڑیا! میری بچی ضد نہیں کرتے اور میں اپنی بیٹی کا یہاں کی ٹاپ یونیورسٹی میں ایڈمیشن کرواؤں گا۔ بس تم اس ویک اینڈ واپس آرہی ہو۔ میں نے فلائٹ بک کروادی ہے اور دیکھو عمر کو بھی تمہارا اکیلے ادھر رہنا پسند نہیں ہے۔" انہوں نے پیار سے سمجھایا۔

"لیکن ڈیڈ!" وہ روٹھنے لگی۔

"گڑیا کیا آپ چاہتی ہیں کہ آپ کے ڈیڈ، آپ کی پھپھو کے آگے شرمندہ ہوں؟ کہ ان کی بیٹی کہنا نہیں مانتی؟ کیا آپ میرا سر "عمر" کے آگے جھکانا چاہتی ہیں؟" انہوں نے نرمی سے پوچھا۔

"نہیں ڈیڈ، کبھی نہیں۔ آپ ٹکٹ بھجوادیں میں واپس آرہی ہوں۔" وہ آنسو صاف کرتے ہوئے مضبوط لہجے میں بولی۔

اتوار کی شام تھی جب پاکستان کی قومی ایئر لائن کا طیارہ کراچی ایئر پورٹ پر لینڈ ہوا۔ وہ تھکی ہاری اپنا بیگ کاندھوں پر لٹکائے باہر نکلی تو سامنے ہی سعید صاحب چہرے پر شفقت بھری مسکراہٹ لیے اس کا انتظار کر رہے تھے۔

"ڈیڈ!" وہ انہیں دیکھتے ہی زور سے چلائی اور بھاگتے ہوئے آکر ان کے گلے لگ گئی۔ آس پاس کھڑے لوگ بڑی دلچسپی سے اس لڑکا نما کیوٹ سی لڑکی کو مڑ مڑ کر دیکھ رہے تھے۔

"کیا مصیبت ہے تمہیں، کیوں تماشہ لگا رہی ہو؟ گھر چلو وہاں جا کر مل لینا۔" اپنے قریب ہی اسے عمر کی جھنجھلاہٹ بھری آواز سنائی دی۔ وہ تیزی سے ڈیڈ سے الگ ہوئی۔ اس نے ڈیڈ کے ساتھ کھڑے عمر کو تو دیکھا ہی نہیں تھا۔

"عمر بیٹا! میری بیٹی بہت معصوم ہے اور تماشہ تو لگا ہی نہیں سکتی۔ اسے ایسے مت ڈانٹا کرو۔" انہوں نے اپنے غصہ پر قابو پاتے ہوئے عمر کو ٹوکا۔

"کیوں گڑیا! ٹھیک کہہ رہا ہوں نا؟ آپ کبھی بھی میرا اپنا تماشہ تو نہیں بنائیں گی نا؟" انہوں نے پیار سے اس کی نم آنکھوں میں جھانکا۔

"نہیں ڈیڈ! آپ کی تانیہ آپ کا کبھی بھی تماشہ نہیں بنائے گی، کبھی بھی نہیں۔" دیکھتے ہی دیکھتے چاروں طرف دھواں ہی دھواں پھیل گیا۔ اتنا کہر تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔

"ڈیڈ!" وہ چلائی مگر اب وہاں کچھ نہیں تھا، کچھ بھی نہیں۔

"ڈیڈ!!" اس کے لبوں سے سرگوشی میں نکلا اور وہ جاگ گئی۔ اس کا چہرہ پسینے سے شرابور تھا۔

اس نے چاروں جانب گردن گھما کر دیکھا۔ اس کا ذہن بالکل کسی سلیٹ کی طرح خالی تھا۔ وہ انجان نظروں سے کمرے کو دیکھ رہی تھی۔ جب اس کا ذہن بیدار ہونا شروع ہوا تو اسے یاد آیا کہ وہ ایک بار پھر ٹورنٹو میں تھی، وہ بھی سلجوق خانزادہ کے فلیٹ میں۔

اس نے سیل فون اٹھایا اور ٹائم دیکھتے ہی چونک گئی۔ صبح کے سات بج رہے تھے۔ اسے تو یہاں سے نکلنا تھا۔ وہ جلدی سے کمفرٹر ہٹاتے ہوئے اٹھی۔ وقت کم تھا، وہ تیار ہونے چلی گئی۔

یہاں کے موسم کے مطابق گرم کپڑے پہن کر اس نے اپنا سوٹ کیس بند کیا۔ کمرے کو اسکی سابقہ حالت میں لاتے ہی وہ اپنا سوٹ کیس لیے کمرے سے باہر نکلی۔ ایک چورنگاہ سلجوق کے کمرے پر ڈالی۔ دروازہ بند دیکھ کر وہ ریلیکس ہوئی اور اپنا سوٹ کیس احتیاط سے گھسیٹتے ہوئے مین دروازے تک پہنچی اور ہینڈل پر ہاتھ رکھا۔

سلجوق گول سیڑھیاں اتر کر نیچے کی طرف آہی رہا تھا۔ جب اسے سوٹ گھسیٹتے ہوئے مین دروازے کی طرف آتی ہوئی تانیہ نظر آئی۔ جینز کے اوپر ہائی نیک سویٹر اور لمبا فرنچ اسٹائل کوٹ پہنے ہوئے وہ اپنے سامان کے ساتھ تیار تھی۔ اس سے پہلے وہ دروازہ کھول کر باہر نکلتی سلجوق نے سنجیدگی سے اسے پکارا۔

"مس سعید!" تانیہ نے چونک کر آواز دینے والے کی سمت دیکھا۔

"آپ اس وقت کس کی اجازت سے اور کہاں جا رہی ہیں؟" وہ گاؤن کی ڈوری بند کرتے ہوئے اس کے پاس آیا۔

تانیہ نے ایک نظر اس پر ڈال کر اپنی نظریں پھیر لی تھیں۔ ماتھے پر بکھرے ہوئے بھگے بال، ہاتھ گاؤن پہننے ہوئے وہ الگ ہی لگ رہا تھا۔

"جواب دیجئے؟" مس سعید! "اس نے سختی سے پوچھا۔

"میں ہوٹل شفٹ ہو رہی ہوں۔" تانیہ نے سنجیدگی سے رخ موڑے ہی اسے جواب دیا۔

"کیوں؟" اس نے ابرو اچکا کر پوچھا۔

"کیوں کہ اس طرح ایک اپارٹمنٹ میں آپ کے ساتھ رہنا مجھے مناسب نہیں لگتا۔" تانیہ نے دو ٹوک بات کرنا

"مس سعید! آپ کو اچھی طرح پتہ تھا کہ آپ میرے ساتھ کام کرنے آرہی ہیں۔ رہائش کمپنی کی طرف سے ہوگی تو اب آپ کو کیا اشیو ہے؟" اس نے سنجیدگی سے سوال کیا

"مسٹر سلجوق خانزادہ صاحب! آپ نے مجھے یہ نہیں بتایا تھا کہ ہم ایک اپارٹمنٹ میں ٹھہریں گے۔ ہوٹل ہوتا تو کوئی بات بھی تھی یا اس گھر میں کوئی اور لوگ بھی ہوتے تو سینس بنتا تھا۔" تانیہ نے صاف صاف بات کی۔

"آپ کو میرے ساتھ اکیلے رہنے پر اعتراض ہے؟" سلجوق نے سنجیدگی سے سوال کیا۔

"جی بالکل۔" تانیہ نے فوراً جواب دیا۔

"اس کے علاوہ مزید کوئی پر اہلم؟" سلجوق نے پوچھا۔

"فی الوقت تو یہی پر اہلم ہے۔" تانیہ نے اسٹریٹ فارورڈ انداز میں کہا۔

"اوکے آپ اپنا سامان واپس کمرے میں رکھ کر آئیں۔ آپ کا یہ پر اہلم میں آج ہی حل کر دوں گا۔" اس نے سوٹ کیس کی طرف اشارہ کیا۔

"آپ پہلے مجھے حل بتائیں؟" تانیہ نے سنجیدگی سے کہا۔

"آج سے لورا یہیں آپ کے ساتھ والے روم میں رہے گی انڈر اسٹینڈ؟ اب جائیں یہ سامان رکھ کر جلدی سے میرے لیے بریک فاسٹ ریڈی کریں۔" وہ حکمیہ انداز میں بولتے ہوئے آگے بڑھ کر اس کا سوٹ کیس راستے سے ہٹاتے ہوئے بولا۔

"میں آپ کا ناشتہ کیوں بناؤں؟ سوری بٹ میں آپ کیلئے انٹیریر ڈیزائننگ کا کام کرنے کیلئے ہائر ہوئی ہوں۔ آپ کی پرسنل سیکرٹری نہیں ہوں میں۔" اس نے کل رات کی بات کلئیر کی۔

"مس سعید! دس منٹ میں ناشتہ ریڈی کریں۔" وہ اسے انگور کرتے ہوئے اپنے کمرے میں چلا گیا

تانیہ نے غصہ سے اسے اندر جاتے ہوئے دیکھا۔ وہ خود بھی پوچھیں گھٹے سے بھوکے تھی۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"آج بنا رہی ہوں کہ مجھے خود بھی بھوک لگی ہے۔ کل سے ہر گز بھی نہیں بناؤں گی۔" وہ پلان کرتی ہوئی اپنا کوٹ اتار کر دروازے کے نزدیک ہک پر ٹانگتے ہوئے کچن میں آئی۔

فریج سے ٹھنڈا دودھ نکال کر دو گلاس میں بھر کر میز پر رکھا۔ پھر کینٹ میں سے ڈھونڈ کر سیریل کا ڈبہ نکال کر سیریل پیالوں میں نکال کر چیچ کے ساتھ میز پر رکھ کر واپس فریج تک آئی اور اندر سے سرخ سیب نکال کر اچھی طرح سے دھو کر نفاست سے قاشیں کاٹ کر فورک کے ساتھ رکھ کر آرام سے بیٹھ کر اپنا ناشتہ کرنے میں مصروف ہو گئی۔

بلیک پینٹ کوٹ میں ٹائی لگائے نفاست سے بال بنائے وہ اپنا بریف کیس اٹھائے میز پر آیا۔ جہاں تانیہ اطمینان سے دودھ کا گلاس نوش فرما رہی تھی۔ کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے ہوئے اس نے میز پر نظر دوڑائی۔
باؤل میں نکلا ہوا سیریل، پلیٹ میں کٹے ہوئے سیب اور ایک گلاس بھرا ہوا دودھ۔
"مس سعید! ناشتہ لائیں۔" اس نے تانیہ کو مخاطب کیا۔

"سر! یہ آپ کے سامنے رکھا ہوا تو ہے۔" اس نے اپنا گلاس رکھ کر نینکین سے منہ صاف کیا۔
"کافی کدھر ہے؟ اور انڈا پر اٹھا وغیرہ کدھر ہے؟" اس نے ناقدانہ انداز میں میز کو دیکھتے ہوئے سوال کیا۔
"مجھے ایسا ہی بریک فاسٹ بنانا آتا ہے۔ آپ کو مزید کچھ اور چاہیئے تو زحمت کریں اور خود بنا لیں۔" وہ آرام سے اس کو تپانے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی۔

"اوکے مس سعید! اب جب تک آپ مجھے ڈھنگ کا بریک فاسٹ کروانے میں کامیاب نہیں ہوتی ہیں، تب تک میرا بریک فاسٹ روز آپ بنایا کریں گی۔" وہ بڑے آرام سے اس کا وار اسی پر اٹتے ہوئے بولا۔
"یہ میری جاب نہیں ہے۔" تانیہ نے کرسی کھسکا کر کھڑے ہوتے ہوئے صاف انکار کیا۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
سلجوق نے سنجیدگی سے تانیہ کے تیور دیکھے اور ہٹا ہوا کرمانچے پر نیوڑی چڑھائے تانیہ کی طرف بڑھا۔

"مس سعید! میں اور میرا کھانا پینا سب کچھ، آپ کی ذمہ داری ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اب آپ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا شروع کریں۔" دونوں بازوؤں سے تانیہ کو پکڑتے ہوئے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے وہ سر دلہجے میں بولا۔

"میں ایسا کچھ نہیں کرنے والی۔" تانیہ نے ایک جھٹکے سے خود کو چھڑوایا۔

"نا کریں، کوئی زبردستی نہیں ہے۔ بس جب تک آپ ایسا نہیں کرتی تب تک آپ اس پینٹ ہاؤس سے باہر نہیں نکلیں گی۔ چاہے اس میں دس سال ہی کیوں نہ لگ جائیں۔ اب آپ آرام سے سلویا کے آنے کا ویٹ کریں۔ میں آفس چلتا ہوں۔" وہ اسے راستے سے ہٹاتے ہوئے مین دروازے پر پہنچ کر رکا۔

"آپ ایک سال تک قانونی طور پر میرے ساتھ باؤنڈ ہیں اور آپ کا پاس پورٹ اور تمام ڈاکو منٹس میرے پاس ہیں۔ اس لیے مس سعید اپنا مائنڈ سیٹ کرنا شروع کریں۔ ورنہ مجھ سے شکایت مت کیجئے گا۔" وہ بات مکمل کر کے باہر نکل گیا۔

تانیہ نے صبح ہی اس کا دماغ گھما کر رکھ دیا تھا وہ جتنا اس سے نرمی برتنا چاہتا تھا اتنا ہی وہ اسے مجبور کر دیتی تھی سختی کرنے کے لیے۔

وہ اسے ڈائننگ روم میں چھوڑ کر اپنی جیکٹ اور بریف کیس اٹھا کر فلیٹ سے باہر نکل گیا لفٹ کے ذریعے انڈر گراؤنڈ پارکنگ میں آیا جہاں اس کیلئے کمپنی ڈرائیور موجود تھا گاڑی میں بیٹھ کر اس نے ڈرائیور کو پہلے نزدیکی مشہور زمانہ کافی شاپ ٹم ہوورٹن چلنے کا کہا۔

ٹم ہوورٹن پہنچ کر اس نے اپنے لیے کافی اور سینڈوچ آرڈر کیا، بار بار اس کی آنکھوں میں تانیہ کا ادا اس چہرہ آئے جارہا تھا وہ دل کا براہر گز نہیں تھا لیکن اپنی انا اپنا وقار اسے مزید ٹھانسنے تانیہ پہلے دن سے روندے چلی جا رہی

تھی پہلے وہ صرف اپنا آپ اس سے منوانا چاہتا تھا لیکن بعد میں اس کے کردار کی مضبوطی نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا اور اب وہ اسے اس کی مرضی سے اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتا تھا۔

"وہ پورا دن کڑھتی رہے گی ہو سکتا ہے روئے بھی حالانکہ محترمہ رلانے میں ایکسپرٹ ہیں۔۔۔" کافی پیتے ہوئے بھی اس کے دھیان کے سارے دھاگے تانیہ سے جڑے ہوئے تھے

"ڈیم اٹ!!" وہ کافی کاگ میز پر پٹختے ہوئے بڑبڑایا

"تم کیوں میرے سر پر سوار ہو گئی ہو؟؟؟" وہ کھڑا ہوا اپنا ناشتہ ایسے ہی ان چھو اچھوڑ کر، لمبے لمبے قدم اٹھاتے ہوئے کیفے کا دروازہ کھول کر باہر نکلا

"ڈرائیور واپس فلیٹ کی طرف چلو۔" اس نے ڈرائیور کو ہدایت دی اور خود پچھلی سیٹ پر ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

بمشکل پانچ منٹ میں وہ واپس اپنی ہائی رائز بلڈنگ کے سامنے پہنچ چکا تھا ڈرائیور کو گاڑی پارک کرنے کا کہہ کر وہ بلڈنگ کے اندر داخل ہوا اس کے انداز میں عجلت سے بھری ہوئی تھی وہ آفس کیلئے لیٹ ہو رہا تھا لفٹ سے نکل کر وہ اپنے پینٹ ہاؤس کے دروازے پر پہنچا لاک کھول کر اندر داخل ہوا سامنے ہی ٹی وی اسکرین پر خبروں کا چینل لگا ہوا تھا اور ایک باؤل میں آئس کریم نکالے مس تانیہ بڑے اطمینان سے ٹی وی دیکھنے میں مگن تھیں

یعنی وہ اس کی پریشانی کا سوچ کر اپنے کام چھوڑ کر واپس آیا تھا اور یہ محترمہ سکون سے بیٹھی ہوئی تھی وہ تیزی سے چلتا ہوا اس کے سامنے آیا۔

سلجوق کے جانے کے بعد تانیہ کا غصہ سے برا حال تھا۔ وہ نہ تو اس کی پرسنل سیکرٹری تھی اور نہ ہی کوئی میڈ کہ اس کے ناشتے پانی کا انتظام کرتی اور نہ ہی وہ ستر ستر سوئیں صدمہ کی عورت تھی کہ اپنے ساتھ کسی زیادتی کو برداشت

کرتی۔ وہ ماضی کو دہرانا نہیں چاہتی تھی لیکن اس وقت وہ کیا کرے؟ یہ مردوں کی دنیا ہے جو کسی بھی عورت کو خود سے ذہین یا آگے بڑھتے دیکھنا برداشت نہیں کر سکتے، میٹھا لہجہ جھوٹا لبادہ اوڑھ کر یہ مرد عورتوں کو بیوقوف بناتے ہیں۔ جب اس بابرکت ذات باری تعالیٰ نے انہیں نامحرم قرار دے کر ان سے دور رہنے کا حکم دیا ہے تو کیا شاہ؟ کیا سید؟ کیا کوئی اور ذات؟ سب ایک ہی پلڑے میں آتے ہیں۔ وہ اپنے والد کے پر شفقت سایہ سے محروم ہونے کے بعد اپنا سارا بچپنا ختم کر چکی تھی۔ وقت سے پہلے صدیوں کا تجربہ اس کے اندر اتر آیا تھا۔ اب وہ مزید کسی بھی مرد کے ہاتھوں اپنا تماشہ نہیں بنوانا چاہتی تھی۔ اسی لیے اس نے اپنے اندر کی تانیہ کو مار کر تلخ لبادہ اوڑھ لیا تھا۔ اپنے گرد اپنی ان کی، اپنے اصولوں کی فصیلیں بلند کر لیں تھیں۔

"ڈیڈ آپ کی تانیہ کبھی بھی آپ کا سر نہیں جھکائے گی۔"

اپنے ڈیڈ کو سوچ سوچ کر اس کی آنکھوں میں آنسو آرہے تھے۔ جنہیں ضبط کرنے کی کوشش میں اس کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔ اپنا ذہن ری لیکس کرنے کیلئے اس نے لاؤنج میں موجود دیوار میں نصب ٹی وی آن کیا۔ جس پر شاید خبروں کا چینل لگا ہوا تھا۔ اپنے اندر کی شور کو دبانے کے لیے اس نے ریموٹ سے آواز تیز کی اور خالی نظروں سے ٹی وی دیکھنے لگی۔

سلجوق نے سنجیدگی سے خود میں کھوئی ہوئی تانیہ کو دیکھتے ہوئے میز پر پڑا ریموٹ اٹھا کر ٹی وی کی آواز ہلکی کی پر تانیہ پر کوئی اثر نہیں پڑا اس نے شاید اسے نوٹس ہی نہیں کیا تھا۔

"مس سعید!" اس نے تانیہ کو متوجہ کیا اور جیسے ہی تانیہ نے اس کی آواز سن کر اپنی گردن اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ اس کی سرخ آنکھیں دیکھ کر چونک گیا۔

"مس سعید چلیئے آفس لیٹ ہو رہا ہے۔" اس نے تانیہ کی آنکھوں میں جھانک کر اسے اس فیر سے نکالنے کی

"آفس؟" تانیہ نے غائب دماغی سے اسے دیکھا۔

"مس سعید ہری اپ!! کلائنٹ ویٹ کر رہا ہے۔" اس نے ٹوکا۔

"یس سر!" تانیہ اس کی تیز آواز سن کر ماضی سے حال میں آئی۔

"چلیے" بحث کرنے کی بجائے اس نے اپنا کوٹ اٹھایا اور کھڑی ہو گئی۔

"باہر سردی ہے کوٹ پہن لیں۔" اس نے تانیہ کو ہدایت دی۔

وہ غائب دماغی سے سر ہلاتے ہوئے آگے بڑھی ہی تھی کہ سلجوق نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے روکا اور اس کے بازو میں لٹکتا کوٹ اٹھا کر نرمی سے اس کے شانوں پر ڈالا۔

تانیہ نے چونک کر اسے دیکھا وہ جب بھی خود کو تنہا محسوس کرتی تھی یا کسی پریشانی میں مبتلا ہوتی تھی۔ تو اسے اپنے ڈیڈ کی کمی شدت سے محسوس ہوتی تھی۔ جس کی وجہ سے اکثر وہ آف مائنڈ ہو جاتی تھی۔

وہ تانیہ کو اپنے ہمراہ لے کر لفٹ تک آیا۔ نیچے گر اوئنڈ فلور کا بٹن دبا کر اس نے خاموش کھڑی تانیہ کو دیکھتے ہوئے بمشکل خود کو اس سے اس افسردگی کی وجہ جاننے سے روکا۔ شاید آج وہ کچھ زیادہ ہی اس کے ساتھ زیادتی کر گیا تھا۔ کوئی اور لڑکی ہوتی تو اسے ہزار نخرے دکھاتی۔ سو سوال پوچھتی لیکن یہ ایک بات بھی جتنائے بغیر کام کیلئے آگئی۔ واقعی بہت پروفیشنل لڑکی ہے۔ اس نے لفٹ سے نکل کر باہر کھڑی گاڑی کی طرف قدم بڑھائے اور ڈرائیور کو ہاتھ کے اشارے سے روک کر خود تانیہ کیلئے دروازہ کھولا۔ تانیہ کے بیٹھنے کے بعد خود گھوم کر دوسری طرف سے اندر آ کر بیٹھا۔

"آفس چلو۔" ڈرائیور کو ہدایت دے کر اس نے اپنا لیب ٹاپ کھول لیا۔

تانیہ نے سلجوق خانزادہ کی آواز سن کر اسے دیکھا جو اسے اپنے ساتھ آفس لے جانے آیا تھا۔ وہ ایک بھی لفظ بولے بغیر خاموشی سے کھڑی ہو کر اس کے ساتھ پل پڑی تھی۔ جس کام کیلئے، جس جاب کیلئے وہ آئی تھی۔

بس اب اسی سے مطلب رکھنا تھا۔ گاڑی صاف شفاف سڑک پر سو سے اوپر کی رفتار سے دوڑ رہی تھی۔ تانیہ خاموشی سے کھڑکی سے دوڑتے نظاروں کو دیکھ رہی تھی۔ جب گاڑی اسکوائر کے علاقے میں ایک عالیشان آفس بلڈنگ کے سامنے رکی۔

سلجوق کے ہمراہ وہ اس آفس میں داخل ہوئی ریسپشن سے کے کر مینجر تک سارا اسٹاف مردوں پر مشتمل تھا حتیٰ کے اس کے آفس کے اندر جو سیکریٹری داخل ہو وہ بھی مرد تھا۔

"مسٹر خانزادہ پارٹی آگئی ہے۔" اٹھائیس سالہ جیک نے اندر آکر سلجوق کو مخاطب کیا۔

"اوکے انہیں میٹنگ روم میں بٹھائیں اور کافی آرڈر کریں میں آتا ہوں۔" سلجوق نے اسے ہدایات دیں جو حیرت سے ایک کونے میں کھڑی تانیہ کو دیکھ رہا تھا۔ وہ سلجوق کے ساتھ شروع سے رہا تھا اس کے سارے فارن بزنس میج کرتا تھا آج پہلی بار سلجوق کے آفس میں لڑکی کی موجودگی نا صرف اس کے بلکہ پورے اسٹاف کے لیے حیران کن تھی کہ یہ پتھر نما انسان تو صنف نازک سے دور بھاگنے والوں میں سے تھا۔

"جیک!" سلجوق نے سنجیدگی سے اسے گھورا جو تانیہ کو دیکھے جا رہا تھا۔

"یس سر، سوری سر جا رہا ہوں۔" وہ ہڑبڑا کر تیزی سے باہر نکلا۔

"مس سعید!" سلجوق نے تانیہ کو مخاطب کیا۔

"ہمارے یہ کلائنٹ ایک پرائیویٹ سیکٹر میں اپنا انٹر لائن کا آفس سیٹ کرنا چاہتے ہیں۔ جس کی انٹیریر ڈیزائننگ اور کنسٹرکشن ہماری کمپنی کریگی آپ نے نوٹس لینے ہیں اور بعد میں اس پر اپنی پریزنٹیشن تیار کرنی ہے انڈراسٹینڈ؟"

"یس سر!" تانیہ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اپنا بیگ سلجوق کی ٹیبل پر رکھ کر اپنا چھوٹا سا جدید ٹیبلٹ نما

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"آپ مجھے مسٹر خانزادہ نہیں تو بہتر ہے اب چلیے۔" وہ اسے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے آفس سے باہر نکل کر میٹنگ روم کی طرف بڑھا۔

"گڈ مارننگ جنٹلمینز!" اس نے اندر داخل ہوتے ہی سب کو خوش کیا اور ساتھ والی کرسی گھسیٹ کر تانیہ کو بیٹھنے کا اشارہ کر کے خود ان گوروں سے ہاتھ ملانے لگا

کچھ دیر بعد ہی بزنس ڈیلنگ شروع ہو چکی تھی تانیہ غور سے سارے پوائنٹس نوٹ کر رہی تھی جب اس کلائنٹ کمپنی کے سربراہ برائن نے دلچسپی سے اس سنہری شفاف رنگت والی لڑکی کو دیکھا جس کی پونی ٹیل اس کے کام کرنے کی وجہ سے ایک دلکش انداز میں ہلکورے لے رہی تھی۔

"مسٹر خانزادہ!" برائن نے سلجوق کو مخاطب کیا جو کوٹ اتارے آستینیں اوپر کئیے ٹیبل پر بچھی شیٹ پر نقشہ بنا رہا تھا۔

"یس برائن؟" سلجوق نے بنا سراٹھائے جواب دیا۔

"آج پہلی بار تمہارے ساتھ کوئی لڑکی دیکھ رہا ہوں کیا

اس کیوٹ گرل سے تعارف نہیں کرواؤ گے؟" برائن نے سر جھکا کر کام کرتی ہوئی تانیہ کی طرف اشارہ کیا اس کے الفاظ سن کر تانیہ نے بھی چونک کر سلجوق کی طرف دیکھا جو ناگواری سے برائن کی پرشوق نظروں کو دیکھ رہا تھا۔

"برائن یہ میری امپلائے ہیں اور میں نہیں سمجھتا کہ ان کا تعارف کرونا ضروری ہے۔ بہتر ہو گا ہم پراجیکٹ پر توجہ دیں۔" وہ اکھڑ انداز میں بولا۔

"مسٹر خانزادہ میں آپ کو ملین ڈالر کا کانٹریکٹ دے رہا ہوں تو ڈونٹ یو تھنک میرا حق ہے ان سب کے بارے

برائے کو اس کا لہجہ انداز اپنی انسلٹ کرتا ہوا سا محسوس ہوا۔

"برائے یہ لڑکی تمہارے انڈر کام نہیں کریگی یہ صرف اور صرف مجھے جوابدہ ہے اوکے۔" سلجوق نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"تو پھر یہ اس میٹنگ میں کیا کر رہی ہے؟" برائے نے سوال اٹھایا۔

"برائے! تمیز سے بات کرو اگر ڈیل نہیں کرنی تو مت کرو مگر میں اپنے ساتھ کام کرنے والی خواتین کی طرف اٹھتی بری نظریں اور خراب لہجے ہر گز برداشت نہیں کروں گا۔" سلجوق نے اسے وارن کیا۔

"مس آپ میرے آفس میں میرا ویٹ کریں۔" اس نے تانیہ کو سنجیدگی سے مخاطب کیا جو اس کی بات سنتے ہی سر ہلاتے ہوئے اپنا لیب ٹاپ اٹھا کر باہر نکل گئی۔

"یس برائے کلئیر بات کرو کام کرنا ہے یا نہیں؟" تانیہ کے جاتے ہی وہ برائے سے مخاطب ہوا۔

"یس مین! کام تو کرنا ہے تم نے جو ٹینڈر دیا ہے وہ سب سے بیسٹ تھا لیکن تم اس لڑکی کو لے کر اتنا سیریس کیوں ہو رہے ہو میں تو بس اس کی خوبصورتی کو سراہ رہا تھا، ویسے آج تک تمہاری کمپنی میں کوئی فیملیل امپلائے نہیں دیکھی تو کچھ تجسس بھی تھا۔" برائے نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"آئی نو برائے تمہارے کلچر میں یہ نارمل ہے لیکن میں اپنی خواتین کو خود تک محدود رکھنا پسند کرتا ہوں ہو پ فلی تم اب ایسا نہیں کرو گے۔" سلجوق نے سنجیدگی سے سمجھایا۔

"اوہ تو ہمارا اسٹون مین اس بار بی ڈول کو اپنی عورت مان چکا ہے واؤ واٹ آ چیئنج۔ ویسے وہ کیوٹ گرل تمہیں بہت سوٹ کرتی ہے۔" برائے نے مسکراتے ہوئے اسے چھیڑا

"لیٹس گو بیک تو ورک۔" سلجوق نے سر جھٹکتے ہوئے سب کو واپس کام کی طرف متوجہ کیا۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
میٹنگ سے فارغ ہو کر وہ اپنے آفس آیا سامنے ہی سینٹر میل پر تانیہ اسی پر وجیکٹ کی سلائیڈ بنانے میں مصروف تھی

"مس سعید لیٹس گو۔" اس نے تانیہ کو مخاطب کیا۔

"اوکے" تانیہ نے سنجیدگی سے کہہ کر اپنا کوٹ پہنا اور اپنا کام سمیٹ کر بیگ اٹھایا وہ جو سوچ رہا تھا کہ یہ ہری مرچ جیسی تیکھی لڑکی اس سے ایسے میٹنگ سے نکال کر باہر بھیجنے پر سو سوال کرے گی اس کا یہ رویہ دیکھ کر حیران ہوا وہ آج صبح سے اسے حیران ہی کر رہی تھی۔

"مس سعید! آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟" ساتھ چلتے ہوئے اس نے سوال کیا۔
"یس" وہ ایک لفظ بولتی ہوئی گاڑی کی طرف بڑھ گئی۔

دن کے ٹھیک دس بجے کلیننگ اسٹاف کے ساتھ لورا پیٹ ہاؤس پہنچ چکی تھی صفائی ستھرائی کے سارے کام اپنی نگرانی میں کروا کر اب وہ کک کو کھانے کی ہدایات دے کر فارغ ہوئی ہی تھی کہ مسٹر سلجوق خانزادہ نے اسے فون کر کے ایک ماہ تک پیٹ ہاؤس میں ٹھہرنے کی آفر کی تنخواہ میں اضافے کے ساتھ جو اس نے خوش دلی سے قبول کر لی تھی اور اب وہ جلدی سے کھڑی ہو کر سارے ملازمین سے کام کروا رہی تھی تاکہ کاموں سے فارغ ہو کر اپنا سامان لاسکے۔

دوپہر کے تین بجے وہ اپنا سامان مس سعید کے برابر والے روم میں سیٹ کر کے فارغ ہو چکی تھی۔
شام کے چار بجے سلجوق اور تانیہ فلیٹ میں داخل ہوئے تو لورا نے مسکرا کر ان کا استقبال کیا۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"آپ فریش ہو جائیں میں شام کی چائے تیار کرتی ہوں۔" لورا نے ادب سے کہا

اثبات میں سر ہلاتے ہوئے سلجوق لمبے لمبے قدم اٹھاتے ہوئے اپنے کمرے میں چلا گیا کوٹ بریف کیس میز پر رکھ کر اس نے ٹراؤزر شرٹ نکالا اور واش روم کا رخ کیا۔

وہ ہمیشہ سے ہی آفس میں خواتین کے ساتھ کام کرنے کے خلاف رہا تھا اس کی تربیت میں خواتین کی عزت اور احترام شامل تھا وہ بنا ضرورت خواتین کے گھر سے باہر نکلنے کے خلاف تھا اس کے نزدیک عورت مرد کی زینت، اس کی عزت ہوتی ہے جو اس کے گھر میں سچی سنوری اچھی لگتی ہے۔ ہاں مجبوری الگ چیز ہے۔ آج پہلی بار وہ کسی لڑکی کو اپنے ساتھ آفس لے کر گیا تھا اور وہاں ہر ایک کی نگاہ جس طرح تانیہ کے حسن کو سراہ رہی تھی وہ ناقابل برداشت تھا مرد چاہے کسی بھی ملک کسی بھی قومیت کا کیوں نہ ہو باہر نکلنے والی لڑکی کو مال غنیمت سے کم نہیں سمجھتا اور تانیہ کو لے کر وہ بہت حساس ہو رہا تھا اسے کوئی بری نظر سے دیکھے یہ سلجوق خانزادہ کو برداشت نہیں تھا۔

فریش ہو کر اپنے بالوں کو ہاتھ سے سنوارتے ہوئے وہ باہر نکلا اب اس کا رخ تانیہ کے کمرے کی طرف تھا وہ ہلکا سا دروازہ کھٹکھٹا کر اندر داخل ہوا

تانیہ نے کمرے میں آ کر اپنا کوٹ اتار کر کیمینٹ میں لٹکایا اور واش روم سے منہ ہاتھ دھو کر باہر نکلی سردرد سے پھٹا جا رہا تھا اس نے اپنے اونچی پونی میں قید بالوں کو آزاد کیا لمبے سلکی گھنے بال جھول کر اس کے چہرے اور نازک سی کمر پر گرے ہی تھے کہ دروازہ ناک کر کے سلجوق اندر داخل ہوا اور ایک لمحے کو ٹھٹک کر تھم سا گیا۔

ہائی نیک میں بغیر سکارف کے اس کا نازک وجود نمایاں ہو رہا تھا کیلے شفاف چہرے پر اوس کی طرح چمکتے پانی کے موتی اور کمر پر بکھرے بال وہ پہلی بار اسے اس کے مخصوص حلیہ سے ہٹ کر دیکھ رہا تھا بلاشبہ یہ لڑکی بے پناہ حسن رکھتی تھی جو اچھے اچھوں کا ایمان ڈگمگا سکتا تھا۔

"آپ؟" تانیہ اسے دیکھ کر چونکی پھر اس کی پر شوق نظروں کی تپش محسوس کر کے وہ غصہ میں بھناتی ہوئی کینٹ کی طرف بڑھی اور سامنے لٹکا دوپٹہ نما اسکارف گھسیٹ کر خود پر ڈالا۔

"آپ کو اتنی بھی تمیز نہیں کہ کسی لڑکی کے کمرے میں بنا اجازت نہیں جاتے؟؟" اس نے سلجوق کو مخاطب کیا۔

"سوری مس سعید میں نے ناک کیا تھا مگر مجھے آپ کے ریپلائے کا ویٹ کرنا چاہیے تھا۔" سلجوق نے نرمی سے معذرت کی۔

"خیر میں آپ سے کچھ اہم بات کرنے آیا تھا جو لورا کی موجودگی میں کرنا مناسب نہیں تھا۔۔۔" اس نے اپنی زندگی میں پہلی بار کسی کو وضاحت دی تھی۔

"کہئے کیا کہنا ہے؟" تانیہ نے پوچھا۔

"آج سے لورا آپ کے ساتھ برابر والا کمرہ اشیر کرے گی تاکہ آپ ان کمفر ٹیبل فیل نہ کریں اور لورا کو ساتھ لے کر آپ شاپنگ گھومنے پھرنے بھی جاسکتی ہیں کوئی پابندی نہیں ہے بس مجھے علم ہونا چاہئے کہ آپ کدھر ہیں۔۔۔" وہ بولتے بولتے رکا۔

"کیوں آپ کو کیوں علم ہونا چاہیے؟؟ آفٹر آفس آور میں فری ہو اور یہ شہر میرے لیئے نیا نہیں ہے مجھے اگر کہیں جانا ہو گا تو میں خود بھی جاسکتی ہوں۔" تانیہ نے سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے اسے ٹوکا۔

"میں آپ سے کہہ رہا ہوں کہ بناتائے باہر نہیں جانا تو نہیں جانا انڈر اسٹینڈ۔" اس نے ڈانٹا۔

"آپ میرے گارجین بننے کی کوشش مت کریں۔" تانیہ نے ناگواری سے اسے ٹوکا۔

"ویل مس سعید آپ میری ذمہ داری ہیں اور۔۔۔" وہ کہتے ہوئے اس کے نزدیک آیا اور اسے کندھوں سے جکڑ کر اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

"میں جب بارہا تمہیں بتا چکا ہوں کہ تم میری ذمہ داری ہو، تمہاری حفاظت، تمہارا دھیان رکھنا میرا فرض ہے تو تم اس طرح بار بار میری نفی کر کے مجھے کیا جانا چاہتی ہو؟؟؟ بولو؟؟؟" سلجوق نے ہلکے سے اسے جھٹکا دیا

"چھوڑیں مجھے، میں کئی بار کہہ چکی ہوں مجھ سے دور رہ کر بات کیا کریں ورنہ۔۔۔" تانیہ نے اس کی آنکھوں میں جھانک کر تلخی سے کہا۔

"ورنہ کیا؟" سلجوق نے سنجیدگی سے پوچھا

"ورنہ میں آپ کے خلاف ہراسمنٹ کا کیس کر دوں گی۔" تانیہ نے دھمکایا۔

"واؤ ہراسمنٹ کا کیس واؤ۔" وہ ہنستے ہوئے پیچھے ہوا

"جتنی زبان میرے ساتھ چلاتی ہوں اس کا تھوڑا سا استعمال آج آفس میں بھی کر لینا تھا جب وہ خبیث تمہیں

گھورے جارہا تھا! یا آپ کا سارا بس مجھ پر چلتا ہے؟" سلجوق نے سنجیدگی سے پوچھا

"آپ" تانیہ نے مٹھی بھینچ کر اپنا غصہ دبایا

"ویل مس سعید!" وہ دوبارہ اپنے خول میں مقید ہوا

"آپ نے ساری انفولے لی تھی اب آپ آفس نہیں جائیں گی بلکہ ادھر گھر سے کام کرینگے اپنی پریزنٹیشن اور

جو بھی رائے ہو آپ ڈائریکٹ مجھ سے ڈیل کریں گی انڈر اسٹینڈ۔" وہ اسے بغور دیکھتے ہوئے بولا۔

"اگر گھر میں بیٹھ کر ہی کام کرنا تھا تو آپ نے مجھے ادھر لور ٹولا کر دسرب کیوں کیا؟" تانیہ نے اسے گھورا

"کیا واقعی میں نے آپ کو ڈسٹرب کیا ہے مس سعید؟؟" سلجوق نے ابرو اچکا کر پوچھا
 "آپ! آپ!! کی بات ختم ہو گئی ہو تو آپ براہ مہربانی ادھر سے تشریف لے جائیں۔" تانیہ سے جب کوئی
 جواب نہ بن سکا تو اس نے اپنا پیچھا چھڑانا ہی مناسب سمجھا۔

دن گزر رہے تھے۔ لورا سے اس کی ٹھیک ٹھاک دوستی ہو چکی تھی۔ اسے لورا صاف دل کی سادی بہت اچھی
 لڑکی لگی تھی۔ وہ گھر میں رہ کر ہی پروجیکٹ کی سلائیڈز تیار کر رہی تھی۔ سلجوق نے بھی اسے مزید پریشان نہیں
 کیا تھا۔

ابھی بھی وہ پرنٹڈ لانگ شرٹ میں بالوں کو مخصوص انداز میں اونچی پونی میں جکڑے ہوئے اپنے بیڈ پر نیم دراز
 لیب ٹاپ کھولے کام کر رہی تھی۔ جب دروازہ ناک کرتے ہوئے لورا مسکراتے ہوئے دو کافی کے کپ ہاتھ میں
 لیئے اندر داخل ہوئی۔

"مس سعید!"

"لورا!" تانیہ نے اسے گھورا۔

"آپ کی کافی!" لورا نے مسکرا کر کافی کا مگ اس کی طرف بڑھایا اور خود بھی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔

"کتنی بار کہا ہے مجھے تانیہ کہا کرو۔" تانیہ نے کپ تھاما۔

"نہ بابائے! میں نے سر سے ڈانٹ نہیں کھانی۔ اس لیے آپ مس سعید ہی رہیں ورنہ ڈانٹ تو پڑنی ہی ہے جاب

الگ جائے گی۔" لورا نے کان کو ہاتھ لگایا۔

یہ ان دونوں کی روز کی بات چیت تھی۔

"لورا تم کافی بہت اچھی بنائی ہو۔" تانیہ نے تعریف کی۔

"مس سعید چار دن ہو گئے ہیں مجھے ادھر شفٹ ہوئے اور سچی میں گھر میں بور ہو رہی ہوں۔" لورا نے منہ بسورا۔

"ارے تو تم باہر ہو آؤ اپنی دوستوں سے مل لو اس میں کیا بڑی بات ہے۔" تانیہ نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"سر سے مروانا ہے کیا؟ میری ڈیوٹی ہر وقت آپ کے ساتھ رہنا ہے۔ سر نے میری تنخواہ تک ڈبل کر دی ہے۔ آپ کو میں ایک منٹ بھی اکیلا نہیں چھوڑ سکتی مس سعید۔" لورا نے اسے بتایا۔

"میں کوئی چھوٹی بچی تھوڑی ہوں ویسے بھی سلجوق سر تو شام تک واپس آتے ہیں۔ تم جاؤ اور اپنے سر کے آنے سے پہلے واپس آ جانا۔" تانیہ نے مشورہ دیا۔

"نہیں مس سعید! کمٹمنٹ بھی ایک چیز ہوتی ہے۔ میں آپ کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتی ہوں۔" لورا نے صاف انکار کیا۔

"گھر پر تم بور ہو رہی ہو۔ باہر جانا نہیں چاہتی ہو تو بتاؤ کیا کریں۔" تانیہ نے لیب ٹاپ بند کیا۔

"پلیز آپ ساتھ چلیں مجھے ویسٹ مال تک جانا ہے۔ میری روم میٹ ادھر کام کرتی ہے اسے رینٹ کے پیسے پہچانے ہیں۔" لورا نے ریکوئسٹ کی۔

تانیہ نے کلانی پر بندھی گھڑی میں وقت دیکھا صبح کے دس بج رہے تھے۔

"اوکے! دس منٹ دو۔ میں ریڈی ہو جاؤں پھر چلتے ہیں۔" اس نے ہامی بھری۔

"سو سوئیٹ آف یو۔" لورا نے فرط مسرت سے کہا اور کھڑی ہو گئی۔

"میں اپنی فرینڈ کو انفارم کرتی ہوں۔ آپ تب تک سر کو بتادیں۔"

"سر کو کیوں؟" تانیہ نے اُماری سے کپڑے نکال کر بیڈ پر ڈالنے ہوئے سوال کیا۔

"سر کو انفارم کئے بغیر ہم کیسے کہیں جاسکتے ہیں۔"

"تو مس لورا آپ خود انہیں انفارم کر دیں۔" تانیہ اپنے کپڑے اٹھا کر واش روم میں چلی گئی۔
پنک شرٹ اور جینز پہن کر گلے میں اسٹالر ڈال کر وہ باہر آئی تو لورا اسی طرح کمرے کے وسط میں کھڑی ہوئی تھی۔

"لورا تمہیں ریڈی نہیں ہونا؟" تانیہ نے پنک لپ گلوں لگاتے ہوئے سوال کیا۔
"مس سعید آپ پلیز سر سے پریشن لے لیں۔ میں بات کروں گی تو وہ انکار کر دیں گے لیکن آپ کو وہ کبھی بھی انکار نہیں کریں گے۔ ویسے بھی آپ دونوں ایک دوسرے سے کمیٹڈ لگتے ہیں۔ مان لیں آپ بہت لکی ہیں سر آپ کی کوئی بات ٹال ہی نہیں سکتے۔" لورا نے ریکوسٹ کی۔

لورا کی بات تانیہ کے سر پر جا کر لگی۔ سلجوق سے منسلک ہونے کا خیال سوچ کر ہی اسے جھر جھری سی آگئی۔
"وہ مجھے منع کیوں نہیں کریں گے؟ مس لورا میں اور آپ دونوں ہی سر کے ایمپلائز ہیں۔" تانیہ نے کھوکھلی سی وضاحت کی۔

"پلیز! مس سعید۔" لورا نے منت کی۔

"اوکے! آپ تیار ہوں میں کرتی ہوں فون۔" تانیہ نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا۔

ویسٹ مال میں گھومتے ہوئے بھی اس کا ذہن سلجوق میں الجھا ہوا تھا۔ وہ جب بھی اسے سوچتی تھی کنفیوز ہو جاتی تھی۔ وہ ایک پاور فل پرسنیلٹی کا مالک تھا اور اسے اپنی طرف متوجہ کر چکا تھا۔ جب سے وہ سلجوق خانزادہ سے ملی تھی جتنا وہ اس کے حواسوں پر سوار ہوا تھا، جتنا اس نے اسے سوچا تھا اتنا تو کبھی "عمر" کو بھی نہیں سوچا تھا۔

پہلے تو وہ اسے ایک امیر، عیاش، بد تمیز امیر زادہ لگا تھا لیکن اب اس کی رائے بدل رہی تھی۔ وہ عیاش ہر گز نہیں تھا ہاں کھڑوس اور بد تمیز ضرور تھا لیکن جس طرح وہ اسے اپنا پابند کرنا چاہ رہا تھا، وہ انداز، وہ رویہ تانیہ کو الجھا رہا

تھا۔ کیا وہ واقعی تانیہ کے لیے جذبات رکھتا تھا؟ یا صرف رشتہ ٹھکرانے کا بدلہ لے رہا تھا؟

وہ سوچوں میں الجھی ہوئی تھی۔ جب لورا سامنے والے بوتیک سے نکل کر اس کے پاس آئی۔

"سوری! مس سعید آپ کو ویٹ کرنا پڑا چلیں۔" وہ معذرت خواہ انداز میں بولی۔

"کوئی بات نہیں۔ تمہارا کام ہو گیا؟" تانیہ نے نرمی سے پوچھا

"یس مس سعید۔ آئیں تھوڑی شاپنگ کر لیتے ہیں۔" وہ اسے لے کر آگے بڑھی۔

وہ دونوں ہنستے مسکراتے ہوئے باتیں کرتے ہوئے آگے بڑھ رہی تھیں جب لورا کا سیل فون بجنا شروع ہوا۔

"باس کالنگ!" مال کے شور کی وجہ سے لورا نے تانیہ کو فون دکھایا اور ایک کونے پر چلی گئی۔

"یس سر!"

"مس لورا گھر پر کوئی فون کیوں نہیں اٹھا رہا؟" سلجوق کی بھاری آواز ابھری۔

"سر وہ ہم۔۔۔" لورا کنفیوز ہوئی کہ اس کے مطابق تو تانیہ سلجوق کو باہر جانے کا انفارم کر چکی تھی۔

"خیر میں ڈرائیور بھیج رہا ہوں آپ مس سعید سے پراجیکٹ فائل لے کر اسے دے دیجئے۔" سلجوق نے

سنجیدگی سے بات کاٹی۔

"سر ہم تو مال آئے ہوئے ہیں فائل تو گھر پر ہو گی۔" لورا ہچکچاتے ہوئے بولی۔

"مال کیوں؟ آپ نے مجھے انفارم کیوں نہیں کیا۔" سلجوق نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"سر وہ مس سعید۔۔۔" لورا الجھی کہ کہے تو کیا کہے

"ویسٹ مال سر۔"

"اوہ گاڈ! شہر کے دوسرے سرے پر، اتنی دور آپ لوگ کیسے گئیں؟" وہ ٹھیک ٹھاک تپ اٹھا۔

"سر میرے بوائے فرینڈ نے لفٹ دے دی تھی۔ ابھی بھی وہ ہی ہمیں پک کر کے گھر چھوڑ دے گا۔" لورانے جلدی سے انفارم کیا۔

ٹوں ٹوں، جواب میں سلجوق فون بند کر چکا تھا۔ وہ فون جیب میں ڈال کر سامنے زارا برینڈ شاپ کی طرف بڑھی جہاں تانیہ بڑے اطمینان سے کپڑے دیکھ رہی تھی۔

"مس سعید!"

"لورایہ ٹاپ دیکھو۔ اچھی ہے نا؟" تانیہ نے ایک اسٹائلش سی فل سلیوز شرٹ اسے دکھائی۔

"ویری بیوٹیفل!" لورا کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

"جاؤ جلدی سے ٹرائل روم میں اسے ٹرائے کرو۔" تانیہ نے شرٹ اس کی طرف بڑھائی۔

"نہیں مس سعید یہ بہت مہنگی ہے۔ میں افورڈ نہیں کر سکتی۔" لورانے پرائس ٹیگ دیکھ کر شرٹ واپس رکھی۔

"یہ میری طرف سے تمہارے لیے گفٹ ہے۔" تانیہ نے شرٹ اٹھا کر اس کے ہاتھوں میں زبردستی تھمائی۔ وہ

دونوں ہی شاپنگ میں بزی ہو گئی تھیں۔ کافی دیر بعد ہاتھوں میں بیگز اٹھائے وہ باہر نکلیں۔ اب وہ باتیں کرتے

ہوئے جلدی جلدی چل رہی تھیں جب ایک جیولری شاپ کے سامنے تانیہ ٹھٹک کر رک گئی۔

شیشے کی بنی جیولری شاپ پر ڈسپلے میں ایک انتہائی خوبصورت شعائیں بکھیرتی ہیروں کی رنگ لگی ہوئی تھی۔

"واؤ! یہ کس قدر حسین ہے۔" تانیہ کی آنکھوں میں ستائش اتر آئی۔

"یہ سیون ڈائمنڈ رنگ کہلاتی ہے اسے پرنس رنگ بھی کہتے ہیں۔" لورانے بتایا۔

"مجھے جیولری اتنی پسند نہیں ہے لیکن یہ رنگ واقعی بہت خوبصورت ہے۔"

"مس سعید! آپ کو پسند ہے تو خرید لیں آپ کی لائبریری میں یہ بہت سچے گی۔" لورا نے مشورہ دیا۔
 "ضروری نہیں کہ ہر وہ چیز جو ہمیں پسند آئے ہم اسے ضرور حاصل کریں۔ ویسے بھی اس کی قیمت بہت زیادہ ہے میں فورڈ نہیں کر سکتی۔" تانیہ نے مسکرا کر کہا اور آگے بڑھ گئی۔

وہ تیزی سے اپنے اسٹاف کو ہدایات دے رہا تھا۔ جب برائن نے اس سے پروجیکٹ کی ڈیزائننگ دیکھنے کی فرمائش کی برائن کو اوکے کہہ کر اس نے فون نکالا اور گھر فون کرنے لگا تا کہ ڈرائیور کو بھیج کر تانیہ سے یو ایس بی منگوالے۔ کافی دیر تک بیل جانے کے بعد فون میسج پر چلا گیا۔ دوبار وقفے وقفے سے فون ملانے کے باوجود جب فون کسی نے نہیں اٹھایا تو اس کی کشادہ پیشانی پر تفکر سے بل پڑ گئے۔

"یہ دونوں فون کیوں نہیں اٹھا رہیں۔" اس نے اب لورا کے پرسنل سیل پر کال ملائی۔

لورا نے فون اٹھایا۔ اسکے استفسار پہ لورا کے جواب نے تو اسے آگ لگا دی تھی۔ وہ ضدی لڑکی اسے بنا بتائے اتنی دور وہ بھی لورا کے بوائے فرینڈ کے ساتھ کیسے چلی گئی۔ ایک انجان مرد پر وہ کیسے اتنا بھروسہ کر سکتی ہے۔ سلجوق نے اپنی کلائی پر بندھی گھڑی میں وقت دیکھا دوپہر کے دو بجنے والے تھے۔ وہ آفس سے باہر نکلا۔

"برائن! ایک ضروری کام آگیا ہے۔ مجھے جانا ہو گا اور ڈونٹ وری پروجیکٹ فائل تمہیں کل مل جائیگی۔" وہ برائن کو انفارم کر کے تیز رفتاری سے باہر نکلا۔

ڈرائیور بھی اس وقت لنچ پر گیا ہوا تھا۔ اس نے اپنے بریف کیس سے گاڑی کا اسپریموٹ نکالا اور خود ہی گاڑی نکال کر تیز رفتاری کے سارے ریکارڈ توڑتے ہوئے ویسٹ مال کی طرف روانہ ہوا۔

ویسٹ مال ٹورنٹو کے بڑے مالز میں سے ایک تھا۔ جہاں دنیا بھر کی برانڈڈ شاپس، ڈیزائنرز بوتیک، اور ہر چیز موجود تھی۔ وسیع رقبے پر پھیلے مال میں ان دولڑکیوں کو ڈھونڈنا آسان نہیں تھا۔

وہ ماتھے پر بل لئیے اندر داخل ہوا اور اپنا فون نکالا۔ ارادہ لورا کو کال کر کے لوکیشن معلوم کرنے کا تھا لیکن اس سے پہلے وہ کال ملاتا ایک دلکش منظر نے اس کی توجہ اپنی طرف مرکوز کروا لی تھی۔

سامنے ہی مشہور زمانہ جیولری شاپ پر تانیہ شاید کوئی انگوٹھی دیکھ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں ایک چمک سی۔ تھی لمبے بالوں کی پونی حسب معمول نازک کمر پر جھول رہی تھی۔ گلابی شرٹ کا عکس اس کے خوبصورت چہرے کو مزید خوبصورت بنا رہا تھا۔ وہ بڑے انہماک سے ڈسپلے پر موجود انگوٹھی کی طرف متوجہ تھی۔ اسے دیکھ کر سلجوق کے تئیں ہوئے اعصاب پر ایک پھوار سی برس پڑی تھی۔

دیکھتے ہی دیکھتے وہ لورا سے مسکرا کر باتیں کرتے ہوئے آگے بڑھ گئی۔

سلجوق نے سنجیدگی سے اس کے چہرے کو دیکھا اور دکان کے اندر قدم بڑھائے۔

"کیا میں آپ کی کوئی ہیلپ کر سکتا ہوں؟" ایک سوٹڈ بوٹڈ خوش اخلاق سیلزمین تیزی سے اس کے پاس آیا۔
"مجھے ڈسپلے پر موجود رنگ دکھائیں۔" سلجوق نے آرڈر کیا۔

"ویری گڈ چوائس سر! آپ بیٹھیں میں ابھی نکلواتا ہوں۔" سیلزمین نے بائچھیں پھیلاتے ہوئے کہا۔
"سر سائز بتائیں؟" سیلزمین نے سوال کیا۔

"سائز!" سلجوق سوچ میں پڑ گیا۔ تانیہ پانچ فٹ چھ انچ کی نازک سی لڑکی تھی۔

"آپ یہ والا سائز دے دیں۔" سلجوق نے ایک مناسب سائز رنگ اٹھا کر دکھایا۔

سیلزمین نے حیرت سے اسے دیکھا۔ وہ ایک بہت ہی خوبصورت اور مہنگی ترین انگوٹھیوں میں سے ایک تھی۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"سرہم جیولری پر ریفرنڈ نہیں کرتے ہیں۔ بہتر ہے آپ پہلے میم کا سائز پتہ کر لیں۔" اس نے جھجکتے ہوئے ایڈوائس دی۔

"آپ یہ سائز فائنل کیجئے اور بل لائیں۔" سلجوق سرد لہجے میں بولا۔
"شیور سر!" وہ سر ہلاتے ہوئے تیزی سے رنگ نکال کر ایک خوبصورت سی ڈبیا میں رکھ کر سلجوق کے پاس لایا۔

"تیس ہزار ڈالر سر!" اس نے بل پیش کیا۔
سلجوق نے جیب سے کریڈٹ کارڈ نکال کر پیمینٹ کی اور باہر نکل گیا۔
اب اس کی نظریں تانیہ کو ڈھونڈ رہی تھیں۔

تانیہ اور لورا باتیں کرتے ہوئے چل رہی تھیں۔ جب تانیہ کو اپنے نام کی پکار سنائی دی۔ تانیہ اور لورا دونوں پلٹیں۔

"تانیہ! مس تانیہ سعید۔" ایک باوقار سا بتیس سالہ آدمی ان کی سمت آ رہا تھا۔
"مس سعید آپ اس آدمی کو جانتی ہیں؟" لورانے سوال کیا۔

"یس! لورا۔" تانیہ اسے جواب دے کر اس آدمی کی طرف متوجہ ہوئی جو ان کے نزدیک پہنچ چکا تھا۔
"آپ ادھر کینیڈا میں؟" اس نے پر شوق نظروں سے تانیہ کو دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"جی مسٹر وکیل میں ادھر ورک پر آئی ہوئی ہوں۔" تانیہ نے روکھے لہجے میں جواب دیا۔

"ڈونٹ بی فار مل تانیہ، آپ مجھے کامران کہہ سکتی ہیں آخر ہمارے فیملی ٹرمز بھی ہیں۔" کامران نے اسے ٹوکا۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"آپ اس دن کیس لے کر آئی تھیں پھر واپس ہی نہیں آئیں۔ میں آپ کا انتظار کرتا رہا۔" کامران نے شکوہ کیا۔

"جی بس وہ ٹائم ہی نہیں ملا۔" تانیہ اس کی نظروں سے الجھن کا شکار ہو رہی تھی۔
"آپ نے تو اپنا نمبر تک نہیں دیا تھا ورنہ میں آپ کو کال ہی کر لیتا۔ چلیں ابھی نمبر دیں تاکہ نیکسٹ ٹائم ایسا نہیں ہو۔" اس نے اپنا فون نکالا۔

"میرے پاس ابھی نمبر نہیں ہے۔" تانیہ نے پیچھا چھڑانے والے انداز میں جواب دیا۔
"واٹ! کم آن تانیہ آپ کو اپنا نمبر یاد نہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے؟ خیر چھوڑیں! آئیے پاس ہی ایک کافی شاپ ہے بیٹھ کر آرام سے باتیں کرتے ہیں۔" کامران نے شائستگی سے تانیہ کو کافی کی آفر دی۔
سلجوق کو دور سے ہی تانیہ کی پونی ٹیل نظر آگئی تھی جو تمام چلتی ہوئی لڑکیوں میں نمایاں تھی۔
وہ مسکراتے ہوئے آگے بڑھا ہی تھا جب اس نے تانیہ کو اسی پاکستان میں ریسٹورنٹ والے آدمی سے باتیں کرتے ہوئے دیکھا۔

"کیا ہو رہا ہے؟" سلجوق نے کامران کو گھورتے ہوئے تانیہ سے سوال کیا۔
"آپ کون؟؟؟" کامران کو سلجوق کی دخل اندازی پسند نہیں آئی تھی۔
"کامران صاحب یہ میرے پاس۔" تانیہ نے سلجوق کو دیکھتے ہوئے تعارف کروانا شروع کیا۔
"مس سعید! آپ کو میرا تعارف کروانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اپنا تعارف خود اور بہت اچھے طریقے سے کروا سکتا ہوں۔" وہ تانیہ کی بات کاٹتے ہوئے سرد لہجے میں بولا۔
"آپ!" تانیہ نے دانت پیسے۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"تانیہ کیا یہ شخص نہیں پھر پریشان کر رہا ہے؟" کامران کے تانیہ کے سرخ چہرے کو دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"مسٹر وکیل ڈونٹ کال ہر تانیہ اور اس سے دور رہو تمہارے حق میں یہی بہتر ہے۔" سلجوق نے سرد لہجے میں اسے وارن کرتے ہوئے ساکت کھڑی تانیہ کا ہاتھ تھاما اور لورا کو ساتھ آنے کا اشارہ کر کے وہاں سے چل پڑا۔

"کیا بد تمیزی ہے؟ چھوڑو میرا ہاتھ۔" تانیہ نے غصے سے اسے اردو میں ڈانٹا۔

"سر! باہر جیک ہمارا ویٹ کر رہا ہے۔" لورا نے ڈرتے ڈرتے سلجوق کو مخاطب کیا۔

"مس لورا آپ جیک کے ساتھ جائیں اور آج ڈے آف لے لیں کل تک ورک پر آجائیے گا۔" اس نے لورا کو منظر سے غائب کیا۔

"او کے سر! بائے مس سعید۔" وہ ترحم بھری نظروں سے تانیہ کو دیکھتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔

سلجوق نے لورا کے جاتے ہی تانیہ کے ہاتھ پر اپنی گرفت مزید مضبوط کی اور تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے اپنی گاڑی تک آکر دروازہ کھول کر تانیہ کو اندر بٹھایا اور خود بھی ڈرائیونگ سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔

گاڑی تیز رفتاری سے چلتی ہوئی اپنی منزل کی طرف جارہی تھی۔ وہ دونوں ہی خاموش تھے۔ ایک سناٹا سا چھایا ہوا تھا۔ فلیٹ کی انڈر گراؤنڈ پارکنگ میں گاڑی پارک کر کے سلجوق نے اتر کر تانیہ کا دروازہ کھولا۔

"ڈونٹ ٹچ می!" تانیہ اس کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے گاڑی سے اتری اور لفٹ کی سمت بڑھی۔

سلجوق پر سوچ نظروں سے اسے جاتا دیکھ رہا تھا۔ یہ لڑکی اس کی سمجھ سے باہر تھی گاڑی لاک کر کے اپنا بریف کیس اور تانیہ کے شاپنگ بیگ اٹھا کر وہ بھی اوپر فلیٹ کی طرف بڑھا۔

تانیہ کا موڈ بہت زیادہ خراب ہو چکا تھا۔ اپنے کمرے میں آکر اس نے اپنا پرس اتار کر بیڈ پر پٹخا، کامران کی نظریں اور بے تکلفی اسے بھی پسند نہیں آئی تھی لیکن وہ اسے اپنے اسٹائل سے خود دلیں کرنا چاہتی تھی۔

"یہ بد تمیز انسان تو خود کو میرا باہی سمجھ بیٹھا ہے۔" تانیہ بڑبڑائی۔

تانیہ کے دروازے پر کھڑا سلجوق اس کی بڑبڑاہٹ سے بڑے آرام سے مستفید ہوا تھا۔

"ابا! لاحول ولا قوۃ۔" سلجوق نے لاحول پڑھی اور اندر داخل ہوا۔

"مس سعید! وہ اندر آیا۔

"آپ۔۔۔" وہ سلجوق کو دیکھ کر سیدھی کھڑی ہوئی۔

"آپ خود کو سمجھتے کیا ہیں؟" تانیہ پھنکاری۔

"کم از کم آپ کا ابا ہر گز نہیں سمجھتا۔" وہ دلچسپی سے اس کے غصہ سے سرخ پڑتے گالوں کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"میں آپ کی ایک ایمپلائی ہوں۔ بہتر ہے مجھے اسی طرح ٹریٹ کریں ورنہ۔۔۔۔۔" وہ مٹھیاں بھینچ کر بولی۔

"ورنہ کیا، کیا کرو گی؟" سلجوق نے آرام سے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

"میں یہ کانٹریکٹ توڑ کر واپس چلی جاؤں گی۔ مجھے اتنا بھی بے بس مت سمجھنا۔ میں یہاں کی ہائی کمان میں

تمہاری کمپلین کرونگی اور اپنے ڈاکو مینٹس نکلو کر واپس چلی جاؤں گی۔" تانیہ نے انگلی اٹھا کر اسے وارن کیا۔

"ویل مس سعید آپ آخر چاہتی کیا ہیں؟" سلجوق نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"مسٹر خانزادہ! آپ کو صرف اپنے کام سے کنسرن ہونا چاہئے۔ میں کہاں جاتی ہوں؟، کس سے ملتی ہوں کیا

کرتی ہوں؟ یہ آپ کا کنسرن نا ہے اور نا ہی ہونا چاہئے۔" تانیہ نے اپنی بات واضح کی۔

"میرے علاوہ کسی مرد سے ملو گی تو یہ میرا کنسرن ہے، تمہیں کوئی اور کیوں دیکھے؟ یہ بھی میرا کنسرن ہے۔ تم

تانیہ سعید! پوری کی پوری میرا کنسرن ہو۔" سلجوق نے شانوں سے اسے تھامتے ہوئے سرد لہجے میں اسے آگاہ

کیا۔

اس کی نظروں سے اٹھتے شرارے تانیہ کو پسپا کر رہے تھے۔ وہ اپنی نظریں جھکا گئی۔ اس کی بمبی پلکوں کو دیکھتے ہوئے وہ ایک گہرا سانس لے کر پیچھے ہٹا۔ یہ ضدی لڑکی ابھی اس کے جذبات سمجھنے سے قاصر تھی۔

"مس سعید! آپ سے کیا کہا تھا کہ کہیں بھی جائیں مجھے بتا کر جائیں تو۔"

"تو کیا؟" تانیہ نے اپنے حواس بحال کئے۔

"تو مال جانے سے پہلے مجھے انفارم کیوں نہیں کیا؟" سلجوق نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"میرے پاس سیل فون نہیں ہے اور اتنا تو آپ کو علم ہو گا کہ ہمارے پاکستانی نیٹ ورک ادھر کام نہیں کرتے۔" تانیہ نے جان چھڑاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے کل تک آپ کو فون مل جائے گا آئندہ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔"

"ملنا بھی چاہئے آخر آپ کی کمپنی اتنا تو افورڈ کر ہی سکتی ہو گی۔" تانیہ نے گویا قسم کھائی تھی کہ اس کا کوئی احسان نہیں ماننا ہے۔

سلجوق نے تانیہ کو گہری نظروں سے دیکھا۔ یہ لڑکی دن بہ دن اس کے دل کے تاروں کو چھیڑے جا رہی تھی۔ اس کا خفا ہونا اسے اپنی طرف کھینچنے لگا تھا۔

وہ کچھ سوچ کر مضبوط قدم اٹھاتے ہوئے اس کے بالکل سامنے آکر کھڑا ہوا اور جیب میں ہاتھ ڈال کر انگوٹھی نکالی۔

"یہ میری طرف سے آپ کیلئے ایک چھوٹا سا گفٹ۔" اس نے خوبصورت سا باکس اس کی سمت بڑھایا۔

"سوری میں غیروں سے گفٹ نہیں لیتی۔" تانیہ نے حیرت سے اس جیولری باکس کو دیکھتے ہوئے انکار کیا۔

"مس سعید! میں غیور نہیں ہوں اور یہ گفٹ تو آپ کو لینا ہی پڑے گا۔" سلجوق کو اس کے انداز غصہ دل رہا تھا۔

"کوئی زبردستی ہے کیا؟ یا یہ بھی کسی کانٹریکٹ میں لکھا ہے کہ باس سے گفٹ وصول کرنا لازمی ہے۔" تانیہ دو ٹوک انداز میں بولی۔

سلجوق نے گہری نظروں سے اسے تپانے کی کوشش کرتے ہوئی سامنے کھڑی نازک لڑکی کو دیکھا اور ایک جھٹکے سے اس کا بایاں ہاتھ پکڑ کر باکس کھول کر رنگ نکالی۔

"کیا بد تمیزی ہے؟" تانیہ نے زور لگا کر ہاتھ چھڑانا چاہا۔

سلجوق نے اطمینان سے رنگ نکال کر اس کی تیسری انگلی میں گھسائی اور اس کا ہاتھ اپنی گرفت سے آزاد کیا۔ "اف! جنگلی آدمی۔" تانیہ کی کھال تک میں جلن ہوئی۔

"ہاؤڈیو؟ تمہاری اتنی ہمت۔۔۔" تانیہ پھنکاری۔

"یہ اپنی انگوٹھی واپس لو۔" اس نے رنگ اتارنی چاہی پر وہ بری طرح سے اس کے ہاتھ میں پھنس گئی تھی۔

"تمہیں اتنی بھی تمیز نہیں کہ لڑکی کو انگوٹھی کیسے پہناتے ہیں کم از کم سائز تو ٹھیک لانا تھا اب میں یہ اتاروں کیسے۔" تانیہ نے غصہ سے اسے دیکھا۔

"اتارنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ سنبھال کر رکھو۔" وہ کندھے اچکا کر پلٹا۔

"میں! میں یہ انگوٹھی تمہارے منہ پر ماروں گی۔" تانیہ نے اسے پیچھے سے لٹکایا۔

سلجوق جاتے جاتے پلٹ کر واپس آیا۔

"آئی چیلنجیو۔ تمہارے پاس پورے تین ویک ہیں یہ انگوٹھی اتار کر دکھاؤ ورنہ۔" وہ بولتے بولتے رکا۔

"ورنہ کیا؟" تانیہ نے شرارہ انگلی نگاہوں سے اس ضدی کھڑوس بد تمیز ناقابل برداشت انسان کو گھورا۔

"ورنہ اسے اپنی انگلی جھنٹ رنگ سمجھ کر رکھ لینا۔" وہ ابرو اچکا کر کہتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

وہ کب سے سنک پر نکلا کھولے ہاتھ پر صابن، شیمپو، کنڈیشنر اور جو جو اسے ملا گا کر انگوٹھی کو انگلی سے نکالنے کی کوشش کر کر کے ہکان ہو چکی تھی۔ مگر وہ انگوٹھی بھی اپنے مالک کی طرح بہت ڈھیٹ تھی۔ اترنا تو دور کی بات اپنی جگہ سے ہلکی سی کھسکی بھی نہیں تھی۔ اتنی کوششوں کے بعد اس کا ہاتھ پورا سرخ پڑ گیا تھا۔ تھک ہار کر وہ واش روم سے نکلی اور کچن کا رخ کیا۔ اس کا اردہ مکھن یا تیل انگلی پر لگا کر ٹرائے کرنے کا تھا۔

سامنے ہی کچن میں ٹراؤزر کے اوپر ہاف سلیزوٹی شرٹ میں ملبوس بالکل گھریلو حلیے میں، ماتھے پر بکھرے گیلے بالوں کے ساتھ سلجوق اسٹوپر چائے بنا رہا تھا۔

تانیہ قاتلانہ نظروں سے اسے گھورتے ہوئے اندر داخل ہوئی اور سلجوق کو مکمل نظر انداز کرتے ہوئے فریج کھولا۔

جیم، جیلی، انڈے، دودھ وہ تمام چیزیں الٹ پلٹ کر رہی تھی۔ سب کچھ موجود تھا سو اے مکھن کے۔ سلجوق نے اطمینان سے چائے اپنے مگ میں انڈیلی اور وہیں سلیب سے ٹیک لگا کر چسکیاں بھرتے ہوئے تانیہ کی حرکات کو دلچسپی سے دیکھنے لگا۔

تانیہ نے مکھن کی تلاش میں ناکامی کے بعد اتنی زور سے فریج کا دروازہ بند کیا کہ پورا فریج ہل کر رہ گیا۔ اب اس کا رخ کینٹ کی طرف تھا۔ مکھن نا سہی، کوکنگ آئل ہی سہی۔ وہ لیفٹ سائنڈ چیک کرنے کے بعد سلجوق کی سائیڈ پر آئی۔ وہ اسے دیکھتے ہی ہاتھ اوپر اٹھا کر مسکراتے ہوئے سلیب سے ہٹا۔

"کس چیز کی تلاش ہے؟ کیا میں کچھ مدد کر سکتا ہوں؟" اس نے تانیہ کی الٹ پلٹ کو دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk

تانیہ نے خونخوار نظروں سے اسے دیکھا اور سلیب کے نیچے بنے کیبنٹ کا دروازہ دھڑام سے بند کر کے کچن سے باہر نکلی۔ فلیٹ کے دروازے پر آکر اپنی جیب ٹٹول کر والٹ کی موجودگی چیک کی اور مین ڈور کھولا ہی تھا کہ سلجوق نے اس کے عین پیچھے سے ہاتھ بڑھا کر دروازہ بند کرتے ہوئے اسے مخاطب کیا۔

"مس سعید اس وقت آپ کدھر جا رہی ہیں؟" اس نے سنجیدگی سے سوال کیا۔

تانیہ غیر محسوس طریقے سے اس کے حصار سے نکلتی ہوئی پیچھے ہٹی۔

"جی مس سعید آپ نے بتایا نہیں کہ کہاں جا رہی ہیں؟" سلجوق نے دونوں ہاتھ سینے پر باندھتے ہوئے اپنی پوری توجہ سامنے خفا کھڑی ہوئی گڑیاسی لڑکی پر مرکوز کی۔

"مجھے بڑچاہئے وہ لینے جا رہی ہوں۔" تانیہ نے روکھے لہجے میں جواب دیا۔

"کیوں؟" سلجوق نے سوال کیا۔

"کیوں کا کیا مطلب؟ بڑچاہئے وہ لینے جا رہی ہوں۔ اب کیا مکھن بھی آپ سے پوچھ کر لینا ہو گا؟" تانیہ نے غصہ دباتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا کرنا ہے مکھن کا؟ اگر مجھے لگانے کا سوچ رہی ہیں تو پریشان مت ہوں، میں مکھن پروف ہوں۔" وہ سکون سے بولا۔

"جی نہیں میں آپ کو مکھن لگا کر، مکھن کی شان میں گستاخی ہر گز نہیں کر سکتی۔ اب سامنے سے ہٹیں مجھے باہر جانا ہے۔" وہ اپنی دانست میں اس کھڑوس کی بے عزتی کرتے ہوئے گویا ہوئی۔

"سوری مس سعید آپ اس وقت اکیلے باہر نہیں جاسکتیں۔ انفیکٹ آج سے تین ویک تک آپ میرے ساتھ ہی کہیں آئیں جائیں گی۔" اس نے دو ٹوک لہجے میں اسے وارن کیا۔

"آپ مجھے اس طرح باؤنڈ نہیں کر سکتے ہیں۔ میرے بھی کچھ رائٹس ہیں۔"

"آپ ایک سال تک اپنے سارے رائٹس کانٹریکٹ میں مجھے دے چکی ہیں۔ اب مزید بحث کی گنجائش نہیں ہے۔ جائیں آرام کریں۔ ڈنر میں نے آرڈر کر دیا ہے۔ کچھ دیر تک آجائے گا۔" وہ اسے بازو سے پکڑ کر دروازے سے ہٹا کر ایک طرف کرتے ہوئے بولا۔

تانیہ نے بحث جاری رکھنا بے کار جان کر کچن کی طرف قدم بڑھائے۔

"کھانا ڈیلور ہو جائے گا۔ آپ تردد مت کریں۔" سلجوق نے اسے ٹوکا۔

"آپ کے گھر میں کوکنگ آئل نہیں ہے؟" تانیہ نے زچ آکر سوال کیا۔

سلجوق قدم اٹھاتے ہوئے اس کے نزدیک آیا اور بہت نرمی سے اس کا بایاں ہاتھ تھام لیا۔

"یہ ابھی گھر نہیں فلیٹ ہے، ہاں جب تم اسے ہمارا گھر بناؤ گی تو کوکنگ آئل تو کیا دنیا کی ہر چیز تمہارے قدموں

میں ڈھیر کر دوں گا۔" وہ گھمبیر لہجے میں اس کے ہاتھ میں سبھی انگوٹھی کو دھیرے سے اپنے لبوں سے چھوتا ہوا

اس کا دل دھڑکا گیا تھا۔

"کیا بد تمیزی ہے یہ؟ ہاتھ چھوڑیں۔" تانیہ نے دھیمے لہجے میں کہتے ہوئے اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے نکالنے کی

کوشش کی۔

"تانیہ! کبھی انا کو چھوڑ کر ہمارے بارے میں ایک بار سوچ کر دیکھنا تمہیں اپنے اندر باہر سب جگہ میں ہی میں

نظر آؤں گا۔" وہ نرمی سے اس کا ہاتھ اپنی گرفت سے آزاد کرتے ہوئے بولا۔

"یہ جو انا ہوتی ہے نا یہ بہت ظالم چیز ہوتی ہے۔ جو ہمیں تھوڑی دیر کیلئے سرخرو تو کر دیتی ہے۔ لیکن زندگی بھر کا

نقصان دے جاتی ہے۔ بہتر ہے اپنی انا کو ٹھیس پہنچائے بغیر خوش رہنا سیکھ لو اور یقین کرو مجھے تو تمہاری انا بھی

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"اگر آپ کو میری انا، میرا وقار عزیز ہوتا تو آپ بھی بھی اس طرح مجھے ٹریٹ نہ کرتے۔" وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے پیچھے ہٹی۔

"اچھی لڑکی! مجھے تمہاری انا، تمہارا وقار عزیز تھا۔ جبھی عزت سے تمہارا رشتہ مانگا تھا اور یہ بھی میں اچھی طرح سے جانتا ہوں کہ تمہاری زندگی میں کوئی نہیں ہے۔ تم شیشے کی مانند شفاف ہو، اتنی شفاف کہ میں باسانی تم میں اپنا عکس دیکھ سکتا ہوں اور تمہاری یہی شفافیت، کردار کی مضبوطی مجھے مجبور کر گئی کہ تمہیں اپنی زندگی میں شامل کر لوں۔" اس نے ساکت کھڑی تانیہ کو دیکھا۔

"مس سعید! میرے جیسا مرد جس نے اپنی ساری زندگی اپنے کردار کو، اپنے نام کو، صاف رکھا ہو۔ وہ اپنی شریک حیات بھی ایسی ہی چاہتا ہے۔ جس پر کبھی بھی کسی کا سایہ تو دور کی بات پر چھائی تک نہ پڑی ہو، جس کے خیالوں تک میں کسی کا بسیرا نہ ہو اور تم۔۔۔" وہ دھیرے سے کہتا ہوا اس کے نزدیک آیا اتنا نزدیک کہ تانیہ کی پلکیں اس کے عارضوں پہ سایہ فگن ہو گئی تھیں۔

"تم میری تلاش کا ثمر ہو، میرے ماں باپ کی میرے حق میں مانگی ہوئی دعا ہو۔" وہ دھیرے سے اس کی لرزتی پلکوں پہ پھونک مارتے ہوئے پیچھے ہٹا اور لمبے لمبے قدم اٹھاتے ہوئے اپنے بیڈروم کی طرف چلا گیا۔ سلجوق کے جاتے ہی تانیہ نے اپنی رکی ہوئی سانس خارج کی۔

"یہ واقعی سلجوق تھا؟" اس نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا، جو زور زور سے دھڑک رہا تھا۔

اپنے دل کو سمجھاتے ہوئے وہ کمرے میں آئی اور دروازہ بند کر کے بستر پر گرنے کے سے انداز میں لیٹ گئی۔

"میں اچھی لڑکی ہوں۔ میرا کردار شفاف ہے۔" وہ خود کو جیسے باور کر رہی تھی۔

"ارے لڑکیوں جیسی تو کوئی بات ہی نہیں ہے اس نگوڑ ماری میں، لوٹھا کی لوٹھا ہو گئی ہے اور چائے بنانی تک نہیں

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"ماموں مجھے اپنے لیے ایک باوقار سی وائف چاہیے اور تانیہ! نہیں میں اسے نہیں جھیل سکتا۔ مجھے سوسائٹی میں اپنا تماشہ نہیں بنوانا۔"

"بس سعید میں یہ رشتہ توڑ رہی ہوں۔ ویسے بھی ایسی لڑکانہ چھلتی کودتی لڑکیوں سے کون شادی کرتا ہے؟"
ماضی کی آوازیں آج بھی اس کے کانوں میں گونج رہی تھیں۔

تانیہ نے لیٹے لیٹے اپنا بایاں ہاتھ اٹھا کر اس میں بڑے شان سے جگمگاتی ہوئی انگوٹھی کو دیکھا اور مسکراتے ہوئے اپنے لب اس انگوٹھی پر رکھ دیے۔ وہ عزت کی حقدار تھی اور اتنی بھی ناشکری نہیں تھی کہ جو مرد اس کے کردار کو شفاف مان رہا ہو، جو اس کی انا کو عزیز رکھتا ہو اسے ٹھکرا دے۔ ایک عزت دار عورت کے لیے کردار سے بڑھ کر کچھ نہیں ہوتا اور جو مرد اس کے کردار کی گواہی دے، اس مرد کی محبت کو ٹھکرانے کی کوشش کرنا ناشکری ہی تھی۔

"ابھی کچھ دن لگیں گے، لیکن زخم سل رہے ہیں۔ پھولوں کی خوشبو محسوس ہو رہی ہے۔ شاید مجھے آپ پر اعتبار ہو رہا ہے۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے آنکھیں موند گئی۔

سلجوق کے آفس جانے کے بعد وہ کمرے سے نکلی تو سامنے ہی لورا سفید اسکرٹ شرٹ میں اپیرن باندھے گنگناتے ہوئے ڈسٹنگ کرنے میں مصروف تھی۔

"گڈ مارننگ! مس سعید۔" لورا نے اسے دیکھتے ہی وش کیا۔

"تم کب آئیں اور آج تمہارا اسٹاف نہیں آیا جو خود صفائی کر رہی ہو؟" تانیہ نے حیرت سے پوچھا۔

"بس! میں آج بہت خوش ہوں تو سب کو چھٹی دے دی۔ آپ میز پر آئیں میں آپ کو بریک فاسٹ کرواتی ہوں۔" وہ ڈسٹر رکھ کر کچن کی طرف قدم بڑھائے ہوئے بولی۔

"اتنا خوش کیوں ہو؟" تانیہ نے کچن کے دروازے پر کھڑے ہو کر سوال کیا۔

"مس سعید میرا فیانسی، میرا بوائے فرینڈ جیک اور اس کی ماں اس سال کے آخر میں ہماری شادی پر راضی ہو گئے ہیں۔" لورا نے انڈہ فرائے پین میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"مبارک ہو یہ تو بہت اچھی خبر ہے۔ ویسے تمہارا فیانسی بہت لکی ہے۔ جسے تم جیسی اچھی لڑکی ملی؟" تانیہ نے خوشدلی سے کہا۔

"نہیں مس سعید! لکی تو میں ہوں۔ جو مجھے اتنا چاہنے والا، ہسبینڈ مل رہا ہے۔ آپ کو بتاؤں وہ اسی سال اپنی ہاؤس جاب کر کے فارغ ہوا ہے، ڈاکٹر ہے۔ جب وہ انگلینڈ پڑھنے گیا تھا تو میں نے سوچا تھا اب اسے کہاں اپنے اسکول کی گرل فرینڈ یاد رہے گی۔ جو وہ مجھے پر اس رنگ پہنا کر پابند کر گیا تھا۔ مگر وہ ایک ڈاکٹر بن کر صرف میرے لئے پلٹ کر واپس آیا۔" لورا کے چہرے پر الوہی سی چمک تھی۔

"اللہ ہمیشہ تمہیں خوش رکھے آمین۔" تانیہ نے کہا۔

"تھینک یو! مس سعید۔" لورا نے سر کو خم دیا۔

"اب آپ ڈائننگ ٹیبل پر چلیں میں آتی ہوں۔" وہ تانیہ کو میز پر جانے کا کہہ کر فرائی پین کی طرف متوجہ ہوئی۔

تانیہ میز پر آئی تو سامنے ہی ایک ڈھکی ہوئی ٹرے پر سرخ کھلتا ہوا گلاب رکھا تھا۔ جس کے نیچے چٹ پر اس کا نام تھا۔ اس نے حیرت سے اس خوبصورت گلاب کو اٹھا کر ٹرے کا کورا اٹھایا۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
تین طرح کے مکھن، اور کئی طرح کے مارجرین اس ٹرے میں نفاست سے سجے ہوئے تھے۔ ساتھ ہی ایک اور
چٹ تھی۔

"مکھن سی لڑکی کیلئے!"

سلجوق خانزادہ!

اس کی سمجھ نہیں آیا کہ کیاری ایکشن دے۔ ہنسنے، روئے یا کیا کرے۔ تبھی لورا مسکراتے ہوئے چائے، انڈہ
ڈبل روٹی اس کیلئے لے کر آئی۔

"لورایہ سب تم لائی ہو؟" تانیہ نے ہاتھ سے ٹرے کی طرف اشارہ کیا۔

لورا جواب تو کیا دیتی۔ وہ تو اس کا ہاتھ دیکھ کر چونک گئی اور تیزی سے اس کا ہاتھ تھاما۔

"اوہ گاڈ! آپ اور سرانگیج ہو گئے ہیں۔" وہ اس کے ہاتھ میں جگمگاتی پرنس رنگ کو پر شوق نظروں سے دیکھ
رہی تھی۔

"اسی لئے سر نے مجھے چھٹی دی تھی کہ آپ کو اکیلے میں، تنہائی میں پرپوز کر سکیں۔" لورا نے اسے چھیڑا۔

تانیہ کی سمجھ میں نہیں آیا کہ اسے کیا جواب دے۔

"مس سعید! سر سلجوق خانزادہ جیسے ہینڈ سم، کامیاب اور سینسٹر مرد سے ساری زندگی کیلئے منسلک ہونے کے

لڑکیاں خواب دیکھا کرتی ہیں۔ بچپن سارا گڑیوں سے کھیلتے ہوئے گزرتا ہے اور جیسے ہی ہم لڑکیاں بچپن کی

سرحدوں سے نکلتی ہیں تو بس ایک کیئرنگ، طاقتور، محبت کرنے والے شہزادے کے خواب دیکھنے لگتی ہیں۔

لیکن ہر لڑکی آپ کی طرح خوش قسمت نہیں ہوتی۔ سب کو شہزادے نہیں ملا کرتے۔" لورا ایک جذب سے

بولے جا رہی تھی۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
لورا کی باتوں نے اسے ڈپریشن میں مبتلا کر دیا تھا۔ کیا وہ واقعی سلجوق کے ساتھ ساری زندگی کیلئے کمیٹڈ ہو رہی تھی؟ کیا وہ واقعی خوش قسمت تھی؟ اس نے تو اپنی زندگی سے "عمر" جیسے تلخ تجربے کے بعد شادی کا ورق ہی پھاڑ دیا تھا۔ جب اس کی سگی پھپھی اور بچپن کا منگیترا سے چھوڑ چکے تھے تو وہ غیروں سے کیا امید رکھتی۔
"مس سعید ناشتہ ٹھنڈا ہو رہا ہے۔" لورا کی آواز نے اسے سوچوں سے نکالا اور وہ آہستگی سے سر ہلاتے ہوئے پلیٹ کی طرف متوجہ ہوئی۔

"لورا! یہ انڈہ کیسے فرائی کیا؟" اس نے سوال کیا۔
"فرائی پین میں میم۔" لورا نے حیرت سے جواب دیا۔ بھلا یہ بھی کوئی سوال تھا۔ وہ اتنی دیر سے مبارک باد دیے جا رہی تھی اور یہ انڈے کا پوچھ رہی ہیں۔
"آئی مین آئل کہاں سے آیا؟ میں کل آئل ڈھونڈ رہی تھی تو پکن میں تھا ہی نہیں۔" تانیہ نے وضاحت کی۔
"اوہ سوری مس سعید میں آئل ہمیشہ اندر اوون میں رکھ دیتی ہوں تاکہ کینبٹ چکنے ناہوں۔ آپ سر سے پوچھ لیتیں، انہیں تو پتہ تھا۔" لورا نے شرمندگی سے جواب دیا۔
"کوئی بات نہیں اور یہ اتنے سارے مکھن کیوں؟" اس نے اب ٹرے میں سبجے مکھن ومارجرین کی طرف اشارہ کیا۔

"مس سعید! یہ تو سر سلجوق کو پتہ ہو گا۔ وہی صبح باہر گئے تھے۔ یہ ٹرے انہوں نے ہی رکھی تھی۔" لورا نے چائے کا کپ اس کی طرف بڑھایا اور خود بھی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔

تین دن سے وہ لگاتار برائے کے ساتھ اس پروجیکٹ کو فائنل کرنے میں لگا ہوا تھا اور آج ٹاؤن ہال سے اپروول مل گئی تھی۔
Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"سلجوق! اب سیلیبریشن تو بنتی ہے۔" برائن نے خوشی سے فاسٹل بند کر کے سلجوق کا مخاطب کیا۔

"سیلیبریشن؟ کیا کرنا ہے بولو۔" سلجوق بھی آرام سے کرسی سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

"میں ایک زبردست سی پارٹی رکھنا چاہتا ہوں۔ جو سالوں تک سب کو یاد رہے۔ شہر سے دور کروزشپ پر سارے انویسٹرز اور فرینڈز کے ساتھ، اپنی اس خوشی کو سیلیبرٹ کرنا چاہتا ہوں۔ یہ پراجیکٹ میرا ایک دیرینہ خواب تھا۔" برائن نے اپنا پلان ترتیب دیا۔

"اوکے رکھ لو میری کوئی ہیلپ چاہیے ہو تو بتا دینا۔" سلجوق نے سنجیدگی سے اسے اپنی مدد آفر کی۔ "تم بس آجانا اس سے زیادہ کوئی ڈیمانڈ نہیں اور ہاں پارٹی پر تمہارے لیے ڈیٹ کارڈ میں کردوں گا۔ ورنہ ہمیشہ کی طرح اکیلے اٹینڈ کرتے ہوئے کم از کم مجھے تو بہت برے لگو گے۔" برائن خوشدلی سے بولا۔

"نو برائن اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میں مینج کر لوں گا۔" وہ اسے ٹوک گیا۔

"ٹھیک ہے پھر اس ویک اینڈ کروزر پر۔ میں پارٹی آرگنائزر رہا کر رہا ہوں اور سیٹر ڈے ایوننگ شام چار بجے تک تم بھی کروزر پہنچ جانا۔" برائن نے خوشدلی سے بات ختم کی۔

آفس سے فارغ ہو کر وہ تھکا ہارا گھر پہنچ کر سیدھا اپنے کمرے میں چلا گیا۔ کئی دنوں سے تانیہ نے اسے مسلسل انکور کیا ہوا تھا۔ وہ اس کے آفس جانے کے بعد کمرے سے نکلتی تھی اور اس کے آنے پر دوبارہ کمرے میں قید ہو جاتی تھی۔ اپنا سارا کام بھی وہ اسے پابندی سے ای میل کر رہی تھی۔ وہ بھی اسے سوچنے کا وقت دینا چاہتا تھا۔ اس لئے اسے بالکل تنگ نہیں کر رہا تھا۔

ایک گھنٹہ آرام کرنے کے بعد وہ اٹھا اور فریش ہو کر سیدھا تانیہ کے روم کی طرف بڑھا۔ داتک دے کر اندر داخل ہوا۔ جہاں سامنے ہی وہ بیڈ پر لیپ ٹاپ رکھے سامنے پیپر پھیلائے ڈیزائننگ میں لگی ہوئی تھی۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"مس سعید!" تانیہ نے چونک کر سر اٹھایا۔

8skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"آپ کے پاس پندرہ منٹ ہیں۔ جلدی سے تیار کر باہر آئیں۔ ہمیں ایک کام سے جانا ہے۔ نوایسکیوز، نو
آرگیومنٹ بس پندرہ منٹ۔" وہ اسے حکم دیتا ہوا سیدھا باہر نکل گیا۔

تانیہ نے اس کے جانے کے بعد لیپ ٹاپ بند کیا۔ اب کدھر جانا ہے؟ کیسی تیاری کرنی ہے یہ تو اس کھڑوس نے
بتایا ہی نہیں تھا۔ وہ سوچتے ہوئے اٹھی اور ایک سادہ سی فل سلیو کرتی اور جینز نکال کر واش روم میں گھس گئی۔
وہ لونگ روم میں ٹی وی پر نیوز چینل دیکھ رہا تھا۔ جب سفید کرتی پر گلے میں اسٹالر ڈالے اور بالوں کو مخصوص
انداز میں جکڑے ہوئے وہ اندر داخل ہوئی۔ جیولری کے نام پر صرف اس کی پہنائی ہوئی انگوٹھی اس کے ہاتھ
میں تھی۔ ایک ستائشی سی نظر اس پر ڈال کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"آئیے!" اسے اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے اس نے گاڑی کی چابی اٹھائی اور باہر نکل گیا۔
"کیا کوئی میٹنگ ہے؟ میں اپنی نوٹ بک رکھ لوں پوائنٹس کیلئے؟" تانیہ نے دروازے پر رک کر سوال کیا۔
وہ رکا اور پلٹا۔

"نہیں ایک آفیشل پارٹی ہے دو دن بعد اس کیلئے آپ کو شاپنگ کروانی ہے۔" سلجوق نے سنجیدگی سے کہا۔
"بٹ!" تانیہ الجھی۔
"مس سعید! یہ ایک ہائی لیول بزنس پارٹی ہے اور میں نہیں چاہتا آپ ادھر کسی سے بھی کم نظر آئیں۔" اس نے
سمجھایا۔

"کیا میرا جانا ضروری ہے؟" وہ دروازے پر ہی اٹک گئی تھی۔

"آپ ہماری کمپنی کا حصہ ہیں اور آپ کے بنائے ڈیزائن اس پروجیکٹ کا پارٹ ہیں۔ اب اگر کوئی ان ڈیزائن پر
کچھ سوال کرے یا سراہے تو آپ کو کیا میں فون کر کے جواب پوچھتا پھروں گا؟" سلجوق نے اسے اس کے ماسنڈ

"او کے! آپ رکیں میں پرس کے کر آئی ہوں۔" وہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے پٹی ہی تھی کہ سلجوق نے سنجیدگی سے اس کا ہاتھ تھام کر اسے روکا۔

"مس سعید میرے ہوتے ہوئے آپ کو پرس کی ضرورت نہیں ہے ہاں اگر مجھے خوش کرنے کیلئے پرس میں کوئی لپ اسٹک وغیرہ رکھنی ہے تو میں منع نہیں کروں گا۔"

"آپ! تانیہ نے تپ کر اسے دیکھا

"اچھی لڑکیاں اپنے مرد کو خوش کرنے کیلئے ایسے اہتمام کرتی رہتی ہیں خیر جب آپ مکمل میری دسترس میں ہوں گی تو سب سیکھ جائیں گی۔" وہ گھمبیر لہجے میں بولتے ہوئے تانیہ کے چھکے اڑا گیا تھا۔

"چلیئے دیر ہو رہی ہے پھر آپ کی ڈینٹنگ پینٹنگ کا بھی ٹائم لینا ہے کسی سیلون سے۔" وہ بڑے آرام سے اس کا ہاتھ پکڑ کر باہر نکل گیا۔

تانیہ کا تو ڈینٹنگ پینٹنگ لفظ سن کر خون ہی کھول اٹھا تھا۔

سلجوق تانیہ کو لے کر ایک بڑے سے مال میں آیا۔ مشہور زمانہ کپڑوں کی دکان ورسکی (Versace) کے اندر داخل ہوا۔

"کیا بہتر نہیں کہ میں اپنے کپڑے خود سلیکٹ کروں؟" تانیہ نے اسے لیڈیز سیکشن میں گھستے دیکھ کر ٹوکا۔

"آپ نے کبھی جینز اور کرتے ٹائپ ڈریسنگ سے ہٹ کر کچھ سوچا بھی ہے؟ مانا آپ ہر حلیے میں قابل قبول لگتی ہیں لیکن بلیو جینز پر کسی بھی رنگ کی شرٹ اور یہ بلیک پنک اسٹار پارٹی میں اچھے نہیں لگیں گے۔" اس نے سمجھایا۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"مسٹر سلجوق خانزادہ صاحب! مجھے ڈریس سینس ہے اور کس جگہ کیا پہننا ہے اور کیا نہیں یہ میں اچھی طرح سے جانتی ہوں۔" وہ تپ کر بولی۔ یہ آدمی پتہ نہیں اسے سمجھتا کیا تھا۔

"اوکے آپ اپنی پسند سے ڈریس لیں بس اس بات کا خیال رکھئے گا کہ لباس مکمل اور باوقار ہونا چاہیے۔" وہ اسے لیڈیز سیکشن میں چھوڑ کر خود جینٹس سیکشن میں چلا گیا۔
تانیہ نے کئی ڈریس دیکھنے کے بعد ایک خوبصورت ساپنک اور بلیک کمبینیشن میں پیروں کو چھوتا میکسی نما ڈریس پسند کیا اب اسے اس کمر میں ایک اسکارف کی ضرورت تھی۔ ایک گھنٹے کے اندر اندر سلجوق اپنے لئے ڈریس لے کر فارغ ہو کر اب تانیہ کا ویٹ کر رہا تھا۔ تنگ آکر وہ لیڈیز سیکشن میں تانیہ کو ڈھونڈتے ہوئے آیا جو کونے پر ایک ریک کے سامنے کھڑی ہوئی کسی سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی۔
"مس سعید!" اس نے تانیہ کو پکارا۔

"یس!" وہ چونکی۔
"آپ کو دیکھ کر مجھے لگتا نہیں تھا کہ آپ بھی شاپنگ میں گھنٹوں برباد کرنے کی عادی ہیں۔ اب کیا پر اہلم ہے؟ دو گھنٹے ہونے والے ہیں آپ سے ایک ڈریس سلیکٹ نہیں ہوا۔ حد ہے۔" وہ اسے گھورتے ہوئے خود ریک کی طرف متوجہ ہوا۔

"مسٹر سلجوق خانزادہ صاحب میں ادھر ڈریس خریدنے آئی ہوں کوئی دھنیا پو دینہ نہیں اور آپ کو جلدی ہے تو آپ جاسکتے ہیں۔" تانیہ نے جواب دیا۔

اس سے پہلے سلجوق کوئی جواب دیتا ایک خوش اخلاق سی لڑکی گلے میں نام اور چابی لٹکائے تانیہ کے پاس آئی۔
"مس سوری! اس کمر میں ہمارے پاس اسکارف نہیں ہے۔" اس نے تانیہ کا سلیکٹ کیا ہوا ڈریس اس کی سمت

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
سلبوق اس کا پر اہلم سمجھ گیا تھا اس نے ایک نظر تانیہ کے ہاتھ میں پکڑے ڈریس پر ڈالی جو بلاشبہ بہت نفیس تھا۔

"مس سعید آپ اس کے ساتھ کی دوسری ایکسیسریز لے لیں۔ میں تب تک آپ کے پر اہلم کو سولو کرتا ہوں۔" اس نے تانیہ کو مخاطب کیا۔

"ایکسیسریز مطلب؟" تانیہ نے پھاڑ کھانے والے انداز میں پوچھا۔

"وہی جو آپ لڑکیاں اپنے بالوں میں، کانوں میں، ہاتھوں میں لٹکاتی ہیں ہتھیار ٹائپ، یونولٹکانے والا سامان۔" وہ اسے سمجھاتا ہوا آگے میجر کی طرف بڑھ گیا۔

"لٹکانے والا سامان!" تانیہ کو جھٹکا لگا۔

"اس کو ہی نالٹکا دوں کسی اونچے پہاڑ سے۔" تانیہ دانت پیتے ہوئے شوزریکس کی طرف بڑھی۔

ایک نفیس سی ہائی ہیل کی سینڈل پسند کر کے وہ اپنے پیروں میں پہن کر چیک کر رہی تھی کہ ایک پر جوش آواز سن کر چونک گئی۔

"تانیہ واؤ! لنگ بیوٹیفل۔" کامران خان اس کے سامنے کھڑا اسے سراہ رہا تھا۔ اس کی نظریں تانیہ کے نازک پیروں پر جمی ہوئی تھیں جو ان سلور ہیلز میں جگمگا رہے تھے۔

"شاپنگ ہو رہی ہے۔ ویسے یہ سینڈل لگتا ہے بنے ہی تمہارے لیے ہیں۔" وہ خوشدلی سے جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے گویا ہوا۔

"شکریہ!" تانیہ رکھائی سے جواب دے کر سینڈل اتارنے لگی۔

"اکیلی ہو؟" اگلا سوال ہوا۔

تانیہ نے نظریں اٹھا کر ناپسندیدگی سے اسے گھورا۔

"میرا مطلب آج میں فری ہوں اور تم بھی ایلی ہو تو ساتھ شاپنگ کرتے ہیں۔ کچھ باتیں کریں گے۔ ایک دوسرے کو جانیں گے آخر ہمارے والد بھی تو کتنے اچھے دوست ہوتے تھے۔" کامران نے اپنا ہاتھ تانیہ کی طرف بڑھایا تھا۔

سلجوق نے منیجر سے مل کر تانیہ کیلئے ایک ایسا ڈریس آرینج کروانے کی ریکوئسٹ کی جس کے ساتھ لمبا فر کا لانگ اسکارف ہو۔ تانیہ کا سلیکٹ کیا ہوا ڈریس وہ واپس کر چکا تھا۔ اب منیجر کے ساتھ آن لائن نیوی بلیو میکسی اس کے ساتھ ہلکی سی جیولری آرڈر کر کے فارغ ہو کر پینٹ کرنے کے بعد فلیٹ کا ایڈرس ڈیلوری کیلئے سمجھا کر اس نے تانیہ کی تلاش میں نظریں دوڑائیں۔

شوز سیکشن میں تانیہ سینڈلز ٹرائے کر رہی تھی اور اس سے کچھ فاصلے پر وہ وکیل کھڑا اپنی آنکھیں سینک رہا تھا۔ ایک سینڈ کیلئے اس کے اعصاب تن سے گئے تھے۔ وہ خاصا براڈ مائنڈ آدمی تھا۔ خواتین کی عزت کرنا جانتا تھا اسپیس دینا بھی جانتا تھا لیکن کامران کی نظروں میں عزت نہیں تھی اس کی نظریں جیسے تانیہ کا پوسٹ مارٹم کر رہی تھیں۔

وہ چلتا ہوا عین کامران کے سامنے آکر رکا اور اس کا بڑھا ہوا ہاتھ جو اس نے تانیہ کیلئے بڑھایا تھا ناگواری سے تھام کر جھٹکا۔

"مسٹر وکیل! یہ محترمہ اکیلی نہیں میرے ساتھ ہیں اور آئندہ اگر میں نے تمہیں اسے گھورتے ہوئے دیکھا یا اس کے آس پاس بھی دیکھا تو انجام کے ذمہ دار تم خود ہو گے۔" سلجوق دھیمی آواز میں غرایا۔

"تانیہ! چلیں دیر ہو رہی ہے۔" سلجوق نے عجیبی سی تانیہ کو اٹھنے کا اشارہ کیا۔

تانیہ نے ایک نظر سلجوق کے پتھریلے چہرے پر ڈالی اور خاموشی سے کھڑی ہو گئی۔

"مسٹر خازادہ! تانیہ میرے والد کے بہت اچھے بھائی نما دوست کی صاحبزادی ہیں اور پردیس میں میں انہیں اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتا یہ میرا اخلاقی فرض بھی ہے اور ذمہ داری بھی۔" کامران خان نے بچے تلے انداز میں سلجوق کو جواب دیا۔

"کامران صاحب!" تانیہ نے جواب دینا چاہا پر سلجوق ہاتھ اٹھا کر اسے روک گیا۔

"مسٹر وکیل! مس سعید ہر گز بھی اکیلی نہیں ہیں۔ یہ میرے ساتھ ہیں اور اپنی ساتھی کی حفاظت کرنا میں بخوبی جانتا ہوں اور یہ بھی لکھ لیں یہ آپ کی ذمہ داری ہر گز نہیں ہیں۔ ان کے والد کے انتقال کے بعد جب انہیں ضرورت تھی تو کوئی ذمہ دار بن کر سامنے نہیں آیا اور اب یہ اتنی مضبوط ہیں کہ انہیں مصنوعی سہاروں کی ضرورت نہیں ہے، اس لئے بیک آف۔" سلجوق نے سختی سے اسے جواب دیا اور تانیہ کا ہاتھ تھام کر باہر نکل گیا۔

"کیا شاپنگ نہیں کرنی؟" تانیہ نے اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے نکال کر مال سے نکلتے ہوئے سوال کیا۔

"آپ کیلئے مناسب لباس اسکارف کے ساتھ آرڈر کر دیا ہے۔ کل شام تک ڈیلیور ہو جائے گا۔" سلجوق نے گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے جواب دیا۔

تانیہ خاموشی سے سر ہلاتے ہوئے گاڑی میں بیٹھی ہی تھی کہ سلجوق نے اسے مخاطب کیا۔

"مس سعید آپ کو کسی اچھے سیلون کا پتہ ہے یا میں خود کوئی ڈھونڈ لوں؟" سلجوق نے پوچھا۔

"سیلون کی ضرورت نہیں ہے۔" تانیہ نے انکار کیا۔

"کیوں آپ کیا اسی طرح سر جھاڑ منہ پھاڑ جائیں گی۔" اس نے ابرو اچکا کر پوچھا۔

"آئی ڈاؤٹ اٹ! بال تک تو آپ ایک طرح کے بناتی ہیں۔ آج تک کھوڑے کی دم کی طرح ٹٹلتے بالوں کی طرح کوئی اور اسٹائل تو میں نے آپ کو بناتے ہوئے نہیں دیکھا اور نہ ہی لڑکیوں کی طرح آپ کو کبھی میک اپ میں دیکھا۔ ویسے۔۔۔۔۔" وہ بولتے بولتے رکا اور اس کے غصہ سے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھا۔

"آپ کی سادگی ہی آپ کو سب سے منفرد بناتی ہے اور آپ کی یہ گھنی پونی میں جکڑی ناگن زلفوں نے مجھ پر جادو ہی تو کر دیا ہے کہ ہر جنبش کے ساتھ میرا دل انہیں چھونے کو مچل جاتا ہے۔" وہ اس کی آنکھوں میں جھانک کر گھمبیر لہجے میں بولتے ہوئے سیدھا ہوا اور اس کے شرم و حیا سے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھتے ہوئے گاڑی فلیٹ کو جاتے راستے پر ڈال دی۔

فون کافی دیر سے بج رہا تھا سلجوق نے مندی مندی آنکھیں کھول کر فون اٹھایا۔

"بابا سائیں!" کانام دیکھ کر اس نے پہلے ٹائم دیکھا۔ صبح کے چار بج رہے تھے۔ وہ جلدی سے اٹھا اور فون رسیو کیا۔

"السلام علیکم! بابا سائیں!"

"وعلیکم السلام کیسے ہو؟ اور وہ تانیہ بچی کیسی ہے؟" بابا سائیں کی شفقت بھری آواز گونجی۔

"میں ٹھیک ہوں اور وہ بھی ٹھیک ہی ہوگی۔" سلجوق نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"کیا مطلب ٹھیک ہی ہوگی؟ ہم تمہیں چار دن سے روز فون کر کر کے سمجھا رہے ہیں کہ اسے پیار سے ڈیل کرو۔

ارے بابا عورت ذات ہے۔ جو بس عزت اور محبت کی بھوکا ہوتی ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ ٹھیک ہی ہوگی۔" وہ

"بابا سائیں، یہ پیار، عشق، یہ سب مجھے فضولیات لگتی ہیں۔ ہاں میں رشتہ ایمان داری سے نبھانے کا قائل ہوں۔ دلوں میں عزت احترام ہونا چاہیے اور وہ بھی کچھ کچھ ایسی ہی ہے۔" اس کی نظروں میں تانیہ کا خفا سا چہرہ ابھرنے لگا۔

"تم نے بچی کی تعریف کی؟ کوئی گفٹ دیا؟" بابا سائیں نے سنجیدگی سے سوال کیا۔ سلجوق کی نظروں میں تانیہ کی انگوٹھی سے سچی مخروطی انگلی لہرائی۔

"جی! بابا سائیں گفٹ بھی دیا ہے اور کل آپ کی بچی کو شاپنگ پر بھی لے گیا تھا اور اس کی تعریف بھی کر دی تھی۔" وہ آرام سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

"اس نے قبول کر لیا تمہارا گفٹ؟" انہوں نے سوال کیا۔

"قبول والی بات تو کی نہیں تھی۔ گفٹ تھا اسے دے دیا بس۔" سلجوق نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"اچھی بات ہے اللہ بخشے جب تمہاری دادی زندہ تھیں تو ہم انہیں روز شعر سنایا کرتے تھے۔ پھول دیا کرتے تھے، وہ موتیے کے پھولوں کی مہک آج بھی ہماری زندگی کا اثاثہ ہے۔" وہ ماضی کی ایک خوشگوار یاد اپنے پوتے سے شئیر کرتے ہوئے بولے۔

"بابا سائیں اب آپ مجھے اپنی بچی کو شعر سنانے کا ٹاسک مت دیجئے گا۔ میں جتنا کر سکتا تھا کر چکا ہوں۔ کل اس کے بالوں کی بھی تعریف کر دی تھی۔" وہ بدکا۔

"چلو کوئی بات نہیں۔ اب دو ہفتے ہی باقی ہیں تمہاری واپسی میں۔ اگر تانیہ بیٹی راضی ہو گئی ہے تو بتادو۔ ہم کارڈ چھپو الیں، ورنہ دوسرا آپشن تو موجود ہی ہے۔" انہوں نے رجا کا حوالہ دیا۔

"بابا سائیں! میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں۔ مسز سلجوق تو صرف تانیہ ہی بنے گی۔ مجھے ایک سلجوقی ہوئی ہمسفر

"سلجوق میری تانیہ سے بات کرواؤ۔ اگر وہ ہامی بھرتی ہے تو ہی یہ شادی ہوگی۔" وہ بھی اسی کے بابا سائیں تھے۔
 "بابا سائیں کل ہفتہ ہے۔ میں اسے کروڑ پر لے جا رہا ہوں۔ وہاں سے واپسی پر آپ کی بات آپ کی بہو سے ضرور
 کرواؤں گا۔" اس نے بات ختم کی۔

بابا سائیں سے بات کرنے کے بعد وہ پورا ایکٹو ہو چکا تھا۔ ویسے بھی صبح تو ہو ہی گئی تھی۔ وہ بستر چھوڑ کر اٹھا اور
 فریش ہو کر ٹریک سوٹ بدلنے کے بعد جاگنگ کرنے کے لیے نکل گیا۔

شاپنگ سینٹر سے واپسی کے بعد سے تانیہ اپنے کمرے میں بند تھی۔ سلجوق سے جاب کانٹریکٹ اس نے اپنے
 گرتے ہوئے بزنس کو بچانے کیلئے کیا تھا اور اپنی پوری سال کی پیمینٹ بھی اکٹھی لی تھی۔ آج کل کون اس طرح اتنا
 پیسہ کسی کو دیتا ہے۔ یہی سوچ کر اس شام جب سلجوق کانٹریکٹ سائن کروانے لایا تھا۔ وہ ایک سرسری سی نگاہ
 ڈال کر سائن کر گئی تھی۔ ساری شرائط اس نے ایک نظر میں دیکھ لی تھیں۔ اس کا خیال تھا کہ وہ میج کر لے گی۔
 لیکن اب جو ہو رہا تھا۔ وہ اس کی برداشت سے باہر نکل رہا تھا۔ سلجوق کا دھوپ چھاؤں سا رویہ، اس کا حد درجہ
 پوزیسیو ہونا، سب تانیہ کے دل پر دستک تو دے رہا تھا مگر کہیں ایک گرہ سی موجود تھی۔ ایک خلش سی تھی وہ
 ابھی بھی ان سیکیور تھی۔

اس نے بستر سے اٹھتے ہوئے وقت دیکھا۔ رات کے تین بج رہے تھے۔ وقت کا اندازہ لگاتے ہوئے اس نے اپنی
 سیکریٹری سائرہ کو فون ملا یا۔

"ہیلو میم!" سائرہ کی نرم آواز ابھری۔

"سائرہ بزنس کی کیا رپورٹ ہے؟" سلام دعا کے بعد تانیہ نے سیدھا سوال کیا۔

"میم سارے پرانے ڈیویز کلئیر ہو گئے ہیں اور ہمیں کئی نئے کانٹریکٹ ملے ہیں۔ جن کی ڈیٹیلز میں آپ کو ای میل کر رہی ہوں۔" سائرہ نے رپورٹ دی۔

"سائرہ! آپ اکاؤنٹ سیکشن انچارج سے پتہ کیجئے۔ اگر وہ تیس ہزار ڈالر مجھے بھجوا سکیں۔" تانیہ نے انگوٹھی کی قیمت ذہن میں رکھتے ہوئے رقم کیلکولیٹ کی۔

"تیس ہزار ڈالر!" سائرہ حیران ہوئی۔

"میم یہ تو بہت بڑی رقم ہے۔ ابھی تو ہم سنبھلے ہیں۔ اکاؤنٹ سے اتنی رقم کانالنا مشکل ہو گا۔" وہ ہچکچائی۔

"کوئی امیر جنسی ہے تو آپ بتائیں۔ میں اریج کرتی ہوں پھر۔" سائرہ اس کی خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے بولی۔

"اُس اوکے!" تانیہ نے چند باتیں کر کے فون رکھ دیا۔

اب وہ ساکت نظروں سے اپنی انگلی میں فکس انگوٹھی کو دیکھ رہی تھی۔ کچھ دیر تک سوچنے کے بعد وہ اٹھی اور اپنے گلے میں پڑی ڈائمنڈ کی بیش قیمت چین اور کانوں میں موجود چھوٹے چھوٹے سے ٹاپس اتارے۔ یہ چین اس کی والدہ کی نشانی تھی۔ جو اس کے ڈیڈ نے شادی پر انہیں دی تھی۔ وہ یہ چین ہر وقت اپنی شرٹ کے اندر پہنے رکھتی تھی۔

"سوری ڈیڈی! آپ کی بیٹی بہت مجبور ہو گئی ہے۔ میں یہ چین گروی رکھ کر اس انگوٹھی کی قیمت اس امیر زادے کو دینا چاہتی ہوں۔ لیکن وعدہ ایک سال کے اندر اندر میں ممی اور آپ کے پیار کی اس نشانی کو واپس لے آؤں گی۔" تانیہ نے خود سے بھی عہد کیا۔

اب وہ لیپ ٹاپ کھول کر گولڈ سمتھ کا نمبر اور ایڈرس سرچ کر رہی تھی۔ جو پورے کینیڈا میں جیولری خریدنے

اس کا نمبر اور ایڈرس اپنے فون میں محفوظ کر کے وہ مطمئن ہو کر اٹھی۔ اب اسے صبح کے آٹھ بجنے کا انتظار تھا۔
سلجوق کے آفس جانے کے بعد اس کا ارادہ گولڈ سمتھ شاپ پر جانے کا تھا۔

سلجوق بابا سائیں کے فون کے بعد دوبارہ سونے کا ارادہ ترک کر کے فریش ہو کر اوپر جم اور سوئمنگ کیلئے چلا گیا تھا۔ کافی دیر بعد فارغ کو کروہ نیچے آیا اور تیار ہو کر آفس کیلئے نکل گیا۔
آفس پہنچتے ہی کئی کام اس کے منتظر تھے۔ وہ ابھی فائلز ہی دیکھ رہا تھا جب برائن اندر داخل ہوا۔
"گڈ مارننگ! سلجوق خانزادہ۔" وہ مسکراتے ہوئے کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔
"گڈ مارننگ برائن! تم نے لے آؤٹ دیکھ لیے؟" سلجوق نے سوال کیا۔
"ہاں دیکھ لیے ہیں۔ پرفیکٹ ہیں اور سائٹ پر آج سے کام بھی شروع کروا رہا ہوں۔" برائن نے مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔
"تو پھر تم ادھر میرے آفس میں کیا کر رہے ہو؟ سائٹ پر کیوں نہیں گئے؟" سلجوق نے فائل بند کر کے سوال کیا۔

"ادھر ہی جا رہا ہوں۔ بس تم سے ایک کام تھا۔" برائن سنجیدہ ہوا۔
"یس برائن کیا کام ہے بولو۔" سلجوق نے دوستانہ انداز میں پوچھا۔
"تمہیں پتہ ہے کل کروڑ پر پارٹی ہے۔ میں اس کی تیاریوں میں بہت بزی ہوں۔" برائن نے تمہید باندھی۔
"یس! آئی نو۔" اس نے سر ہلایا۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"کیا تم کل شام میرے ایک گیسٹ کو ہوٹل سے پک کر کے اپنے ساتھ کروڑ پارٹی میں لاسکتے ہو؟ دیکھو منع مت کرنا پلیز، اس آرکیوسٹ۔" برائن نے منت کی۔

"برائن میرے ساتھ بھی ایک گیسٹ ہیں اور۔۔۔۔"

"تم اپنے گیسٹ کی بالکل فکر مت کرو۔ انہیں کمپنی کا ڈرائیور پک کر لے گا اور تم خود اپنے گیسٹ کو کروڑ پر رسیو کر لینا۔ یار میرے گیسٹ دوسری کنٹری سے آئے ہیں اور میں چاہتا ہوں جب وہ میرے بلاوے پر اتنی دور سے آئے ہیں تو بہت اسپیشل فیل کریں۔ پلیز ہیلپ می یقین کرو اگر میں مصروف نہیں ہوتا تو تمہیں کبھی بھی تکلیف نہیں دیتا۔" برائن سلجوق کی بات کاٹتے ہوئے بولا۔

"کمپنی کے ڈرائیور کی ضرورت نہیں ہے۔ میرا اپنا ڈرائیور اسے ڈراپ کر دے گا۔ اوکے پھر میں تمہارے گیسٹ کو لے کر پندرہ منٹ پہلے پہنچ جاؤں گا اور اپنے گیسٹ کو خود رسیو کروں گا۔" سلجوق نے ہامی بھری۔
"ایک اور بات، پارٹی کا ٹائم چار بجے کنفرم ہے؟ بس تم دس پندرہ منٹ پہلے آجانا۔" برائن نے اسے وقت کی ایک بار اور یاد دہانی کروائی اور اٹھ کھڑا ہوا۔

سلجوق سارے کام نمٹا کر گھر کیلئے روانہ ہوا۔ شام میں تانیہ کے ڈریس کی ڈیلیوری بھی تھی۔ وہ گاڑی سے اتر کر اندر عمارت کی طرف بڑھا۔

فلیٹ کے اندر داخل ہوا تو لورائے مسکرا کر اس کا استقبال کیا۔

"لورا اچھی سی چائے بنائیں اور مس سعید کو بھی بلا لیں، انہیں کہیں آج چائے میرے ساتھ جوائیں کریں۔ میں فریش ہو کر آتا ہوں۔" وہ کوٹ ہاتھ میں لیے اندر چلا گیا۔

لورائے چائے کے ساتھ کیک، پیسٹری آرینج کر کے پہلے تانیہ کے روم میں آئی۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"مس سعید شام کی چائے ریڈی ہے آجائیں۔" لورائے دروازہ کھٹکھٹا کر سر اندر ڈال کر بڑھا۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
تانیہ جو لیپ ٹاپ کھولے سنجیدگی سے اپنی ای میلز چیک کر رہی تھی۔ لورا کی آواز سن کر چونکی۔

"لورا! تم جانتی تو ہو میں تو چائے اپنے روم میں لیتی ہوں پھر۔"

"مس سعید! سرنے آپ کو باہر آنے کا کہا ہے۔" لورانے وضاحت کی۔

"ہوں! اوکے۔" تانیہ نے ہامی بھری۔ کام تو اسے بھی تھا سلجوق خانزادہ سے۔

لیپ ٹاپ بند کر کے وہ واش روم کی طرف گئی۔ ٹھنڈے پانی کے چھپا کے مار کر آنکھوں کی سرخی کم کی۔ صبح سے ڈیڈ اور ماما کو یاد کر کر کے اس کی آنکھیں مسلسل رونے کے سبب سرخ ہو گئیں تھیں۔ باہر نکل کر تو لیے سے منہ خشک کر کے اس نے سائیڈ میز پر پڑا سفید لفافہ اٹھایا۔ جس میں تیس ہزار ڈالر موجود تھے۔ کچھ رقم تو اسے اپنی ماما کی مہنگی ترین ڈائمنڈ سے مزین چین اور ٹاپس گروی رکھ کر ملے تھے اور باقی رقم کیلئے اس نے اپنا پرسنل پورا اکاؤنٹ خالی کر دیا تھا۔ اب وہ اس دیار غیر میں بنا پیسے کے تھی۔ اسے اب سنبھل کر چلنا تھا اور دو سال کے عرصے میں انٹرسٹ دے کر اپنی جیولری واپس لینا تھی۔ لفافے کو ہاتھ میں پکڑ کر وہ کمرے سے باہر نکلی۔ سلجوق فریش ہو کر چائے کی میز پر تانیہ کا ویٹ کر رہا تھا۔ تبھی بیل بجی اور لورانے ڈیلوری باکسر رسیو کر کے سلجوق کو مطلع کیا۔

"یہی رکھ دیں اور مس سعید کو بلائیں۔" ابھی وہ لورا کو ہدایت دے ہی رہا تھا کہ تانیہ لونگ روم میں داخل ہوئی۔ اور خاموشی سے آکر کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔

لورانے جلدی سے سلجوق اور تانیہ کے کپ میں چائے انڈیلی اور وہاں سے چلی گئی۔

"یہ آپ کے ڈیوز۔" سلجوق جو غور سے تانیہ کو دیکھ رہا تھا، اس کی آواز سن کر چونکا۔ جو ایک سفید لفافہ اس کی سمت بڑھا رہی تھی۔ اس کی آنکھوں کے سرخ کنارے اس کے رونے کی چغلی کھا رہے تھے۔ اسے تانیہ میں

"کیسے ڈیوز؟" اس نے ابرو اچکا کر لفافے کو ہاتھ لگائے بغیر پوچھا۔

"یہ جو آپ نے مجھے رنگ دی ہے اس کی قیمت۔" تانیہ نے ٹھنڈے لہجے میں جواب دیا۔
سلجوق نے ایک گہری نظر اس انا پرست ضدی لڑکی کو دیکھا۔ جو بالکل اس کے جیسے ہی تھی۔

"وہ آپ کی انگیجمنٹ رنگ ہے اور۔۔۔" وہ کہتے کہتے چونکا۔ اب اسے سمجھ آئی کہ تانیہ مختلف کیوں لگ رہی تھی۔ اس کے کانوں میں موجود ٹاپس غائب تھے اور اونچی پونی کے نیچے ہمیشہ کی طرح جگمگا کر اس کی نازک گردن کی شان بڑھاتی چین بھی غائب تھی۔
سلجوق کے ماتھے پر تیوریاں چڑھنے لگیں تھیں۔

"میں ابھی کوئی انگیجمنٹ کرنا نہیں چاہتی اور ایسے بھی یہ فیصلے یک طرفہ نہیں ہوتے۔" وہ کانفیڈنس سے اس کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"تو آپ میری رنگ واپس کر دیں۔ پیسے میں نہیں لوں گا۔" چند لمحے اسے دیکھنے کے بعد وہ سرد لہجے میں بولا۔
"یہ آپ بھی جانتے ہیں کہ آپ نے جان کر انٹر لاک والی رنگ پہنا دی ہے۔ جو مجھ سے نہیں اتر رہی۔ ورنہ یہ میں آپ کو اسی دن واپس کر دیتی۔" وہ اٹھ کر لفافہ اس کی سائیڈ پر رکھتے ہوئے بولی۔

"کہاں سے لائی ہیں آپ یہ پیسے مس سعید؟" اس نے پلٹ کر اپنی کرسی کی سمت جاتی ہوئی تانیہ کا بازو سختی سے پکڑ کر سرد لہجے میں سوال کیا۔

"یہ آپ کا کنسرن نہیں ہے۔" وہ اپنا بازو چھڑاتے ہوئے پیچھے ہٹی۔

"مس سعید!" وہ اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

"آپ کو کتنی دفعہ بتانا پڑے گا کہ آپ میرا کنسرن ہیں اور رہیں گی۔" وہ پھنکارا۔

"مسٹر سلجوق! رشتے ایسے زور زبردستی سے نہیں بنتے ہیں۔ آپ کیا چاہتے ہیں؟ وہ آپ جانیں۔ میرے لیے اہم ہے میں کیا چاہتی ہوں۔" وہ نڈر انداز میں بولی۔

"میں مانتا ہوں کہ میں تھوڑا سا اپنی چلانے والوں میں سے ہوں۔ لیکن تمہارا رشتہ مانگا گیا تھا اور۔۔۔" وہ لب کھولتی تانیہ کے منہ پر انگلی رکھ کر اسے خاموش کرواتے ہوئے دوبارہ گویا ہوا۔

"تمہارے والد زندہ ہوتے تو الگ بات تھی یا تم محفوظ ہوتی تو بھی میں تمہیں تنگ نہیں کرتا۔ ایک اکیلی لڑکی کی اس معاشرے میں کیا ویلیو ہوتی ہے جانتی ہو؟" اس نے اپنی سوالیہ نظریں تانیہ کی سرخ آنکھوں میں گاڑ دیں۔ "مجھے میرے بابا سائیں نے کہا کہ تم بالکل میری ماں جیسی لگتی ہو، یہ بات مجھے تمہاری طرف متوجہ کر گئی۔ لیکن میں غلط تھا تم ایک ضدی، انا پرست لڑکی ہو۔ جسے اپنے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا۔" اس نے ایک جھٹکے سے تانیہ کو خود سے دور کیا۔

"آپ!" تانیہ نے کچھ کہنا چاہا۔

"مزید کچھ نہیں۔ آپ نے جو کہنا تھا، کرنا تھا آپ کر چکی ہیں۔" اس نے تانیہ کو ٹوک کر لورا کو آواز دی۔ "یس سر!" لورا تیزی سے کمرے میں آئی۔

"مس لورا! یہ سامان مس سعید کے کمرے میں پہنچا دیجیے گا۔" اس نے ڈیلیور ہوئے تانیہ کے ڈریس اور جیولری کی طرف اشارہ کیا۔

"یس سر!" لورا نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اور۔۔۔" سلجوق نے جاتی ہوئی لورا کو روکا۔

"یہ لفافہ جلا دیجئے گا۔" وہ کونے پر کھڑی تانیہ کو گھورتے ہوئے اپنے کمرے میں گیا اور سیکنڈوں میں اپنا کوٹ اٹھا کر فلیٹ سے باہر چلا گیا۔

"سب ٹھیک تو ہے؟" لورا نے غصہ سے باہر جاتے سلجوق اور ساکت کھڑی تانیہ کو دیکھ کر سوال کیا۔
لورا کی آواز سنتے ہی ساکت کھڑی تانیہ ہوش میں آئی۔ کتنے مزے سے وہ کھڑوس اس کی زندگی بھر کی کمائی کو آگ میں جھونکنے کا کہہ گیا تھا۔

"یس سب ٹھیک ہے۔ آپ یہ لفافہ مجھے دے دیجیے۔" وہ لفافہ لورا سے لے کر اپنے کمرے میں آئی۔ پیچھے ہی لورا بڑا سا ڈیلوری باکس اٹھا کر اندر داخل ہوئی۔
"مس سعید یہ آپ کا آرڈر۔" اس نے باکس زمین پر رکھا۔
"کیا بات ہے؟ مجھ سے شنیر نہیں کریں گی؟ سر اتنے غصے میں کہاں گئے ہیں؟" لورا نے ہچکچاتے ہوئے تانیہ سے پوچھا۔

"کوئی خاص بات نہیں بس ایسے ہی۔" تانیہ نے سادگی سے کہتے ہوئے لفافہ لورا کی سمت بڑھایا۔
"لورا کیا یہ لفافہ تم اپنے سر کے کمرے میں رکھ سکتی ہو؟"

"اس میں ایسا کیا ہے جو سرنے اسے جلانے کا کہا تھا؟" لورا نے سوال کیا۔
"کچھ خاص نہیں، بس اس انگوٹھی کے پیسے واپس کر رہی ہوں۔" تانیہ نے سر سری انداز میں کہا۔
"واٹ!" لورا تو شاکڈ ہو گئی۔

"مس سعید! برا مت مانئے گا لیکن ادھر آپ غلط ہیں۔ سر سلجوق جیسے ہینڈ سم، کامیاب اور کئیرنگ مرد کو آپ ٹھکرا کر اس خداوند عظیم کی نعمت ٹھکرا رہی ہیں۔ کیا آپ نے کبھی اپنے خدا سے کوئی محافظ، کوئی ہمدرد، کوئی

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
سہارا نہیں مانگا؟ آپ تو خوش قسمت ہیں جو بیٹھے بٹھائے آپ کو آپ کا پرنس چارمنگ مل گیا ورنہ۔۔۔" وہ بولتے بولتے رکی۔

"کتنے ریلیشن شپ بنتے بگڑتے ہیں۔ لڑکے صرف افیئر چلانے کی حد سے آگے نہیں بڑھتے اور آپ۔۔۔ آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اس رشتے کو ایک موقع تو دینا چاہیے تھا۔" وہ تانیہ سے کہتی ہوئی تاسف میں سر ہلاتے ہوئے لفافہ وہیں بیڈ پر رکھ کر کمرے سے باہر نکل گئی۔

تانیہ نے کمرے میں آکر دروازہ بند کیا۔
اب وہ پاکستان اپنی واحد دوست اور سہیلی سائرہ کو کال ملارہی تھی۔
سلام دعا کے بعد تانیہ نے اس سے ہوٹل اور کلائنٹس کا پوچھا۔
"سب ٹھیک ہے آپ بتائیں آپ ٹھیک ہیں؟ آپ کچھ ڈسٹرب لگ رہی ہیں۔" سائرہ نے سوال کیا۔
"سائرہ! میں کنفیوز ہوں۔" تانیہ ابھی ہوئی تھی۔
"کیا ہوا ہے آپ اگر مناسب سمجھیں تو شیر کریں۔" سائرہ سنجیدہ ہوئی۔
"سلجوق خانزادہ نے مجھے انگلیجمنٹ رنگ دی تھی اور۔۔۔۔۔" تانیہ نے ایک گہرا سانس لیا۔
"واٹ!" سائرہ اچھل پڑی۔

"مبارک ہو میم! آپ بہت خوش قسمت ہیں جو سلجوق صاحب جیسا شاندار شخص آپ کی ہمراہی چاہتا ہے۔"
سائرہ نے پوری بات سنے بغیر جوش سے مبارکباد دی۔
"ہمم! چلو پھر بات کروں گی اللہ حافظ۔" تانیہ نے فون بند کر دیا۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"کیا جسے سلجوق جیسا شاندار مرد ملے وہی خوش قسمت ہے؟ کیا میرے جیسی لڑکی خود سے خوش قسمت نہیں ہو سکتی؟ کیا ہم لڑکیاں اپنی قسمت خود نہیں لکھ سکتیں؟" وہ خود سے سوال کرتی بستر پر ڈھیر ہو گئی۔

سلجوق نے فلیٹ سے نکل کر گھر کیلئے مختص گاڑی کی طرف بڑھا اور کھڑکی کے شیشے پر انگلی سے ناک کر کے ڈرائیور کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

جس دن سے تانیہ لورا اور اس کے بوائے فرینڈ کے ساتھ مال گئی تھی۔ تب سے اس نے اپنا ڈرائیور گھر کیلئے گاڑی سمیت اربنچ کر دیا تھا اور اپنی گاڑی خود ڈرائیو کر رہا تھا۔
"یس سر!" باوردی ڈرائیور باہر نکلا۔

"آج مس سعید کدھر گئی تھیں۔" سلجوق نے سنجیدگی سوال کیا۔
"سر! میم جیولری شاپ پر گئی تھیں، پھر بینک۔" اس نے فوراً جواب دیا۔
"اوکے! مجھے ادھر لے کر چلو۔" وہ دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔
دس منٹ کی ڈرائیو کے بعد گاڑی ایک عظیم الشان جیولری شاپ پر رکی۔
سلجوق کے اندر داخل ہوتے ہی ایک سوٹ میں ملبوس ادھیڑ عمر شخص اس کے پاس آیا۔
"ویلم سر!" اس نے مسکرا کر سلجوق کا استقبال کیا۔
"منیجر کدھر ہے؟" سلجوق نے سوال کیا۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"سر آپ آئیں تو میں آپ کو نئے ڈیزائن دکھاتا ہوں۔" میگزین لے اسے پٹانا چاہا۔

"مینجر؟" سلجوق نے اسے کھورتے ہوئے دہرایا۔

"آئیے سر!" وہ اسے لے کر مینجر کے پاس آیا۔

"مسٹر یہاں آج صبح نوبکے کے قریب میری وائف اپنی جیولری سیل کرنے آئی تھیں۔" تعارف کے بعد سلجوق نے سوال کیا۔

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے ہماری شاپ پر آج تو کوئی خاتون سیل کرنے نہیں آئیں۔" مینجر نے سنجیدگی سے انکار کیا۔

"وہ آئی تھیں آپ دماغ پر زور دیں۔" وہ تپ اٹھا۔

"سروہ کسی اور شاپ پر گئی ہوں گی۔" مینجر نے پھر انکار کیا۔

"پچیس سال کی لمبے قد کی، دبلی پتلی، گوری رنگت کی ایشین لڑکی ادھر نہیں آئی کیا؟" تنگ آکر سلجوق نے تانیہ کا حلیہ بتایا۔

"سریہ شاید اس کیوٹ سی لمبی پونی والی لڑکی کی بات کر رہے ہیں۔ جو صبح جیولری گروی رکھوانے آئی تھی۔" سیلزمین نے مینجر کو یاد دلایا۔

"وہ تو گروی رکھنے آئی تھی۔ یہ تو بیچنے کی بات کر رہے تھے۔" مینجر نے جواب دیا اور پھر سلجوق کی طرف متوجہ ہوا۔

کافی بحث کے بعد وہ پوری رقم دے کر کانٹریکٹ ختم کروا کر تانیہ کی جیولری چھڑانے میں کامیاب ہوا۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
تانیہ اپنے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی۔ جب اس کا دروازہ الٹی سے کھٹکھٹا کر سلجوق اندر داخل ہوا۔

"مس سعید!" اس نے اپنے ازلی اکھڑانداز میں تانیہ کو پکارا۔

"جی!" تانیہ اسے دیکھ کر سیدھی ہوئی۔

وہ دھیرے دھیرے قدم بڑھاتے ہوئے تانیہ کے پاس آیا۔

"مجھے لڑکیاں کبھی بھی انسپائر نہیں کرتی تھیں لیکن تمہارے کردار نے، تمہارے الجھے ہوئے انداز نے مجھے تمہاری طرف بڑھنے پر مجبور کر دیا۔

ہمیں زندگی ایک بار ہی ملتی ہے اور میں اپنی زندگی تمہارے ساتھ جینا چاہتا تھا۔ تم جیسی باوقار لڑکی کسی بھی مرد

کا خواب ہو سکتی ہے۔ مجھے لگا تم میرے ساتھ اور میں تمہارے ساتھ سوٹ کریں گے۔ خیر اب تو بات ہی ختم ہو

گئی ہے۔" وہ دو قدم پیچھے ہٹا۔ "یہ آپ کی جیولری جسے آپ گروی رکھ آئی تھیں، سنبھالیں اسے اور اب تک

جتنی پریشانی میری وجہ سے آپ کو ہوئی اس کا صلہ سمجھ کر سب بھول جائیں۔ ہمارا کانٹریکٹ پاکستان پہنچتے ہی

ختم ہو جائے گا۔ سال کا انتظار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ جیولری اس کی سمت بڑھا کر بولا۔

تانیہ چپ چاپ ساکت کھڑی اسے سن رہی تھی۔ کیا واقعی سب ختم ہو گیا تھا؟ کیا واقعی وہ اپنا نقصان کر چکی

تھی۔

سلجوق نے سنجیدگی سے تانیہ کے چہرے پر آتے جاتے اتار چڑھاؤ کو دیکھتے ہوئے جیولری بیڈ کی پائینٹی پر رکھی

اور واپسی کے لیے پلٹا ہی تھا کہ سائیڈ پر رکھے ڈیلیوری باکس پر اس کی نظر پڑی۔

"مس سعید! کل کی پارٹی اٹینڈ کرنا آپ کیلئے ضروری نہیں ہے ڈونٹ وری۔" وہ پلٹ کر کہتے ہوئے باہر نکل

گیا۔

تانیہ کو اس کی جیولری واپس کر کے وہ فلیٹ سے ہی باہر چلا گیا تھا۔ کافی وقت باہر گزار کر وہ واپس آیا تو لورا اس کے انتظار میں کھانا لگانے کیلئے جاگ رہی تھی۔

"سر آپ ڈنر لیں گے؟" لورا نے سوال کیا۔

وہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اندر داخل ہوا۔ سامنے ہی میز سیٹ ہوئی پڑی تھی۔ لورا نے جلدی سے ڈشز مائیکروویو میں گرم کرنی شروع کیں۔

سلجوق سنجیدگی سے تھوڑا سا کھانا کھا کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا بات ہے سر آج آپ کی ساری فیورٹ ڈشز تھیں اور آپ نے ٹھیک سے کھایا بھی نہیں، اتنی محنت کی پر مس سعید نے بھی ڈنر نہیں کیا۔" لورا نے شکوہ کیا۔

وہ ایک لمحے کو تانیہ کے ڈنر نہ کرنے کا سن کر ٹھٹکا۔ پھر سر جھٹکتے ہوئے اپنے کمرے میں چلا گیا۔

لورا بھی سارے کچن کو سمیٹ کر اپنے فینسی کو کال کرنے لگی تھی۔ صبح ہفتہ تھا اس کا ڈے آف، جسے وہ جیک کے ساتھ گزارنا چاہتی تھی۔

جیک کے آتے ہی وہ دروازہ لاک کر کے چلی گئی تھی۔

تقریباً گیارہ بارہ کے درمیان کا وقت تھا۔ جب سلجوق کو پانی کی ضرورت محسوس ہوئی۔ وہ کمفرٹر ہٹا کر اٹھا اور کچن میں آیا۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
سامنے ہی دنیا جہاں سے بے خبر تانیہ چولہے کے سامنے کھڑی شاید چائے بنا رہی تھی۔ وہ اسے نظر انداز کرتے ہوئے فریج کی طرف بڑھا۔ پانی کی بوتل نکالی اور کچن سے نکلنے ہی لگا تھا جب اس کے حساس کانوں میں تانیہ کی سسکی سنائی دی۔ ایک لمحے کو اس کا دل کیا نکل جائے۔ مگر پھر اپنی نرم دلی کے ہاتھوں مجبور ہو کر پلٹا۔

زندگی کی منجدرہاں میں تنہا سی وہ لڑکی ہے
جو کہتی خود کو ہر احساس سے عاری ہے
ان کہا جہاں آباد ہے اسکی ویران آنکھوں میں
کمزور سے اسکے کندھوں پر ذمہ داریاں بڑی ہیں
اپنوں کے سفاک رویوں نے قتل کیا ہے دل کو اسکے
ہونٹوں پہ ہمیشہ رہتے بول اس کے کڑوے سے ہیں
پر اس میں چھپے اس کے ڈر کو کوئی نا جانے ہے
موم سی اس لڑکی کے شیشے سے نازک دل کو کوئی نا پہچانے ہے
زندگی کی اس ستم ظریفی سے وہ چلبلی سے لڑکی
اس بڑی سے دنیا میں کہیں کھوتی جا رہی ہے
اپنی حیات کے لیے اس کے یہ الفاظ ہیں کہ
ایک ستم اور میری جان۔۔۔ میری جان میری جان

رات کے ساڑھے گیارہ بج چکے تھے۔ تانیہ کروٹ پر کروٹ بدل رہی تھی۔ اس کی سگی پھپھی نے بچپن کا رشتہ توڑا تھا۔ پھر عمر کے الزامات نے اس کے جان سے پیارے ڈیڈ کو ادھ موا کر دیا تھا۔ سارا خاندان بچپن کی منگنی ٹوٹنے کا الزام ان کی تربیت کو دے رہا تھا۔ اپنی بن ماں کی اکلوتی بیٹی کا دکھ وہ برداشت نہیں کر سکے اور قبر میں اتر گئے۔ یہ بھی نہ سوچا کہ ان کے بعد دنیا اس معصوم کا کیا حشر کرے گی۔ لیکن اس لڑکی نے اپنے ڈیڈ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اپنا تماشہ نہیں بننے دے گی۔ وہ خود مختار تھی اور یہی شاید اس کا قصور تھا۔ پھر بھی اس نے خود کو سنبھالا اور اس کی زندگی نے ایک نئی کروٹ لی۔ وہ کسی پر بوجھ نہیں تھی۔ بجلی کا بل، ڈیڈ کا ہوٹل، وہ اپنے سارے کام کم عمری میں ہی خود کرنے کی عادی ہو چکی تھی۔ اس نے اپنا بچپنا اتار پھینکا تھا۔ ویسے بھی یہ بچپنا، یہ لاڈ، یہ نخرے سب والدین ہی کی زندگی میں ممکن ہوتے ہیں بعد میں تو سب ختم۔۔۔

وہ اپنے اندر کی شوخ زندگی سے بھرپور لڑکی کو کب کا مار کر مس سعید کا چولا پہن چکی تھی۔ اپنے اکھڑ انداز سے اس نے ایک دائرہ اپنے گرد کھینچ لیا تھا۔ جس میں کسی کو بھی آنے کی اجازت نہیں تھی۔ آج وہ اپنے بل بوتے پر اپنے ڈیڈ کا بزنس سنبھال چکی تھی۔ یہ سب ایک طرف لیکن سلجوق۔۔۔

اس کا خشک انداز اسے بے قرار کر رہا تھا۔

وہ ایک بے ضرر سی لڑکی تھی۔ خوبصورت خواب دیکھنے والی، اپنے آپ میں مگن رہنے والی لیکن اسے اس کے اپنے رشتوں نے ڈسا تھا۔ وہ اب کیسے کسی پر اعتبار کر سکتی تھی۔ لیکن سلجوق خانزادہ شاید یہ بات نہیں سمجھ سکتا تھا۔

وہ خاموشی سے نیچے پچن میں چلی آئی۔ اس نے چائے کی کیتلی میں پانی رکھ کر اسٹو آن کیا۔ اس کے دھیان کے سارے دھاگے سلجوق سے جڑے ہوئے تھے۔ وہ واقعی ایک بارعب شخصیت کا حامل تھا۔ وہ عام طور پر اسے نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتی تھی۔ وہ ایک مضبوط چٹان کی مانند تھا۔

تانیہ کی نظروں میں کچھ دیر پہلے کا منظر لہرایا۔ جب سلجوق اس کے شانوں پہ ہاتھ رکھے اس کے کردار کی تعریف کر رہا تھا۔

"تم جیسی باوقار لڑکی کسی بھی مرد کا خواب ہو سکتی ہے۔"

اس کے دل نے ایک بیٹ مس کی، شاید اس کے دل کی سرزمین پر سلجوق کی چاہت کی کونپلیں پھوٹنے لگی تھیں۔ وہ اس کے دل کی سلطنت میں قدم جما رہا تھا۔ وہ اپنی سوچوں میں اس قدر کھوئی ہوئی تھی کہ اسے سلجوق کی پچن میں آمد کا پتہ ہی نہیں چلا۔ فریج کا دروازہ بند ہونے کی آواز پر وہ چونکی اور جلدی سے شوں شوں چائے کی کیتلی جس میں پانی جل جل کر ابل چکا تھا، کو ہاتھ لگا بیٹھی۔

"سی!" تکلیف کی شدت سے ایک ہلکی سی آہ اس کے لبوں سے نکلی۔ جو پچن سے پانی کی بوتل لے کر نکلتے سلجوق کی سماعت سے ٹکرائی۔

"کیا ہو گیا مس سعید؟" وہ پلٹ کر اس کی سمت آیا۔ جو ہاتھ پکڑے سسک رہی تھی۔ تیزی سے جلتے ہوئے چولہے پر لڑھکی ہوئی کیتلی اور تانیہ کے سرخ پڑتے جھلسے ہوئے ہاتھ نے اسے سارا معاملہ سمجھا دیا تھا۔ اس نے چولہا بند کر کے تانیہ کو ایک طرف کیا اور اوپری کینبٹ سے دواؤں والا باکس نکال کر اس میں سے برنال برآمد کی اور تانیہ کے پاس آیا۔ خاموشی سے اس کا ہاتھ پکڑ کر ٹیوب کھولی اور نرمی سے برنال لگانے لگا۔ "فکر مت کریں ابھی تھوڑی دیر میں آرام جائے گا۔" اس نے تسلی دے کر اس کا ہاتھ اپنی گرفت سے آزاد کیا

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"کیا بہت تکلیف ہو رہی ہے؟" اس نے ساکت کھڑی تانیہ سے پوچھا جو اسے یک ٹک دیکھے جا رہی تھی۔
تانیہ نے نفی میں سر ہلا اپنی نظریں اس پر سے ہٹالیں۔

"مس سعید! آپ کا دھیان کدھر تھا؟" سلجوق نے سنجیدگی سے سوال کیا۔
"آپ میں۔۔۔۔۔" تانیہ نے دل ہی دل میں بولتی ہوئی پٹی ہی تھی کہ سلجوق کی الجھی ہوئی آواز اس کے کانوں میں سنائی دی۔

"تمہیں شوق ہے بڑے بڑے نقصانات کرنے کا نہ صرف خود کے، بلکہ دوسروں کے بھی۔" وہ اس کے پاس سے گزرتا ہوا اپنے کمرے میں چلا گیا۔

سلجوق کے جانے کے بعد وہ چائے بنانے کا ارادہ ترک کر کے اپنے کمرے میں آگئی۔ اسے ابھی بھی اپنے ہاتھ پر سلجوق کے گرم پر جوش ہاتھ کا لمس محسوس ہو رہا تھا۔ ساری تکلیف کہیں دور جاسوئی تھی۔ درد نہیں تھا بس ایک احساس تھا، سلجوق کی نرم گرفت کا احساس۔

کمرے میں واپس آکر وہ سونے لیٹ گیا تھا لیکن آنکھیں بند کرتے ہی تانیہ کی نم پلکیں اس کی آنکھوں میں اترنے لگیں تھیں۔

"تف ہے اس محبت نامی بلا پر۔" وہ تنگ آکر اٹھا اور واپس کچن میں آکر اس نے دو کپ چائے بنائی۔ اگر بابا سائیں اسے اس طرح ایک لڑکی کیلئے چائے بناتے دیکھ لیتے تو شا کڈ ہو جاتے۔ اپنی سوچ کو جھٹکتے ہوئے اس نے چائے کے مگ اپنے ہاتھ میں لیے اور تانیہ کے کمرے کی طرف آیا۔

آرام کرسی پر اپنے ہاتھ کو دیکھتے ہوئے، سلجوق کے لمس کو محسوس کرتے ہوئے تانیہ کی آنکھ لگ گئی تھی۔ دروازہ ناک کر کے جب سلجوق اندر داخل ہوا تو وہ کرسی پر نیم دراز سو رہی تھی۔ کمرے میں خنتکی پھیلی ہوئی تھی۔ سامنے کی کھڑکی کھلی تھی وہ تاسف سے اسے دیکھتے ہوئے مگ سائیڈ میز پر رکھ کر کھڑکی کی طرف گیا۔ جہاں سے سر دھنڈی ہوائیں کمرے میں داخل ہو رہی تھیں۔ اس نے کھڑکی بند کر کے پردہ برابر کیا اور تانیہ کی سمت آیا۔ وہ دنیا جہاں سے بے فکر نیند کی وادی میں گم مکمل طور پر اس کی نگاہوں کے سامنے تھی۔ گلابی رنگ پھیکا پڑا ہوا تھا اور گھنیری سیاہ دراز پلکیں، گلابی لب سلجوق کی نظریں اس کے وجود پر بھٹک رہی تھیں۔ وہ ٹکٹکی باندھے اسے دیکھ رہا تھا۔ ابھی بھی اسے تانیہ میں کچھ کمی سی محسوس ہو رہی تھی اس نے نظریں دوڑائیں تو سائیڈ میز پر پیسوں کا لفافہ اور تانیہ کی چین اور ٹاپس رکھے ہوئے نظر آئے اس نے ایک گہری نظر تانیہ پر ڈالتے ہوئے اس کی چین اٹھائی اور احتیاط سے اس دلربا کے قریب آ کر اپنی شہادت کی انگلی سے اس کی سفید نازک گردن سے لپٹے سیاہ بال ہٹا دیئے اور بنا اسے چھوئے چین پہنا کر اسے دیکھا، ہاں اب وہ اسے مکمل لگی تھی۔ وہ بڑے آرام سے اسے دیکھ رہا تھا یوں بے خبر سوتی ہوئی وہ اس کے خوابیدہ جذبات کو جگا رہی تھی۔ اس سے پہلے وہ حسن کے اس پیکر، اس انا پرست لڑکی کے آگے جھک کر کوئی گستاخی کرتا سرعت سے اس نے خود کو سنبھالا اور بیڈ پر پڑا کمر فرٹا اٹھا کر اس پر ڈالنے کے بعد وہ خاموشی سے اپنا چائے کا مگ اٹھا کر لائٹ آف کرتے ہوئے کمرے سے نکل گیا۔

کرسی پر بیٹھے بیٹھے نہ جانے کب اس کی آنکھ لگ گئی تھی۔ مسلسل بیٹھے بیٹھے کمرے کے کھنچاؤ سے اس کی آنکھ کھلی۔ وہ انگریزی لیتی ہوئی سیدھی ہوئی۔ خود پر پڑے کمر فرٹا دیکھ کر حیران ہوئی۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"یہ ادھر کیسے آیا؟" اس نے کھڑے ہو کر کمرے کی لائٹ جلانی۔ کلانی پر بندھی میں وقت دیکھا۔ صبح کے نونج رہے تھے۔ سائیڈ میز پر چائے کا بھرا مگ اس کی نظروں کے سامنے تھا۔

"وہ میرا احساس کر کے آیا تھا۔" ایک خوش کن سا احساس اس کی رگوں میں اترا۔
اپنا مائنڈ میک کرتی ہوئی وہ فریش ہو کر لباس تبدیل کرنے کے بعد بال بنانے ڈریسنگ ٹیبل پر آئی تو اپنے گلے میں جگمگاتی ہوئی چین دیکھ کر حیران رہ گئی اسے یاد نہیں آ رہا تھا کہ یہ اس نے خود پہنی تھی یا؟ اس سے آگے وہ سوچنا نہیں چاہتی تھی۔

تیار ہو کر وہ کمرے سے باہر نکلی۔ پورا فلیٹ بھائیں بھائیں کر رہا تھا۔ آج لورا کی چھٹی تھی۔ وہ کافی دیر لونگ روم میں سلجوق کے باہر آنے کا انتظار کرتی رہی۔ وہ سحر خیز تھا اتنا تو وہ جانتی تھی۔ دس بجنے والے تھے۔ وہ ہچکچاتے ہوئے اٹھی اور سلجوق کے کمرے کے باہر آ کر کھڑی ہو گئی۔ اسے سلجوق سے بات کرنی تھی۔ لیکن اس طرح اس کے کمرے میں جانا بھی مناسب نہیں لگ رہا تھا۔

"میں اندر جانے کی بجائے اسے باہر بلا لیتی ہوں۔" تانیہ نے کچھ سوچ کر اس کا دروازہ کھٹکھٹایا۔
چند لمحوں بعد دروازہ کھلا۔ سلجوق خانزادہ اس کے سامنے کھڑا تھا۔ ماتھے پر بکھرے بال، ٹی شرٹ سے جھانکتے اس کے مضبوط بازو اور اس کی سرخ آنکھیں شب بیداری کی چغلی کھا رہی تھیں۔
"گڈ مارننگ! آپ فریش ہو کر باہر آجائیں میں ناشتہ لگا رہی ہوں۔" وہ شرمندگی سے اسے دیکھتے ہوئے پلٹ کر چلی گئی۔

سادہ سے سوٹ میں دوپٹہ اوڑھے وہ کچن میں موجود تھی۔ سلجوق کو ناشتے کا کہہ تو آئی تھی لیکن اب ایسے اسپیشل اس کیلئے کچھ بنانا اسے عجیب سا لگ رہا تھا۔ سوچ سمجھ کر اس نے انڈہ فرائی کیا اور چائے چڑھا دی۔ انڈہ، ڈبل روٹی اور چائے یہ اس کی دانست میں ایک مارل ناشتہ تھا۔ کچھ ہی دیر میں سلجوق باہر آیا اور میز پر کرسی

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔ تانیہ کی طرف سے ناشتے کی آفر پر وہ خود بھی حیران تھا۔ اسے اپنا پہلا ناشتہ یاد تھا۔ جو صرف دودھ ڈبل روٹی پر مشتمل تھا۔

سلجوق کے بیٹھتے ہی تانیہ نے دو سینکے ہوئے ٹوسٹ، ایک فرائی انڈہ اور چائے کا کپ اس کے سامنے لا کر رکھا اور خود اپنا دودھ کا گلاس لے کر سامنے صوفے پہ بیٹھ گئی۔

"آپ وہاں کیوں بیٹھ گئی ہیں؟" اس نے سوال کیا۔

تانیہ نے دودھ کا گلاس سینٹر ٹیبل پر رکھ کر ایک گہری سانس لی۔

"میں اس مقام کے قابل نہیں ہوں۔ جو آپ مجھے دینا چاہ رہے ہیں، آپ میرے بارے میں کچھ نہیں جانتے،

میرے حالات، میں ایسی کیوں ہوں، آپ کچھ نہیں جانتے۔" تانیہ نے سنبھل سنبھل کر بات شروع کی۔

"آپ کہنا کیا چاہتی ہیں؟" سلجوق اپنا چائے کا کپ اٹھا کر اس کے سامنے آ کر بیٹھ گیا۔ اب اس کی پوری توجہ

تانیہ کی طرف تھی۔

"میں ہر گز بھی کوئی کمزور یاد بوٹائپ کی لڑکی نہیں ہوں۔" تانیہ نے ابتدا کی۔

"میں جانتا ہوں اور میرا ماننا ہے لڑکیوں کو کمزور ہونا بھی نہیں چاہیے۔ مرد اور عورت دونوں ایک دوسرے کا

سہارا ہوتے ہیں اور دونوں ہی سہارے مضبوط ہو تو بنیاد بہترین ہوتی ہے۔" سلجوق نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

"لیکن رشتے برابری کے اچھے لگتے ہیں۔" تانیہ نے سراٹھایا۔

"تو کیا آپ کو میں آپ کے قابل نہیں لگتا؟" سلجوق نے سوال کیا۔

"ایسی بات نہیں ہے۔ میں ایک یتیم، مگر انڈیپینڈنٹ لڑکی ہوں۔ جسے اس کی اپنی فیملی چھوڑ چکی ہے اور آپ

ایک بااثر سیاسی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔" وہ بولتے بولتے رکی۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"آپ خود کو۔۔۔ اوہ گاڈ تانیہ! آپ خود کو میرے قابل سمجھتیں؟ آئی ایم شاگڈ آپ جیسی سمجھدار پڑھی لکھی لڑکی خود ترسی کا شکار ہے۔" وہ اس کی سوچ پر حیران رہ گیا۔

"یہ بات نہیں ہے۔" تانیہ نے اسے ٹوکا۔

"پھر کیا بات ہے؟ کیا میں تمہیں پسند نہیں؟" وہ تیکھا ہوا۔

تانیہ نے ایک نظر اسے دیکھا۔ وہ اونچا لمبا کڑیل جوان کسی بھی طرح نظر انداز کرنے کے قابل نہیں تھا۔ بلکہ وہ تو اس کے ساتھ اس کا ہاتھ تھام کر خوابوں کی راہ گزر میں چلنا چاہتی تھی۔ اس کے نام کی چادر اوڑھ لینا چاہتی تھی۔ پردل نیا رشتہ بنانے سے آج بھی ڈرتا تھا۔ اس کے ذہن میں پھپھو کی باتیں تازہ تھیں۔

"سعید اس لڑکی کو تو کوئی رنڈوا بھی قبول نہ کرے۔ دوسرے دن ہی نکال دے گا ایسی منہ پھٹ لڑکا نما لڑکی کو۔" ذہن کے سلیٹ پر ماضی کی ایک تلخ یاد کی پرچھائی لہرائی۔

"مس سعید!" سلجوق نے خاموش بیٹھی تانیہ کو پکارا۔

"آپ کو مجھے وضاحت دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں آپ کے ساتھ زبردستی کوئی تعلق بنانا نہیں چاہتا۔ آپ پریشان مت ہوں۔" وہ دو ٹوک الفاظ میں کہہ کر کھڑا ہو گیا۔

سلجوق کے جانے کے بعد تانیہ نے پڑمردگی سے برتن اٹھائے۔ اس کی سوچوں میں اس وقت پھپھو، عمر اور سلجوق سب گڈ مڈ ہو رہے تھے۔ وہ اعتبار کرنا چاہ رہی تھی پر کر نہیں پا رہی تھی۔ کسی بھی رشتے کی پہلی سیڑھی اعتبار ہوتا ہے۔ وہ یہ سیڑھی چڑھنے سے ڈر رہی تھی۔

"کتنا اچھا ہوتا میں اتنی حساس نہ ہوتی۔ یہ گزشتہ دنوں کی تلخیاں اپنے ذہن سے اتار کر کہیں دور پھینک پاتی۔" وہ سلجوق کو سوچنا نہیں چاہتی تھی۔ مگر اتنا ہی وہ اس کی سوچوں میں اترتا جا رہا تھا۔ اب اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اس کے مضبوط شانوں پر سر رکھ کر تمام اسو بہا دے۔ اپنی تمام پریشانیاں اس کو سونپ کر پر سکون ہو جائے

لیکن کیا یہ ممکن تھا؟ وہ کافی دیر کچن میں اکیلی کھڑی رہی۔ اسے پتہ تھا کہ وہ بہت زیادہ ناراض ہو چکا ہے۔ تھک ہار کر اس نے سلجوق کے جذبات کی، اس کے رشتے کی پذیرائی کا اہم فیصلہ لیا اور کچن سے نکل گئی۔

تین منٹ سے وہ سلجوق کے کمرے کے بند دروازے کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔ بار بار دستک دینے کیلئے ہاتھ اٹھاتی اور پھر روک لیتی۔

چوتھی بار اس نے ایک گہرا سانس لیا اور بڑے یقین سے اسے اپنا مانتے ہوئے دروازے پر دستک دی۔

سلجوق دروازہ کھول کر اس کے سامنے کھڑا ہوا۔ وہ اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کو بغور دیکھ رہا تھا۔ چند منٹ وہ خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ پھر دروازہ کھلا چھوڑ کر واپس اندر جا کر اپنے لیپ ٹاپ پر کام میں مصروف ہو گیا۔

تانیہ دھیرے سے چلتے ہوئے قدم قدم اٹھاتے ہوئے اس کے پاس جا کر کھڑی ہو گئی۔ خود سے پہل کرنے کا سوچ تو لیا تھا پر اتنا حوصلہ نہیں تھا۔ سلجوق پوری توجہ سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر آتے اتار چڑھاؤ وہ بڑے آرام سے اس کی شفاف آنکھوں میں اپنا عکس دیکھ رہا تھا، خاموشی بول رہی تھی بن کہے وہ اس کے سارے جذبات سمجھ رہا تھا۔

"آئی ایم سوری۔" اس کا لہجہ بھرا گیا۔ اس سے پہلے وہ اپنی بات مکمل کرتی سلجوق نے کھڑے ہو کر اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھا۔ وہ ہر گز بھی تانیہ کو ٹوٹا ہوا نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔

"سوری کی ضرورت نہیں ہے۔ میں آپ کو جیسی آپ ہیں ویسا ہی دیکھنا چاہتا ہوں۔" اس نے اپنی شہادت کی انگلی سے تانیہ کا چہرہ اوپر کیا۔

"آپ کی رفاقت میرے لیے اعزاز ہے اور میں چاہتا ہوں میری رفاقت کو آپ بھی ایک اعزاز کی طرح قبول کریں۔ مکمل اعتبار کے ساتھ۔" اس نے تانیہ کے آنسو اپنی انگلیوں کی پوروں پر سمیٹے۔

"میں آپ سے فائنل کل منج، آج کی پارٹی سے فارغ ہو کر بات کروں گا۔ تب تک آپ اچھی طرح سے مزید سوچ لیں۔ کیونکہ ایک بار آپ نے قدم میری طرف بڑھا دیے تو پھر چاہ کر بھی آپ پیچھے نہیں ہٹ پائیں گئیں اور نہ ہی میں ہٹنے دوں گا" اس نے اپنی بات مکمل کر کے تانیہ کے کندھوں پر سے ہاتھ ہٹا کر اسے دیکھا۔

"پارٹی میں کتنے بچے چلنا ہے؟" تانیہ نے اپنے حواس بحال کر کے سوال کیا۔

"آپ چلنا چاہتی ہیں؟" اس نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"جی!" اس نے مختصر جواب دیا۔

"اوکے تو آپ تین بجے تک ریڈی ہو جائیے گا۔ ڈیڑھ دو گھنٹے کی ڈرائیو ہے۔ ڈرائیور آپ کو پک کرے گا۔" سلجوق نے اسے پروگرام بتایا۔

ڈرائیور کاسن کر تانیہ نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"مجھے برائے کے کچھ گیسٹ پک کرنے ہیں۔ اس لیے جلدی نکلوں گا لیکن آپ بے فکر رہیں۔ آپ کو ادھر میں ہی رسیو کروں گا۔" اس نے وضاحت کی۔

"ٹھیک ہے۔" وہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کمرے سے باہر نکلنے ہی لگی تھی کہ سلجوق نے اسے روکا۔

"مس سعید!"

"یس!" وہ مڑی۔

"آپ جیسا ڈریس چاہیں پہن سکتی ہیں۔ کوئی پابندی نہیں ہے۔" اس نے اسے ایزی کرنا چاہا۔

"ڈریس تو آپ نے آرڈر کر دیا تھا۔ آچکا ہے وہ ہی ٹھیک ہے۔" تانیہ نے سنجیدگی سے جواب دیا اور باہر نکل گئی۔

تانیہ کے جانے کے بعد سلجوق نے لورا کو کال ملائی۔ اب مس سعید اس کا پسند کیا ہوا ڈریس پہن رہی تھی تو پھر

لورا کو شاپ اور کلر بتا کر مرس سعید سے شوز سائز پتہ کر کے سینڈل لانے کی ہدایات دینے کے بعد اس نے گھڑی دیکھی۔ دو بجے اسے نکل جانا تھا۔

ٹھیک ایک بج کر چالیس منٹ پر وہ بلیک ٹکسیڈ وپر بوٹائی لگائے بالوں کو جیل سے سیٹ کیے ہاتھ میں گھڑی پہننے کے بعد خود پر پر فیوم چھڑک کر کمرے سے باہر نکلا۔ بلاشبہ وہ اس وقت کسی یونانی دیوتا سے کم نہیں لگ رہا تھا۔ دو منٹ کے لیے وہ تانیہ کے کمرے کے باہر رکا۔ پھر اندر جانے کا ارادہ ترک کر کے باہر نکل گیا۔ نیچے پہنچ کر ڈرائیور کو تانیہ کو لے کر کروڑ پر پہنچنے کی تاکید کی اور خود برائن کے مہمان کو لینے کیلئے ایک مشہور فائیو اسٹار ہوٹل کی طرف روانہ ہو گیا۔ ایک ہاتھ سے اسٹیرنگ سنبھالتے ہوئے اس نے برائن کو کال ملائی۔ "برائن! ٹھیک پندرہ منٹ بعد میں ہوٹل پہنچ جاؤں گا۔ تم اپنے گیسٹ سے کہو ریڈی ہو کر لابی میں آجائے۔" سلجوق نے سنجیدگی سے کہا۔

"اتنی جلدی؟ تمہیں تو اسے تین بجے پک کرنا تھا؟" برائن حیران ہوا۔

"تم نے مجھے دو بجے کا کہا تھا۔" سلجوق کا موڈ خراب ہوا۔

"سوری یار اتنے کام ہیں میں خود کنفیوز ہو گیا ہوں۔ تم ایسا کرو ہوٹل چلے جاؤ۔ مل بھی لینا اور پھر وہی سے کروڑ پر آجانا۔" برائن نے مشورہ دیا۔

"نہیں میں آفس جا رہا ہوں۔ ہوٹل کے پاس ہی ہے۔ وہیں سے پھر تمہارے اس اپیشل کیسٹ کو ٹھیک تین بجے پک کر لوں گا۔ یاد رکھنا تین بجے سے ایک منٹ بھی اوپر ہو تو وہیں چھوڑ کر آ جاؤں گا۔" وہ فون بند کر کے ہوٹل کے نزدیک ہی موجود اپنے آفس کی بلڈنگ کی طرف گاڑی کا رخ موڑ چکا تھا۔

سلجوق کے کمرے سے واپس آ کر تانیہ نے ڈیلوری باکس کھولا۔ اس کی امید کے برخلاف پنک کی جگہ اس میں سیاہ رنگ کی باریک سلورنگوں سے سجی میکسی، لمبے اسکن کلر کے کناروں پہ جھلملاتے ڈیزائن سے سجے شیفون کے اسکارف کے ساتھ جگمگا رہی تھی۔ تانیہ کی نظروں میں اس لباس کو دیکھ کر ستائش سی اتری ساتھ ہی سلور کلر کی نازک سی جیولری موجود تھی بقول سلجوق لٹکانے والا سامان۔

تانیہ کے لبوں پر مدھم سی مسکراہٹ چمکی۔ اس نے ڈریس باہر نکالا۔ یہ ایک انتہائی باوقار لمبی پیروں کو چھوتی فل سیلوز میکسی تھی۔ ابھی وہ اسے خود سے لگا کر دیکھ ہی رہی تھی کہ اس کا فون بجنے لگا۔ لورا کی کال تھی۔ جو اس سے سینڈل کا سائز پوچھ رہی تھی۔ اسے سلجوق نے آرڈر کیا تھا۔ تانیہ نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ اس کے ڈیڈ کے بعد زندگی میں کبھی اس کی منگنی یا شادی بھی ہوگی۔ کوئی سلجوق جیسا خیال رکھنے والا باوقار ہمسفر بھی ملے گا۔ وہ اب قسمت کے فیصلے پر دل سے راضی تھی۔

ٹھیک تین بجے وہ مکمل تیار تھی۔ سیاہ میکسی میں اس کا سراپا جگمگا اٹھا تھا۔ نازک سی کمر نمایاں نظر آرہی تھی۔ آج اس نے بالوں کی پونی نہیں بنائی تھی۔ بلکہ اپنے اسٹریٹ سیاہ کمر تک آتے بالوں کو کھلا چھوڑا تھا۔ کانوں میں سلور ٹاپس اور گلے میں اس چین کو پہنے وہ دور دیس سے آئی کوئی اسپر الگ رہی تھی۔

"مس سعید! یو آر کلنگ گار جیس۔" لورا نے ستائش سے اس نازک سی باریبی ڈول کو دیکھا۔

"تھینکس لورا!" تانیہ نے مسکرا کر کہا اور اپنے پیروں میں لورا کی لانی ہوئی چھ انچ کی نازک سی ایک اسٹریپ والی ہائی ہیلز پہن لیں۔ اب اس کا دراز قد اور نازک سراپا مزید نمایاں ہو گیا تھا۔ اچھی طرح سے اسکارف کو گلے اور سینے پر پھیلا کر اس نے پن اپ کیا اور اپنا کلچ اٹھا کر اس میں موبائل فون رکھ کر وہ پارٹی میں شرکت کے لیے نکل گئی۔

ڈرائیور نے اس کے گاڑی کے نزدیک پہنچتے ہی ادب سے پچھلا دروازہ کھولا اور اس کے بیٹھنے کے بعد گاڑی شپ یارڈ کی طرف دوڑنے لگی۔ کئی خوبصورت مناظر راستے سے گزر رہے تھے۔ تقریباً دو گھنٹے کی لانگ ڈرائیو کے بعد گاڑی پورٹ پر آ کر رکی۔

تانیہ کا پورا دھیان خود پر تھا۔ وہ اپنی نازک مخروطی انگلی میں بڑی شان سے جگمگاتی ہوئی انگوٹھی کو دیکھ رہی تھی۔ ویلوٹ اور سلک سے بنی میکسی میں اس کا نازک سانچے میں ڈھلا سراپا نمایاں تھا۔ کھلے بال اور جیولری نے اس کی شخصیت ہی بدل تھی۔ وہ اس وقت ایک بھرپور دوشیزہ کے روپ میں تھی۔ لباس کا کالا رنگ اس کی خوبصورت چمکتی کالی آنکھوں سے میل کھا رہا تھا۔ سیاہ چمکتے بالوں میں کہیں کہیں چمکتی سنہری لٹیں اس کی نازک کمر پر ہلکورے لے رہی تھیں۔ ہلکے سے لائٹ میک اپ نے اس کے چہرے کی دلکشی میں مزید اضافہ کر دیا تھا۔ آج سلجوق پہلی بار اسے اس طرح اتنا تیار دیکھے گا۔ اس کا کیاری ایکشن ہو گا، یہ سوچ ہی اس کا دل دھڑکا رہی تھی۔

آج اسے سلجوق سے بہت سی باتیں کرنی تھیں۔ اسے جاننا تھا۔ وہ کیا کھانا پسند کرتا ہے، اسے کیسی کتابیں پڑھنا پسند ہیں، اس کا فیورٹ رنگ کون سا ہے۔

سلجوق کو سوچ کر تانیہ کے چہرے پر مبہم سی مسکراہٹ اتری۔

"آج کچھ بھی ہو جائے وہ پوری کوشش کرے گی کہ ان کے درمیان کوئی اختلاف نہ ہو کوئی بحث نہیں ہو۔"

اس نے اپنے آپ سے وعدہ کیا۔

"میم! آپ کی ڈسٹینیشن آگئی ہے۔" ڈرائیور نے گاڑی روک کر ادب سے اسے مخاطب کیا اور اتر کر پچھلا دروازہ کھولا۔

وہ گاڑی سے اتر کر آگے بڑھی۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائے اس کا استقبال کیا۔ سامنے ہی ایک بہت بڑی عالیشان شپ لنگر انداز تھی۔ جہاں سے میوزک اور ہنسنے بولنے کی آوازیں آرہی تھیں۔ تانیہ نے چاروں اطراف دیکھا کئی لوگ تھے۔ وہ کسی کو بھی نہیں جانتی تھی۔ آفس بھی وہ بس ایک ہی بار گئی تھی۔ پھر سلجوق نے اسے گھر سے کام کرنے کا کہہ دیا تھا۔ چاروں طرف دیکھتے ہوئے وہ کانفیڈنس سے آگے بڑھی ہی تھی کہ سلجوق کا کلائنٹ برائن اسے اپنی طرف بڑھتا نظر آیا۔ اسے وہ کیسے بھول سکتی تھی۔ اسی کی وجہ سے تو سلجوق نے اسے گھر پر باؤنڈ کیا تھا۔

برائن جو اپنے گیسٹ رسیو کر رہا تھا۔ سلجوق کی گاڑی سے تانیہ کو اترتے دیکھ کر حیران ہوا۔ وہ لڑکی تو آج ایک الگ ہی روپ میں تھی۔ وہ واقعی ایک بہت خوبصورت و باوقار لڑکی تھی۔ برائن اسے دل ہی دل میں سراہتا ہوا اپنے ساتھ کھڑے افراد سے ایکسکیز کرتا ہوا تانیہ کی طرف بڑھا۔

"ہیلو موزیل!" اس نے خوشدلی سے اسے مخاطب کر کے اپنا ہاتھ مصافحہ کرنے کے لیے بڑھایا۔

"ہیلو!" تانیہ نے اس کے بڑھے ہاتھ کو نظر انداز کرتے ہوئے سر کو خم کر کے جواب دیا۔

"کیا آپ مسٹر خانزادہ کی ڈیٹ! آئی مین گیسٹ کے طور پر آئی ہیں؟" اس نے سوال کیا۔

"نہیں مجھے سرنے پر اجیکٹ ڈیزائننگ کی کامیابی پر ادھر انوائٹ کیا ہے۔" تانیہ نے رکھائی سے جواب دیا۔

اسے برائن کا اس طرح سے سوال کرنا اچھا نہیں لگا تھا۔

"دیٹس گریٹ!" برائن کے چہرے پر اطمینان پھلا۔

"پلیز آئیے!" اس نے تانیہ کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔
 "سرکدھر ہیں؟ انہوں نے کہا تھا وہ ادھر ہی ہوں گے۔" تانیہ نے سوال کیا۔

"خانزادہ اپنے اسپیشل گیسٹ کو لینے گیا تھا۔ بس آتا ہی ہو گا آپ اندر تو چلیں۔"
 "مس سعید پریشان مت ہوں۔ اندر چلیں میں بڑی تھا، کیا پتہ آپ کا وہ کھڑوس سر اندر آچکا ہو۔" تانیہ کو
 ساکت کھڑا دیکھ کر اس نے جھوٹی تسلی دی۔

برائے تانیہ کو اپنے ہمراہ لے کر اندر کر دیا۔ جہاں کئی افراد موجود تھے۔ میوزک کا تیز آرکسٹرا رینگ
 تھا۔ لڑکیوں کی کھنکتی ہوئی ہنسی کا شور تھا اور گلاسوں کے کھنکے کی آوازیں بھی اس میں شامل تھیں۔

سلجوق اپنے مقررہ وقت سے پانچ منٹ پہلے ہوٹل پہنچ چکا تھا۔ گھڑی پر نظر ڈال کر اس نے ریسپشن سے روم
 تین سو بیس میں ٹھہرے مہمان کو اپنے آنے کی اطلاع کروائی۔
 وہ بیزاری سے کھڑا ہوا تھا۔ جب ایک لمبی انتہائی خوبصورت پاکستانی نژاد امریکن ٹاپ ماڈل بیلا فینسی شولڈر لیس
 ڈریس میں ملبوس اس کی سمت آئی۔

"ہیلو ہینڈ سم!" اس نے آتے ہی سلجوق کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔
 "بیلا تم!" سلجوق اسے دیکھ کر حیران ہوا۔ بیلا انگلینڈ میں اس کے جو نئیرہائی اسکول سے تھی۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"برائے نے بتایا بھی نہیں کہ تم آج کل ادھر کینیڈا میں ہو۔" سلجوق نے اسے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا۔

"برائے کے نئے پراجیکٹ کی ماڈلنگ میں ہی کر رہی ہوں۔ خیر اتنے دنوں بعد ملے ہو کام چھوڑوا اپنے بارے میں بتاؤ کیا چل رہا ہے؟" بیلا نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"کچھ خاص نہیں۔" سلجوق نے گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے اپنا دایاں ہاتھ اسٹیرنگ سے ہٹاتے ہوئے بیلا کا ہاتھ اپنے کندھے پر سے ہٹایا۔

"تم اب پارٹیز میں بھی نظر نہیں آتے؟" بیلا نے شکوہ کیا۔

"میں اپنی فیملی کے پاس پاکستان شفٹ ہو گیا ہوں۔" سلجوق نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"پاکستان؟ وہاں سے لوگ ادھر ویسٹرن کنٹریز میں آنے کی کوشش کرتے ہیں اور تم۔۔۔ خیر تم فیوڈل سسٹم کے بڑے لوگ ہو جو چاہو کر سکتے ہو۔" بیلا نے میوزک کی آواز کم کی۔

"سسٹم سے کچھ نہیں ہوتا۔ میری فیملی کو میری ضرورت تھی۔ سو میں شفٹ ہو گیا۔ یہ کوئی بڑی بات نہیں تھی۔" وہ لا پرواہی سے بولا۔

"ابھی بھی سنگل گھوم رہے ہو؟" بیلا نے سوال کر کے اس مغرور وجاہت سے بھرپور جوان کو دیکھا۔ جس کی کمپنی کیلئے وہ ایک بار ماڈلنگ بھی کر چکی تھی۔

"سنگل کہہ سکتی ہو۔" اس کی آنکھوں میں تانیہ کا چہرہ ابھرا۔ لبوں پر ایک مدہم سی مسکراہٹ ابھری۔

"چلو سنگل تو ہو پھر گڈ ہو گیا۔" وہ اطمینان سے سیٹ سے ٹیک لگائی۔

"کیا مطلب؟" سلجوق الجھا۔

"مطلب تم ہمیشہ ہی اکیلے رہتے ہو۔ پارٹی بھی اکیلے ہی اٹینڈ کرتے ہو تو۔۔۔" بیلا نے شوخ نگاہوں سے اسے

"تو کیا؟" سلجوق خشک ہوا۔

"تو آج میں تمہاری سرپرانزڈیٹ ہوں بدھو جب ہم کروڑ پر پہنچے جائیں گے تو ہمارا گریڈ ویلکم ہوگا۔" وہ چہکی۔
 "واٹ؟ سوری بیلا تم اچھی دوست ہو۔ پر میں کہیں اور کمیٹڈ ہو۔ میں یہ سب نہیں کر سکتا۔" سلجوق نے دو ٹوک انداز میں انکار کیا اور فون نکال کر برائن کو کال ملانے لگا۔

کئی بیلز کے بعد بھی برائن نے کال پک نہیں کی۔ وہ بار بار فون ملا رہا تھا۔ اس کے وجیہہ چہرے پر کر خنگی چھا گئی تھی۔

برائن کو چھوڑ کر اس نے تانیہ کا نمبر ڈائل کرنا شروع کیا۔ تین چار بار لگا تا رڈائل کیا پر نور سپانس، جبکہ ڈرائیور آدھے گھنٹے پہلے ہی اسے تانیہ کے بحفاظت کروڑ پر پہنچ جانے کا میسج کر چکا تھا۔

"سلجوق لیواٹ یار! اس نے تو بس دوستی نبھانی چاہی تھی۔ تم اتنا سیریس مت لو۔ ہم سب ہی اچھے دوست ہیں۔ پارٹی انجوائے کر کے تم اپنے گھر اور میں اپنے گھر بات ختم۔" بیلا نے دل پر پتھر رکھ کر اسے سمجھایا۔
 "ہمم" سلجوق نے ہنکارہ بھرا اور سنجیدگی سے پوری توجہ ڈرائیونگ پر فوکس کرتے ہوئے گاڑی کی اسپید بڑھانا شروع کر دی۔

گاڑی پورٹ ایریا میں داخل ہو چکی تھی۔ اس نے گاڑی پارک کر کے بیلا کو اترنے کا اشارہ کیا۔ پورا ایریا سنسان پڑا تھا۔ شاید سب مہمان شپ پر جا چکے تھے یا آئے ہی نہیں تھے۔ سلجوق نے فون نکال کر تانیہ کو پھر کال ملائی پر اس نے فون نہیں اٹھایا۔ اب اس کے ماتھے پر تیوریاں نمودار ہو گئی تھیں۔ وہ لب بھینچے آگے کروڑ کی سمت بڑھا۔ لنگر کے نزدیک پہنچا تو بیلا نے اسے آواز دی۔

"ہے سلجوق!"

"واٹ؟" وہ پلٹا۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"بی آجٹلمین میرا ہاتھ پکڑو۔ میں اس ہانی ہیل کی وجہ سے چل نہیں پارہی۔" اس نے اپنی چھ انچ والی ہیلز کی طرف اشارہ کیا۔

"آخر اتنی اسٹوڈنٹ ہیلز تم لڑکیاں پہنتی ہی کیوں ہو؟" وہ بھنایا کہ اس کے دھیان کے سارے دھاگے تانیہ میں الجھے ہوئے تھے۔ جو اس کا فون نہیں اٹھا رہی تھی۔
"تم ہاتھ پکڑ رہے ہو یا نہیں؟" بیلا ناراض ہوئی۔

سلجوق نے نہ چاہتے ہوئے بھی بازو بیلا کی سمت بڑھایا، بیلا نے بڑے فخر سے اس کے بازو میں اپنا ہاتھ ڈالا اور گردن اکڑا کر اس کے ساتھ چلنے لگی۔ ڈیٹ نہ سہی لیکن سلجوق جیسے فیوڈل لارڈ کے ساتھ انٹرنس ہی سب کی توجہ اس کی طرف مبذول کروانے کو کافی تھی۔

تانیہ خاموشی سے اوپن ڈیک پر ایک کونا منتخب کر کے بیٹھ گئی تھی۔ پورے ڈیک پر لیڈیز پرفیوم، سگار اور تازہ پھولوں کی مہک چھائی ہوئی تھی۔ اس نے سلجوق کی تلاش میں چاروں جانب نگاہیں دوڑائیں پر وہ کہیں نہیں تھا۔ کئی مرد حضرات نے اسے اکیلے دیکھ کر ساتھ بیٹھنے کی آفر کی تھی پر وہ اپنے ازلی روڈانڈاز میں انکار کر چکی تھی۔ سب اپنے اپنے پارٹنرز کے ساتھ تھے۔ شور سے اس کے سر میں درد ہونا شروع ہو چکا تھا۔ وہ اپنا کلچ بھی گاڑی میں بھول آئی تھی۔ ورنہ سلجوق کو ایک کال کرنے کا ارادہ تھا۔ آدھے گھنٹے بعد اچانک سے میوزک بند ہو گیا اور برائن فلور کے درمیان میں آکر کھڑا ہو گیا۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"اٹینشن فرینڈز! اس نے چیچ سے شینے کا کلاس بجایا۔"

"میرا یونی فیلو، اس پر وجیکٹ کا کانٹریکٹر سلجوق خانزادہ اپنی کرل فرینڈ کے ساتھ اینٹر ہو رہا ہے بی ریڈی۔"

سارا اسٹاف ایکسائٹڈ ہو گیا تھا۔ اب آرکسٹر امیوزک پر ہلکی سی رومینٹک دھن بجا رہا تھا۔

دومنٹ کے بعد بلیک ٹکسائیڈ میں ملبوس گلے میں بوٹائی پہنے اونچا لمبا ورزشی جسامت والا سلجوق خانزادہ ایک انتہائی خوبصورت چھ فٹ سے بھی نکلتے ہوئے قد کی حامل لڑکی کے ساتھ اندر داخل ہو رہا تھا۔

تانیہ جو برائے کا اعلان سن کر کنفیوز تھی۔ اب اس طرح استحقاق سے سلجوق کے بازو میں بازو ڈالے اس خوبصورت لڑکی کو دیکھ رہی تھی۔ تانیہ نے کرسی سے ٹیک لگا کر چند گہرے سانس لے کر خود کو پرسکون کرنے کی کوشش کی۔ اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا اور پورے جسم میں جیسے آگ سی لگی ہوئی تھی۔ اس سے پہلے کہ سلجوق اسے دیکھے اس نے خاموشی سے اس پارٹی سے جانے کا فیصلہ کیا اور کھڑی ہو گئی۔ ابھی دو قدم ہی اٹھائے تھے کہ ویٹریسز نے شپ کے دروازے بند کرنے شروع کر دیے۔ ایک تیز آواز میں بگل نماہارن بجا، شپ اسٹارٹ ہو چکی تھی۔ تانیہ نے ایک نگاہ سلجوق پر ڈالی۔ جو اس خوبصورت ریڈ کلر کے بالوں والی لڑکی سے مسکرا کر کچھ کہہ رہا تھا۔ جس پر اس لڑکی نے ہنستے ہوئے اس کے ہاتھ کو ٹچ کیا۔ وہ پھر سے مسکرایا۔ تانیہ کا دل بغاوت پر آمادہ تھا۔ وہ جیسلس ہو رہی تھی۔ اس نے اپنی نظریں ان دونوں پر سے ہٹائیں اور مڑ کر واپس اپنی میز کی طرف بڑھی۔ چند قدم ہی چلی تھی کہ شپ ڈمگائی اس سے پہلے وہ منہ کے بل گرتی کسی نے اس کو بازو سے پکڑ کر گرنے سے بچا لیا۔

سلجوق خانزادہ، بیلا کو اپنے ہمراہ لیے لکڑی کی سیڑھیاں چڑھ کر ڈیک پر آیا تو چاروں جانب سے گلاب کے پھولوں کی پتیاں نچھاور ہونے لگیں۔ سفید گلابی غبارے چھوڑے جارہے تھے سب لوگ تالیاں بجا کر اس کا

"میں نے کہا تھا نہ کہ برائے تمہارے جیسے خشک مزاج دوست کیلئے سرپرائز ڈیٹ آرٹج کی ہے۔" بیلا نے مسکرا کر سب کو دیکھتے ہوئے سرگوشی کی۔

سلجوق سب سے بے نیاز چاروں اطراف نگاہیں دوڑاتے ہوئے تانیہ کو ڈھونڈ رہا تھا۔ دائیں جانب ایک میز سے اٹھتی لڑکی اسے تانیہ لگی۔ خوبصورت نازک کانچ کا سا سر اپا سیاہ لباس میں نمایاں تھا۔ لمبے کالے سیاہ بال اس کی دلکشی میں اضافہ کر رہے تھے۔

سلجوق کی آنکھوں میں اسے دیکھ کر تپش سی اتر آئی۔ آنکھیں سلگنے لگی تھیں۔ اس نے تانیہ کیلئے نیلا لباس منتخب کیا تھا اور وہ ایک بار پھر اس کی نفی کر کے کالا لباس پہنے ہوئے تھی۔ جو کچھ کچھ اس کے پسند کردہ لباس جیسا ہی تھا۔

وہ یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا۔ تبھی تانیہ نے اس کی طرف نظریں اٹھائیں تو وہ تیزی سے جان بوجھ کر مسکرایا اور بیلا کی طرف متوجہ ہوا۔

"یس بیلا تم کیا کہہ رہی تھیں؟"

"تمہاری پسند لا جواب ہے لیکن مجھے جلنے کی خوشبو آرہی ہے۔" بیلا کھکھلا کر اس کے ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہوئے بولی۔ وہ سلجوق کا تانیہ کو دیکھنا نوٹ کر چکی تھی۔

"ایکسیوزمی!" وہ نرمی سے بیلا کا ہاتھ ہٹا کر برائے سے معذرت کر کے تانیہ کی طرف بڑھا۔ جو پلٹ چکی تھی اگر وہ بیلا کے ساتھ آیا تھا تو تانیہ نے بھی اس کا فون نہ اٹھا کر، اس کی پسند کا لباس نہ پہن کر حساب برابر کر دیا تھا۔ وہ تانیہ کے نزدیک پہنچا ہی تھا کہ شپ نے موڑ کاٹا۔ اس سے پہلے وہ لڑکھڑا کر گرجاتی اس نے تیزی سے آگے بڑھ کر اسے بازو سے تھام کر سہارا دیا۔

تانیہ نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔ سلجوق کی پرشوق براؤن آنکھیں اس پر جمی ہوئی تھیں۔ اسے لگا جیسے وہ ان آنکھوں کی گہرائی میں ڈوب رہی ہو۔ وہ اسے اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔

"لکنگ گارجیں۔" سلجوق نے سنجیدگی سے کہہ کر اس کے بازو پر سے اپنی گرفت ہٹائی۔

ایک لمحے کو تانیہ کا چہرہ ابلس کر گیا۔ اس نے جلدی سے خود کو سنبھالا۔

"آئیے۔" وہ تانیہ کو لے کر سب سے ہاتھ ہلا کر ہیلو ہائے کرتا ہوا شپ کی ریلنگ پر آگیا۔

تانیہ شپ کی ریلنگ سے ٹیک لگا کر لیک اونٹاریو کو دیکھ رہی تھی۔ ٹھنڈی ٹھنڈی خوشگوار ہوا اس کے بال اڑا رہی تھی۔ سلجوق اس کے ساتھ اس کے برابر کھڑا ہوا تھا۔ شام ڈھل رہی تھی۔ پانی میں دوڑتی شپ، مدھم سی شہر کی روشنیاں ایک بہت خوبصورت منظر تھا۔

"یہاں سے شہر کتنا خوبصورت لگ رہا ہے۔" تانیہ نے مبہوت ہو کر کہا۔

"واقعی بہت خوبصورت منظر ہے۔" سلجوق نے اسے بغور دیکھا۔

"آپ کی گیسٹ آپ کا ویٹ کر رہی ہوں گی۔" تانیہ نے اسے ٹوکا۔ وہ چاہ کر بھی اس سے بیلا کے بارے میں نہیں پوچھ پارہی تھی۔

"ضروری نہیں جو نظر آرہا ہو وہ سچ ہو۔" سلجوق نے اپنا کوٹ اتارا۔

"مس سعید! آپ پر یہ بلیک رنگ بہت سوٹ کر رہا ہے۔ شاید بلیو کلر اتنا نہ کرتا۔" اس نے تانیہ کو دیکھا۔

"مطلب؟" تانیہ نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"ہر بات کا مطلب بتانا ضروری نہیں ہوتا۔" سلجوق نے جواب دیا۔

"اگر آپ کو یہ بلیک اچھا نہیں لگ رہا تو پھر لیا کیوں تھا؟ نیلا لے لیتے۔" تانیہ بن کہے اس کے ذہن تک رسائی

"یہ ڈریس آپ کو میں نے دیا ہے؟" سلجوق نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں سائنٹکلاز لایا تھا۔ ظاہر آپ کا دیا ہوا ڈریس ہے۔ ورنہ میں تو لائٹ کلر پہنتی ہوں۔" تانیہ نے غصہ سے اسے دیکھا۔ جس کا مزاج ہی ہمیشہ سوانیزے پر رہتا تھا۔ ایک تو وہ اس کی پسند کا لباس پہن کر اس کیلئے تیار ہو کر آئی تھی اور موصوف نیلے پیلے میں الجھے ہوئے تھے۔

سلجوق کے ذہن نے تانیہ کو دیکھتے ہوئے گتھی سلجھالی تھی۔ اللہ بھلا کرے اس آن لائن آرڈرنگ کا۔ وہ غلط کلر ڈیلیور کر گئے تھے۔

"ہے بڑی تم ادھر بڑی ہو۔ اندر چلو ڈنر سرو ہو رہا ہے۔" برائن بیلا کے ہمراہ سلجوق کو ڈھونڈتے ہوئے ڈیک پر آیا۔

"سلجوق تعارف نہیں کرواؤ گے؟" بیلا مسکرا بولی۔

"مس سعید یہ مشہور ماڈل بیلا حدید ہیں۔ ہماری اس کمپین کی مین ماڈل اور برائن کی خاص گیسٹ اور بیلا یہ مس سعید۔" سلجوق نے سنجیدگی سے تانیہ کے چہرے کو نگاہ میں رکھتے ہوئے تعارف کروایا۔

"مس سعید! یہ کیسا نام ہے۔"

"خیر لڑکی تم بہت خوبصورت ہو اور یہ اسٹوڈنٹ اسکالرشپ کیسے؟ اسے ہٹاؤ اتنا زبردست نازک فکر ہے۔ ہمارا خانزادہ تو پہلے ہی تمہیں دیکھ کر فلیٹ ہو گیا تھا۔ اب ایسے دیکھے گا تو مکمل ہوش گنوا دے گا۔" بیلا شوخی سے بولتی ہوئی تانیہ کے نزدیک آئی اور اس کے اسکالرشپ پر ہاتھ رکھا۔

اس سے پہلے تانیہ اس کی عزت افزائی کرتی سلجوق نے تیزی سے بیلا کا ہاتھ ہٹایا۔

"اسے اس سب کی ضرورت نہیں ہے۔" یہ کہہ کر اس نے اپنا کوٹ تانیہ کے شانوں پہ پھیلا دیا۔

تانیہ کو بھی ہلکی سی سردی لگ رہی تھی۔ اس نے بڑے آرام سے وہ کوٹ پہن لیا۔

"چلیں اندر چل کر ڈنر کرتے ہیں۔" برائن نے سب کو مخاطب کیا اور اندر بڑھ گیا۔ تانیہ نے بھی سب کی تقلید میں اپنے قدم بڑھائے۔ جب اس کے ساتھ چلتے سلجوق نے غیر محسوس طریقے سے اسے اپنے حصار میں لیتے ہوئے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا اپنی ہائی سیلرز کی وجہ سے تانیہ پھر سے لڑکھڑائے یا گر پڑے۔ اس کے حصار میں، اس کے ہاتھ پکڑنے سے تانیہ کو اپنا دل دھک دھک کرتا ہوا محسوس ہوا۔ اسے اس طرح بنا کسی محرم رشتے کے سلجوق کا خود سے نزدیک ہونا پسند نہیں آیا تھا۔

"آپ پلیمیر ہاٹھ چھوڑیں۔ میں چل سکتی ہوں۔" تانیہ نے کسمسا کر اس کی گرفت سے نکلتے ہوئے آہستگی سے اپنے ہاتھ کی طرف اشارہ کیا۔

سلجوق کے چہرے پر ایک لمحے کیلئے سرد سا تاثر ابھرا اور اس نے تانیہ کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ ڈائننگ ہال میں پہنچ کر سلجوق سب سے ملنے ملانے میں اور ڈنر میں مصروف ہو گیا۔ تانیہ نے اس کا کوٹ اتار کر ہاتھ میں پکڑا۔ پتہ نہیں کیوں پر اسے آج اپنا آپ اس جگہ غیر اہم محسوس ہو رہا تھا۔ کافی دیر تک وہ اکیلی بیٹھی رہی۔ پھر جب شپ کے نزدیکی اسپاٹ پر رکنے کا اعلان ہوا تو وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر سلجوق کا کوٹ ہاتھ میں تھامے دور کھڑے سلجوق کے پاس آئی۔

"ایکسیوزمی مسٹر خانزادہ!" اس نے سلجوق کو مخاطب کیا۔

"یہ آپ کا کوٹ۔" اس نے کوٹ سلجوق کی طرف بڑھایا۔ سرد نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے سلجوق نے کوٹ تھامنا تو وہ پاس کھڑے برائن سے مخاطب ہوئی۔

"مسٹر برائن اٹ واز آنالس پارٹی۔ اب مجھے اجازت دیں میں چلتی ہوں۔"

"میں کیب کر لوں گی۔ سر میں درد ہے، ورنہ ضرور رکتی۔ گڈ بائے۔" وہ اپنی بات مکمل کر کے بنار کے وہاں سے آگے مین انٹرنس کی طرف چلی گئی۔

"یہ کیا ہے یار! اس لڑکی کی وجہ سے تم نے بیلا کو اگنور کیا۔ پھر اسے بھی آخر یہ ہو کیا رہا ہے؟" برائن نے سلجوق سے پوچھا۔ جو پر سوچ نگاہوں سے تانیہ کو جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

وہ سیدھی ایگزٹ کی طرف بڑھ رہی تھی۔ دل تو چاہ رہا تھا کہ پلٹ کر ایک بار بس ایک بار سلجوق خانزادہ کو دیکھ لے، پر اسے ڈر تھا کہ کہیں وہ کائیاں آدمی اس کے اندر چھائی بے چینی کو، مایوسی کو بھانپ نہ لے۔ اس نے سوچا تھا آج بنا اختلاف کیے دو سمجھدار میچیور انسانوں کی طرح وہ باتیں کریں گے۔ ایک دوسرے کو جانیں گے لیکن ضروری نہیں جو سوچا جائے وہ ہو بھی جائے۔ ایک پلاننگ انسان کرتا ہے تو دوسری اوپر والا اور ہوتا وہی ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔

زندگی میں پہلی بار وہ کسی مرد کیلئے سچی سنوری تھی اور بجائے اسے سراہنے کے وہ اسے نظر انداز کر رہا تھا۔ تانیہ کا دماغ کہہ رہا تھا کہ پلٹ کر سلجوق کا گریبان پکڑ کر سوال کرے۔ آخر وہ کیوں اسے نظر انداز کر رہا تھا لیکن اسے اب اپنا تماشہ نہیں بنانا تھا۔ حالانکہ کہ سلجوق بتا چکا تھا کہ وہ لڑکی برائن کی مہمان تھی لیکن پھر بھی نہ جانے کیوں اسے بیلا سے حسد سا محسوس ہو رہی تھا۔ ہاں وہ جیس ہو رہی تھی۔ اس نے تسلیم کیا اور اپنے سرد پڑتے ہاتھوں کو مسلتے ہوئے شپ سے اتر کر آگے بڑھی۔ یہ ایک چھوٹی سی بندرگاہ تھی۔ جہاں کچھ کھانے پینے کی دکانیں اور کاروباری آفس بنے ہوئے تھے۔ ملگجاسا اندھیرا پھیلنا شروع ہو چکا تھا۔ وہ گردن گھما کر آس پاس

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
کسی ٹیکسی کو ڈھونڈنے لگی۔ اس کا فون اور مچ شاید گاڑی میں رہ گیا تھا۔ خیر وہ فلیٹ پہنچ کر بھی کرایہ ادا کر سکتی تھی۔

تانیہ کے نظروں سے اوجھل ہونے سے پہلے اس نے برائن کو اپنے جانے کا انفارم کیا۔
"سوری سلجوق اگر مجھے پتہ ہوتا کہ تم ریلیشن شپ میں انوالو ہو تو میں کبھی بھی بیلا کو تمہارے ساتھ سیٹ کرنے کیلئے ریخ نہیں کرتا۔" برائن نے شرمندگی سے معذرت کی۔
"اُس اوکے!" سلجوق نے سنجیدگی سے سر ہلایا۔
"ویسے تمہاری گرل فرینڈ بہت کیوٹ اور خوبصورت ہے۔" برائن نے تعریف کی۔
"واچ پور ورڈز وہ میری گرل فرینڈ نہیں ہے۔" سلجوق نے رک کر تصحیح کی۔
"تو پھر کیا ہے؟" برائن حیران ہوا۔
"وہ لڑکی میری عزت ہے۔ تمہارے لیے اتنا جاننا کافی ہے۔" وہ اکھڑا انداز میں بولا۔
"یار وائف تو نہیں ہے نا پھر اتنا غصہ کیوں۔" برائن نے اسے ٹوکا۔
"دودن بس دودن میں اسے اپنی وائف بنا رہا ہوں۔"
سلجوق خانزادہ نے گھمبیر لہجے میں اسے جتایا اور اپنا کوٹ کندھے پر لٹکا کر لمبے لمبے قدم اٹھاتے ہوئے شپ سے اتر کر باہر نکل آیا۔

باہر نکل کر اس نے تانیہ کو ڈھونڈنے کیلئے چاروں اطراف نظریں دوڑائیں۔ سامنے ہی روڈ کے پاس فٹ پاتھ پر اپنی سیاہ میکسی کو دونوں ہاتھوں سے سلیقے سے سنبھالے وہ کھڑی ہوئی تھی۔ اس کے بال ڈھلک کر گلابی چہرے کے گرد ایک ہالہ سا بنارہے تھے۔ لائٹ پینک لپ اسٹک اور بلشر کے ساتھ اس نے اپنی گھنیری پلکوں کو ہلکا سا مسکارے کاٹچ دیکر مزید قاتل بنایا ہوا تھا۔ ہوا کے جھونکے اس کے بالوں سے اٹکھیلیاں کر رہے تھے اور اس کا اسکارف بار بار اڑا رہے تھے۔ وہ اسے ایک خوبصورت، دلکشی کا مجسمہ لگ رہی تھی۔ جسے چھو کر محسوس کرنے کی خواہش اس کے اندر بیدار ہونے لگی تھی۔

"مجھ میں اب صبر نہیں ہے۔ لگتا ہے بابا سائیں کو ہمارا ولیمہ ہی اربنچ کرنا پڑے گا۔" وہ اپنی سوچ پر ہنسا اور جیب سے سگار نکال کر اپنے لبوں میں دبا کر سلگاتے ہوئے وہ اس سے ناراض ناراض سی کچھ کچھ اپنی اپنی سی لڑکی کے عین پیچھے جا کر کھڑا ہو گیا۔

"یہاں سے کوئی سواری نہیں ملنے والی۔" اس نے سواری کی تلاش میں روڈ پر نظریں دوڑاتی ہوئی تانیہ کو مخاطب کیا۔

"آپ!" تانیہ اسے دیکھ کر چونکی۔

"ادھر بہت ٹھنڈ ہے۔ چلو ادھر ریسٹورنٹ میں چلتے ہیں۔" اس نے سڑک کے دوسری طرف موجود ریسٹورنٹ کی طرف اشارہ کیا۔

اس کا انداز ایسا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں ہو اور بڑے آرام سے اس نے تانیہ کا ہاتھ اپنی گرفت میں قید کیا۔ "ہاتھ چھوڑیں آپ۔" تانیہ نے ناراضگی سے کہا۔

"کیوں؟" اس نے آرام سے تانیہ کی آنکھوں میں جھانکا۔

"آپ ادھر کیوں آئے ہیں؟؟" وہ الجھی۔

"اچھی لڑکیاں زیادہ سوال جواب نہیں کرتیں۔" اس نے آرام سے کہا اور تانیہ کا ہاتھ مضبوطی سے تھام کر روڈ کر اس کرنے لگا۔ تانیہ بھی خاموشی سے اس کے ساتھ روڈ کر اس کرنے لگی کہ اس اندھیرے میں اکیلے کھڑے ہونا اسے بھی مناسب نہیں لگ رہا تھا۔

"کیا تم میرے ساتھ ڈنر کرنا پسند کرو گی؟" روڈ کر اس کر کے اس نے تانیہ کا ہاتھ اپنی گرفت سے آزاد کیا۔
"ڈنر تو کروڑ میں کر چکے ہیں۔" تانیہ نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"ہاں وہ تو ہم دونوں نے ہی سو نگھنے والا ڈنر کیا تھا۔ اب چھوڑو سب کچھ، بولو ڈنر کرو گی میرے ساتھ؟"
سلجوق نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"کم آن بیوٹیفل لیڈی ابھی بہت ساری باتیں ہیں۔ جو ہمیں ایک دوسرے سے کرنی ہیں، بتانی ہیں اور یہ جو وقت ابھی ہے شاید یہ وقت، یہ ماحول ہمیں دوبارہ نہ ملے۔" تانیہ کو کشمکش میں دیکھ کر اس نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہمم!" تانیہ نے سوچ کر اثبات میں سر ہلایا۔

سلجوق اسے ساتھ لے کر پہلے ریسٹورنٹ سے ملحق کاررینٹل کے چھوٹے سے آفس میں آیا۔ جہاں اس وقت صرف ایک پرانی گاڑی ہی رینٹ کیلئے موجود تھی۔ اس نے گاڑی رینٹ کی اور پھر تانیہ کو لے کر ریسٹورنٹ کے اندر داخل ہوا۔

ریسٹورنٹ کا ماحول بہت رومینٹک تھا۔ مدھم مدھم سی روشنی تھی۔ ہلکی سی رومانوی دھن پر کئی کیپلز بانہوں میں بانہیں ڈالے جھوم رہے تھے۔ وہ تانیہ کو لے کر ایک کونے والی میز منتخب کر کے بیٹھ گیا۔

"یہ حلال ریسٹورنٹ تو نہیں ہے۔" تانیہ نے ماحول سے نظریں پڑائے ہوئے پوچھا۔

"نہیں لیکن فکر مت کرو ہم صرف فش آرڈر کریں گے۔" اس نے تانیہ کو تسلی دیتے ہوئے ویٹر کو اشارہ کیا۔
 آرڈر کے آنے تک وہ بڑے آرام سے کرسی سے ٹیک لگا کر تانیہ کو دیکھ رہا تھا۔ جو اس ماحول میں اکیلی اس کے
 ساتھ ان کفر ٹیبل محسوس کر رہی تھی۔

"میں اپنے رشتہوں کے لئے ہمیشہ پوزیسیور ہا ہوں اور تم۔" اس نے تانیہ کی لرزتی ہوئی پلکوں کا رقص دلچسپی
 سے دیکھا اور میز پر کہنیاں ٹکاتے ہوئے سیدھا ہوا۔

"تم نے میرے اندر ایک فیملی بنانے کی خواہش کو جگادیا ہے۔ اب میری سب سے بڑی خواہش تمہاری ان
 آنکھوں میں، جنہوں نے میرا چین چرا لیا ہے۔ ان میں اپنے نام کا عکس دیکھنے کی ہے۔" سلجوق نے تانیہ کی
 پلکوں کو چھوا۔

آج سلجوق کا ہر انداز الگ تھا۔ اس کا لمس اپنی پلکوں پہ محسوس کر کے تانیہ کا دل دھڑک اٹھا۔ وہ لرز کر پیچھے
 ہوئی۔

"کچھ کہو گی نہیں؟" وہ بولا۔

"کیا کہوں؟" تانیہ نے اسے دیکھا۔

"تمہیں میں کیسا لگتا ہوں؟" سلجوق نے سیدھا سوال کیا۔

"آپ!" تانیہ کی نگاہ بے اختیار اس کی طرف اٹھی۔ اس کا کسرتی جسم سفید شرٹ اور ٹائی میں ملبوس بخوبی اپنی
 مضبوطی اپنی وجاہت ظاہر کر رہا تھا۔

"ہاں میں۔"

"آپ بس ٹھیک ہی ہیں۔" وہ نظریں چرا کر کہہ گئی۔

"اچھا یہ بتاؤ تمہیں زندگی کیسی لگتی ہے؟" سلجوق نے اسان سا سوال کیا۔

"زندگی! زندگی ایک بہت لمبا سفر ہے۔ جو صرف اس وقت تک خوشگوار رہتا ہے۔ جب تک آپ کے والدین کا سایہ آپ کے سر پہ ہو۔ اس کے بعد تو بس کانٹے ہی کانٹے ہیں۔ ہم چاہے کتنے بھی اچھے، کتنے ہی نیک ہوں لیکن ہمارے آس پاس ہمارے دوست، پڑوسی سب آپ کے ہر عمل پر نظر رکھتے ہیں۔ باتیں بناتے ہیں۔ اکیلی رہتی ہے، کس سے ملتی ہے، اتنا تیار کیوں ہوتی ہے، یہ بھی نہیں سوچتے کہ یہ باتیں کتنا دل دکھاتی ہیں۔" وہ اتنا کہہ کر چپ ہو گئی۔

"اکیلی لڑکی کا ہمارے معاشرے میں سروائیول واقعی بہت مشکل ہے۔ ایک مضبوط مرد کا ساتھ، اس کے نام کی چادر اوڑھ کر لڑکی محفوظ ہو جاتی ہے۔" سلجوق نے سنجیدگی سے بولتے ہوئے میز پر رکھا اس کا مریں ہاتھ پکڑا۔ جس میں اس کے نام کی انگوٹھی جگمگا رہی تھی۔

اس نے دھیرے سے اپنے لبوں کا لمس اسکی انگوٹھی کو بخشا تھا۔ تانیہ جی جان سے لرزی تھی۔ ایسی الفت یوں نوازش کی عنایت!

ہال میں میوزک بدل گیا تھا۔ اب سب ہی ایک دوسرے میں مگن جھومنے لگے تھے۔ جب ایک کپل مستی میں جھومتا ہوا ان کی میز کے پاس آیا۔

"کم آن گائیز اتنا زبردست ٹریک چل رہا ہے۔ ادھر بیٹھنے کی بجائے ڈانس فلور پر آ کر رومینس کرو۔" نشے میں چور مختصر لباس پہنے اپنے بوائے فرینڈ کی بانہوں میں جھولتی لڑکی نے ان دونوں کو مخاطب کیا۔

"ڈانس کرو گی؟" سلجوق نے تانیہ نے سے پوچھا۔ جو اس ماحول سے بھاگ جانا چاہتی تھی۔

وہ ساری زندگی باہر رہا تھا۔ یہ سب اس کیلئے نیا نہیں تھا۔ کہنے کو تو تانیہ نے بھی اپنی زندگی کے تین سال باہر تعلیم حاصل کی تھی لیکن وہ کبھی بھی کسی کلب یا کسی لڑکے کے ساتھ باہر نہیں گئی تھی۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
ڈنر کرنے کے بعد وہ دونوں کھڑے ہوئے۔ سلجوق نے سنجیدگی سے ایک نظر تانیہ کو دیکھا اور پھر اسے کچھ بھی سوچنے سمجھنے کا موقع دیے بغیر اسکی نازک کمر کے گرد اپنا مضبوط بازو جمائل کرتے ہوئے تانیہ کو لئے ڈانس فلور کی جانب بڑھا۔

سلجوق کے ہاتھ کا لمس تانیہ کو آگ کی طرح محسوس ہو رہا تھا۔ یہ سب ٹھیک نہیں تھا۔ اس نے کسمسا کر سلجوق کی گرفت سے نکلنا چاہا لیکن میوزک شروع ہو چکا تھا۔ سلجوق نے اسے کسی نازک کانچ کی گڑیا کی طرح احتیاط سے اپنے حصار میں لیا اور اس کے کان پر سے بال ہٹاتے ہوئے گھمبیر پر تپش لہجے میں سرگوشی کی۔
"کیا تم نے۔۔۔" اس نے ایک گہرا سانس بھرا جیسے تانیہ کی خوشبو خود میں اتار رہا ہو
"میں نے کیا؟" تانیہ نے اپنا سر پیچھے کیا۔

"بولو کیا تم نے یہ ساری تیاری میرے لئے کی تھی؟ یہ خوبصورت لباس یہ جیولری؟" وہ اس کے کانوں میں پڑے آویزے کو انگلی سے چھوتے ہوئے گھمبیر لہجے میں پوچھ رہا تھا۔
"بولو؟" سلجوق نے تانیہ کی آنکھوں میں جھانکا۔

تانیہ کا چہرہ تپ اٹھا تھا۔ اس کے گال شرم سے سرخ پڑ گئے تھے۔ پہلی بار کوئی اس سے اس قدر محبت، اس قدر استحقاق سے سوال کر رہا تھا۔ وہ اپنے دل کا چور سلجوق کے سامنے لانے سے ڈرتی تھی پر اسے تو جیسے سب پتہ تھا۔

"وہ آپ نے یہ ڈریس اور جیولری دی تھی کہ پارٹی میں پہننا ہے تو اس لیے۔" وہ دفاعی انداز میں بولی۔
اس کا دل اس جھوٹ پر اندر ہی اندر زور زور سے دھڑکے جا رہا تھا لیکن وہ مر کر بھی سلجوق کو یہ نہیں بتا سکتی تھی کہ آج وہ اسپیشلی اس کیلئے تیار ہوئی تھی۔ اسے کتنا انتظار تھا سلجوق کی ایک نظر کا، اس کے ری ایکشن کا۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"ویل تم ایسے لباس میں بہت زیادہ خوبصورت لگتی ہو۔ شادی کے بعد اسی طرح کی ڈریسنگ کرنا۔ تمہیں سوٹ کرتی ہے۔" وہ سرگوشیوں میں اس کی تعریف کر رہا تھا۔

"پلیز! اب بس کریں۔" تانیہ نے اسے روکا۔

ایک نظر اس کے سرخ چہرے کو دیکھتے ہوئے اس نے تانیہ کو اپنے حصار سے آزاد کیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر ڈانس فلور سے نیچے اتر آیا۔

ریسٹورنٹ سے باہر نکل کر اس نے اس کرائے کی پرانی گاڑی کا دروازہ تانیہ کیلئے کھولا اور اپنا ہاتھ تانیہ کے آگے پھیلا دیا۔ تانیہ نے ایک نظر اپنے سامنے پھیلی سلجوق کی مضبوط ہتھیلی کو دیکھا اور اپنا نازک ہاتھ اس پر رکھ دیا۔ سلجوق نے طمانیت سے مسکراتے ہوئے اس کے نازک ہاتھ کو تھام کر اسے فرنٹ سیٹ پر بٹھایا۔

"تقریباً چار گھنٹے کی لانگ ڈرائیو ہے۔ اچھا موقع ہے ہم دونوں کو ایک دوسرے کے بارے میں ایک ایک بات جاننے کا۔" اس نے گاڑی اسٹارٹ کی۔

"لیڈیز فرسٹ! پہلے تم مجھ سے جو پوچھنا چاہو پوچھ سکتی ہو۔" اس نے تانیہ کو فری ہینڈ دیا۔

"آپ نے کبھی اپنے پیرنٹس کے بارے میں نہیں بتایا۔" تانیہ نے ابتداء کی۔

"میرے والد مشہور سیاستدان تھے اور ایک جلسے سے واپسی پر ان کی اور میری مام کی ڈیبتھ ہو گئی تھی۔ میں اس وقت بمشکل چھ سات سال کا تھا۔" سلجوق نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"آئی ایم سوری۔" تانیہ کو افسوس ہوا۔

"کیا آپ پیتے بھی ہیں؟ آئی مین آپ کی کلاس میں تو یہ سب کا من ہے، گرل فرینڈ اور پینا پلانا۔" تانیہ نے سوال کیا۔

"بیلا میری فرینڈ یا کرل فرینڈ نہیں ہے۔ الفیکٹ میں لڑکیوں کے چکر میں پڑنے والا آدمی ہی نہیں ہوں۔ وہ تو تم نے پتہ نہیں کیسا جادو کیا ہے کہ اب ایک ساتھی کی ضرورت محسوس ہونے لگی ہے۔ جس سے میں کھل کر اظہار کروں۔ جس کے ساتھ مل کر میں خوشی غمی، دکھ سکھ مناؤں۔ جو صرف اور صرف میرا ہو۔" سلجوق نے گردن موڑ کر اس کی سمت دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

سلجوق کی بات سن کر تانیہ کو اپنے چہرے سے آگ کی لپیٹیں سی اٹھتی محسوس ہوئیں۔ وہ یہ سب شرمانا گھبرانا فضول گردانتی تھی لیکن ساتھ بیٹھایہ شخص آج اسے اتنا ہی شرمانے اور گھبرانے پر مجبور کر رہا تھا۔

"اور کوئی سوال؟" سلجوق نے ساتھ بیٹھی تانیہ کو بغور دیکھا۔

"آپ اتنا کھڑوس، مطلب روڈ کیوں ہیں اور آپ کو خواتین سے بات کرنے کے بھی مینرز نہیں ہیں؟" تانیہ بی بی کہاں ادھار رکھنے والوں میں سے تھیں۔ محبت اپنی جگہ لیکن جو بات غلط ہے وہ غلط ہے۔

"میں تمہیں روڈ لگتا ہوں؟؟؟" سلجوق نے سنجیدگی سے پوچھا

"جی ناصرف روڈ بلکہ مغرور بھی۔۔" تانیہ نے فوری جواب دیا۔

"میری شخصیت ہی ایسی ہے۔ بابا سائیں کہتے ہیں میں اپنے والد کی پرچھائی ہوں۔ ہاں اپنوں کے ساتھ میں روڈ نہیں ہوں۔ یونو جس طرح لڑکیوں کو اپنے رویہ سے اپنے گرد ایک حفاظتی حصار باندھنا چاہیے۔ اسی طرح میں سمجھتا ہوں مردوں کو بھی اتنا مضبوط کردار کا ہونا چاہیے کہ کوئی بھی نامحرم لڑکی اس کے رویے سے یا بات کرنے کے انداز سے متاثر ہو کر نزدیک نہ آ سکے۔" سلجوق نے وضاحت کی۔

"شاید آپ نہیں جانتے کہ آج کل لڑکیاں اسی طرح کے نو لفٹ والے بد تمیز اکھڑ مزاج مردوں کی طرف

"آپ ہوئیں؟" سبجوت نے پوچھا۔

"نہیں!" تانیہ نے یک لفظی جواب دیا۔

"میں باہر سے چاہے جتنا بھی روڈ یا بقول آپ کے کھڑوس ہوں لیکن۔۔۔" وہ بولتے بولتے رکا۔

"ایک بار تم میرے نکاح میں آ جاؤ پھر دیکھنا۔ انسان اپنی فطرت نہیں بدل سکتا۔ ممکن ہی نہیں ہے، میں بھی بدلنے کا کوئی جھوٹا وعدہ یا تسلی نہیں دوں گا لیکن اس رشتے کو فیئر طریقے سے نبھاؤں گا۔ بس تم ہامی تو بھرو، دل سے میری بن کر تو دیکھو۔"

اس کی اتنی کھلی بات سن کر تانیہ نے ہڑبڑا کر اپنی نظریں اس پر سے ہٹالیں۔ کچھ لمحے کے لیے گاڑی میں سناٹا سا چھا گیا۔

"آپ جانتے ہیں میں اپنے ڈیڈی کا ہوٹل سنبھال رہی ہوں اور کیا آپ کے خاندان میں ایک ورکنگ بہو کو قبول کیا جائے گا؟ کوئی عزت ٹائپ مسئلہ تو نہیں بنے گا؟ ماڈرن ہونا الگ ہوتا ہے لیکن جس سسٹم سے آپ ہیں کیا آپ مجھے کام کرنے دیں گے؟ یا مجھے ہر بات میں آپ سے اجازت لیننی ہوگی؟" کچھ دیر بعد تانیہ کی سوچ میں ڈوبی آواز ابھری۔

"میں عورت کی تعلیم، اس کی آزادی کا قائل ہوں لیکن ایک حد تک۔۔۔" وہ دو ٹوک انداز میں بولا۔

"میل شاؤنزم؟" تانیہ نے اسے دیکھا۔

"نہیں میری زبان میں اسے تحفظ کہتے ہیں۔ ایک لڑکی چاہے وہ بہن ہو، بیٹی ہو یا بیوی وہ صرف چار دیواری میں محفوظ ہوتی ہے اور میں تو بہت ہی پوزیسیو نیچر کا ہوں۔ اپنے گھر کی عورتوں پر کسی کی میلی نظر برداشت نہیں کر سکتا۔ عورت گھر کی زینت بنے، دل کی دھڑکن بنے سر آنکھوں پر لیکن محفل کی شمع بنے، نامحرم مردوں کی آنکھوں کی تسکین بنے یہ مجھے منظور نہیں کی قیمت پر بھی نہیں۔ اس کی آنکھوں میں سرنئی اتر آئی تھی۔"

"دیکھو تانیہ! تم اپنے اسٹاف کے ذریعے ہوٹل پہنچ کر خود دیکھو لیکن ایک حد تک، تمہیں پارٹیز آرگنائز کرنے کا شوق ہے۔ بعد شوق کرو لیکن ڈیزائینگ تک، مینجمنٹ تک، کلائنٹ ڈیلینگ کیلئے تمہیں اپنی سیکریٹری اور منہجر کو آگے کرنا چاہئے اور ویسے بھی جب ہماری بیٹی ہوگی تو پھر تمہیں گھر پر رہنا ہوگا۔ اس کی تربیت کرنی ہوگی۔ میں تمہیں اس کے بعد باہر نکل کر کام کرنے نہیں دوں گا۔" سلجوق نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

"ہم دونوں بہت الگ بہت مختلف مزاج کے ہیں۔" تانیہ نے صاف گوئی سے کہا۔

"ہاں لیکن یہ تو اچھی بات ہے۔ تم نے سنا ہوگا اپوزٹ اٹریکٹ اگر ایک جیسی سوچ ہوگی تو پھر لائف ڈل ہو جائے گی۔ کچھ نیا نہیں ہوگا۔" سلجوق نے موڑ کاٹا۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ واقعی لائف بورنگ ہو سکتی ہے۔ اب اگر ہر بات پر انسان ایگری کرتا جائے تو پھر لڑائی تو ہوگی نہیں اور اگر لڑائی نہیں ہوگی تو پھر روٹھنے منانے کا سلسلہ بھی نہیں ہوگا۔" تانیہ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

سلجوق نے اس کی بات سن کر ایک زوردار قہقہہ لگایا۔

"اس میں ہنسنے والی کیا بات ہے؟" وہ ناراض ہوئی۔

"کچھ نہیں میرا کہنے کا مطلب یہ تھا کہ دو مختلف مزاج کے افراد ایک دوسرے کی زندگی میں اپنی اپنی چاہت کے رنگ بھرتے ہیں۔ ایک دوسرے کے رنگ میں رنگنے کی کوشش کرتے ہیں۔ خیر تم فکر مت کرو۔ میں یہ منانے والا پارٹ سیکھ لوں گا۔" وہ خوشدلی سے بولا۔

اس سے پہلے تانیہ مزید کچھ کہتی سلجوق کا فون بج اٹھا۔ پاکستان سے بابا سائیں کی کال آرہی تھی۔

"ایکسیوزمی! میں ذرا یہ کال لے لوں۔" اس کے ساتھ ہی سے کہا اور بیوٹو تھکان سے لگا لیا۔

کافی دیر سب سے بات کر کے فون رکھا تو تانیہ کھڑکی سے سرٹکائے سوچتی تھی۔

سلجوق نے گاڑی کی اسپید بڑھائی۔ وہ آج ہر صورت تانیہ کو پریوز کر کے بابا سائیں سے اس کی بات کروانا چاہتا تھا۔ دو گھنٹوں کی ڈرائیو کے بعد وہ اپنی بلڈنگ تک پہنچ چکا تھا۔

"تانیہ!"

"مس سعید!" اس نے تانیہ کو آواز لگائی۔

"یس!" تانیہ نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھولیں۔

"آئیے! گھر آگیا ہے۔" وہ اس کی خمار آلود سرخ آنکھوں سے نظریں ہٹاتے ہوئے پیچھے ہٹا۔

"سوری! میں پتہ نہیں کیسے سو گئی۔" وہ شرمندگی سے بولتے ہوئے گاڑی سے اتری۔

"آئیے۔" وہ اسے اپنے ہمراہ لیے لفٹ تک آیا۔

"میں نے سارے سوالات پوچھ لیے اور آپ کی باری آنے پر میں سو گئی۔ کیا آپ کو مجھ سے کچھ نہیں پوچھنا؟

کچھ نہیں جانتا؟" تانیہ نے فلیٹ کے اندر داخل ہو کر اپنے کمرے کے دروازے پر رکتے ہوئے کہا۔

"پوچھنا ہے بس ایک سوال لیکن اس سے پہلے میں تمہیں کچھ بتانا چاہتا ہوں۔" وہ رکا اور پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر

کچن کی سائیڈ پر بنی سیڑھیوں کے ذریعے اوپر پول کی طرف آگیا۔

"ہم ادھر کیوں آئے ہیں؟" تانیہ نے چاروں اطراف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ چاند کی روشنی میں پول کانیلگوں پانی

خوابناک سا منظر پیش کر رہا تھا۔ سائیڈ پر جلتے ہلکی روشنی کے بلب۔

"نیچے لورا ہوگی اور میں نہیں چاہتا کہ آج، ابھی یا کبھی بھی ہمارے درمیان کوئی اور آئے۔" سلجوق نے سنجیدگی

سے جواب دیا۔

پورے چاند کی رات تھی اور اس چٹکی ہوئی چاندنی میں وہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے کھڑے تھے۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں نے تانیہ کی ساری نیند اڑا دی تھی۔

"اتنی رات کو اس طرح آپ کے ساتھ اکیلے مجھے کچھ مناسب نہیں لگ رہا۔ آپ پلیز جلدی سے بتائیں کیا پوچھنا ہے؟" تانیہ نے دونوں بازوؤں کو سینے پر باندھتے ہوئے پوچھا۔

"تمہارے سارے کلائنٹس کانٹریکٹ میں نے ختم کروائے تھے۔" سلجوق نے تانیہ کو اپنی نظروں کی گرفت میں لیتے ہوئے بتایا۔

"کیوں؟" تانیہ شاکڈ ہو گئی۔

"میں مانتا ہوں میں نے غلط کیا اور اس پر مجھے شرمندگی بھی ہے۔ جس دن میں نے بابا سائیں اور چچی ماں کے منہ سے تمہارا نام اپنے لیے سنا تو اسی دن تم میرے ذہن میں آ گئی تھی۔ جس لڑکی کو میرے لیے سوچا گیا ہو اور وہ مجھے نہ ملے یہ قبول نہیں ہوا اور اپنے اور تمہارے درمیان محبت کے رشتے کا احساس مجھے اس دن ہوا جب تمہیں اس الو کے پٹھے وکیل کے ساتھ دیکھا۔" سلجوق نے جبرے بھیج کر اپنا غصہ دبایا۔

"تمہیں اس گدھے کے ساتھ دیکھ کر میرا خون کھول اٹھا تھا۔ مجھے رقابت سی محسوس ہوئی اور میں نے اپنے دل کے ہاتھوں مجبور کو کر تمہیں ہر قیمت پر اپنا بنانے کا اٹل فیصلہ کر لیا تھا اور اس میں کچھ قصور تمہارا بھی ہے۔" اس نے تانیہ کو دیکھا۔

"میرا قصور؟ آپ کا دماغ ٹھیک ہے۔" تانیہ غرائی۔

"ہاں تم بھی برابر کی قصور وار ہو، تم کتنے کلائنٹ ڈیل کرتی رہی ہو۔ مجھے بھی کر لیتیں لیکن تم نے مجھے انکور کیا اور تمہاری عدم توجہ سے میرے دل میں پھوٹا تمہاری محبت کا پودا دن بہ دن ایک تناور درخت کی شکل اختیار

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"تم مجھے اچھی لگتی ہو۔ اتنی کہ آج تک کوئی بھی مجھے اتنا اچھا نہیں لگا۔" سلجوق نے جھک کر سرگوشی کی۔

تانیہ کو اپنا دل اچھل کر حلق میں اٹکتا ہوا محسوس ہوا۔

"تم میری عزت، میری غیرت بن چکی ہو اور میں اپنی عزت کو اب اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہوں۔ بولو تانیہ! مجھ سے شادی کرو گی؟" وہ اس کے شانوں پہ دباؤ ڈالتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

"آپ!" تانیہ نے بمشکل اپنے حواس بحال کیے۔

"آپ میرے بارے میں کچھ نہیں جانتے ایسے کیسے؟"

"مجھے کچھ جاننا بھی نہیں ہے۔" سلجوق نے اس کی بات کاٹی۔

"تانیہ میں جانتا ہوں کہ تم رشتوں سے محروم ہو لیکن میری پناہ میں آنے کے بعد میں تمہیں اتنا مان، اتنا پیار اتنی عزت دوں گا کہ تمہیں کسی رشتے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ ہم اپنی فیملی بنائیں گے۔" سلجوق کی آنکھوں میں جذبہ دہک رہے تھے۔ لہجہ کی تپش تانیہ کو جھلسا رہی تھی۔ تانیہ کے دل کی دھڑکنوں کے تار بج رہے تھے۔

"جی!" تانیہ نے آنکھیں بند کر کے سر جھکا کر اپنے دل کی آواز پر لبیک کہا۔

"جی کیا؟" سلجوق نے تانیہ کے سرخ چہرے پر رقصاں پلکوں کی چلمن کو دھیرے سے چھوا۔

"وہ!" تانیہ کی سمجھ نہیں آیا کیسے کہے۔ وہ لاکھ کانفیڈنڈ سہی پر تھی تو ایک مشرقی لڑکی۔ کیسے کہتی کہ وہ شادی کیلئے تیار ہے۔

"آپ جو کہہ رہے ہیں وہ ٹھیک ہے۔" تانیہ نے دھیمے لہجے کہا۔

"مائی ڈیئر! صاف لفظوں میں بات کرو۔ تمہارے معاملے میں، میں بڑا بے اعتبار ہوں۔ کیا پتہ کل تم نکاح سے

"میں جارہی ہوں۔" تانیہ نے اس کے عظم سے باہر نکلی۔

"اچھا سنو۔" سلجوق نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روکا۔

"یہ بابا سائیں کو کال ملارہا ہوں۔ مجھے نہیں تو انہیں تو بتادو کہ تم مجھ سے شادی کرنے پر راضی ہو۔" وہ دوسرے ہاتھ سے فون ملاتے ہوئے بولا۔

"میں کیسے؟" تانیہ کو پہلی بار ٹوٹ کر شرم آئی۔

"السلام علیکم بابا سائیں!" کال مل چکی تھی۔ سلجوق نے فون ہینڈ فری کیا۔

"وعلیکم السلام سائیں! ابھی گھنٹہ پہلے تو ہماری بات ہوئی تھی۔ سب ٹھیک تو ہے؟" بابا سائیں نے پریشانی سے پوچھا۔

"بابا سائیں آپ کی بہو آپ کو سلام کرنا چاہ رہی ہے۔ لیجئے بات کریں۔" سلجوق نے تانیہ کی طرف فون بڑھایا۔

"جی السلام علیکم!" تانیہ نے ہمت کر کے سلام کیا۔

"وعلیکم السلام جیتی رہو۔ کیسی ہو بیٹی؟" انہوں نے شفقت سے پوچھا۔

"ٹھیک ہوں۔" تانیہ کی سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا بات کرے۔ وہ بھی شاید اس کی الجھن بھانپ گئے تھے۔

"بیٹی آپ ہمارے پوتے کے ساتھ شادی کرنے کیلئے راضی ہیں؟" انہوں نے سوال کیا۔

"جی!" تانیہ نے دھیمے لہجے میں جواب دیا۔

"کوئی دباؤ تو نہیں؟" انہوں نے کنفرم کرنا چاہا۔

"جی نہیں۔" وہ پلکیں جھکا گئی۔

سلجوق نے فون اس کے آگے سے ہٹا کر ہینڈ فری بند کیا اور اسے لے کر نیچے آگیا۔

"مس سعید!" تانیہ کو کمرے کے دروازے پر لا کر اس نے اپنی گرفت سے اس کا ہاتھ آزاد کیا۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"اب آپ جلدی سے مسز سلجوق بننے کی تیاری کریں۔ ہم کل ہی نکاح کریں گے۔" وہ اس کے کان میں فسوس
پھونکتا اپنے کمرے میں چلا گیا۔

تانیہ اپنے دل کو سنبھالتے ہوئے اندر آئی۔ جو بھی ہو رہا تھا وہ خوش تھی بہت خوش۔۔

سرشار سا سلجوق فریش ہو کر بیڈ پر بیٹھ کر بابا سائیں کو کال ملانے لگا۔ آج کے دن وہ تیسری بار ان سے بات
کرنے جا رہا تھا۔

"بابا سائیں میں کل ہی تانیہ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کی اجازت درکار ہے۔" اس نے اپنا مدعا بیان کیا۔

"کل؟ سائیں دس دن بعد ہم ادھر ریسپشن کر رہے ہیں۔ اتنی جلدی کس بات کی ہے؟" انہوں نے سوال کیا۔
"آپ نہیں سمجھیں گے۔" سلجوق نے گہری سانس لی۔

"بیٹا سائیں! ہم تمہارے باپ کے بھی باپ ہیں۔ سب سمجھتے ہیں۔ اچھا ایسا کرو تم مسلم سینٹر اوٹاوا چلے جاؤ۔ وہاں
کے امام ہمارے دوستوں میں سے ہیں۔ نکاح انہیں سے پڑھوانا۔ میں انہیں کال کر دوں گا۔"
"ٹھیک ہے بابا سائیں!" سلجوق نے سنجیدگی سے بات ختم کی۔

"اوٹاوا" کینیڈا کا دار الحکومت، چار سے پانچ گھنٹے کی مسافت پر تھا۔ اسے صبح سب سے پہلے ادھر ہوٹل میں بکنگ
کروانی تھی۔ پھر دوپہر میں ہی سفر پر نکلنے کا پلان وہ بنا چکا تھا۔

کہے جو لفظ تقدس تقدس
دی جو تسلی ڈھارس ڈھارس
دیا جو مان تشکر تشکر
ملا جو یقین عنایت عنایت
ہوا جو سہارا ہمت ہمت
اٹھی جو نظریں عزت عزت
ہوئی جو محبت مقدس مقدس
کیا جو اقرار راحت راحت
دیا جو ساتھ رفاقت رفاقت
بڑھی جو رفاقت دھڑکن دھڑکن
بنی جو زیست نعمت نعمت
بن کہ پھر یہ سانسیں ناکہنا اب تم
ایک ستم اور میری جان
(شیخ اقرانور)

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
رات کمرے میں آکر دیر تک وہ جاگتی رہی تھی۔ سلجوق خانزادہ نے اس کے بزنس کو نقصان پہنچایا تھا۔ وجہ
صرف تانیہ کی انا۔

کیا وہ یہ بات بھول سکتی تھی؟ حالانکہ وہ معذرت کر چکا تھا۔ اسے اپنا ریزن بھی بتا چکا تھا لیکن کیا کسی لڑکی کو سبق
سکھانے یا حاصل کرنے کے لیے یہ مناسب تھا؟ بہت سی سوچیں تانیہ کے دماغ میں گڈمڈ ہو رہی تھیں۔
سلجوق نے اسے اپنی پسندیدگی سے بھی آگاہ کر دیا تھا اور وہ بھی اکیلے رہ کر اس دنیا کا تنہا سا منا کر کے تھک سی
گئی تھی۔ اس نے پہلی بار اپنے دل کی مانتے ہوئے سلجوق خانزادہ کو شادی کیلئے "ہاں" کہہ دی تھی۔ وہ کوئی عشق
کے دعوے نہیں کر رہا تھا لیکن عزت دے رہا تھا اور تانیہ کو زندگی میں عزت کے سوا اور کچھ چاہیے بھی نہیں
تھا۔

"کاش ڈیڈی آپ میرے سر پر ہاتھ رکھ کر دعا دیتے۔ کاش میں آپ کی دعاؤں کے سائے میں رخصت
ہوتی۔"

"یتیم لڑکیوں کی شادی شاید اسی طرح ہوتی ہوگی۔ نہ کوئی مہندی مایوں، نہ بارات، نہ رشتے دار۔" وہ خود ترسی کا
شکار ہو رہی تھی۔ خوبصورت آنکھوں میں شفاف آنسو اترنے لگے تھے۔ وہ اٹھی اور آرام دہ لباس نکال کر چنچ
کرنے چلی گئی۔

ڈھیلے ڈھالے کرتا شلواری میں منہ کو تولیہ سے پوچھتی ہوئی وہ باہر نکلی اور سیدھی بیڈ پر لیٹ گئی۔
کمفرٹر سر تک اوڑھ کر اس نے آنکھیں بند کیں تو بند پلکوں کی چلمن کے پار سلجوق خانزادہ کا سنجیدہ وجیہہ چہرہ
ابھرنے لگا۔ اس کی پر شوق نگاہوں کی تپش تانیہ کو یاد آئی۔

"مجھے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ مجھے ایک سمجھدار چاہنے والا ساتھ مل رہا ہے۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے
آنکھیں موند گئی۔ ایک روشن صبح کے انتظار میں۔

سلجوق حسب عادت صبح سویرے ہی جاگ گیا تھا اور اب وہ فون پر انتظامات میں لگا ہوا تھا۔ ٹھیک دس دن بعد اس کی پاکستان کی فلائٹ تھی اور یہ دس دن وہ اپنی مسز سلجوق کے ساتھ گزارنا چاہتا تھا۔ پورے دس دن کا اس نے مسٹر اینڈ مسز سلجوق کے نام سے ایک مشہور ہوٹل میں سوئیٹ بک کروایا۔ بابا سائیں کے بتائے ہوئے نمبر پر امام صاحب سے بات کی۔ اپنے لیے اور تانیہ کیلئے گو اہان کا بندو بست کیا کہ اس شہر میں اس کے اور بابا سائیں کے کئی دوست احباب موجود تھے۔ پاکستان سے اس کا چچا زاد بھائی زوہان بھی پہلی فلائٹ سے رات ہی اس نکاح میں شرکت کیلئے روانہ ہو چکا تھا۔

پروگرام کے مطابق راستے سے کھانے پینے کا سامان لے کر پٹرول ڈلو کر تقریباً آٹھ گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد انہیں ہوٹل پہنچ کر آرام کرنا تھا اور اگلی صبح دس بجے مسجد پہنچ کر نکاح کرنا تھا۔ زوہان نے بھی سیدھا مسجد ہی پہنچنا تھا اور باقی چند دوست احباب کو بھی وہ انوائٹ کر چکا تھا۔ برائے نام کا سارا کام وہ مکمل کر چکا تھا اور اب باقی کام زوہان نے ہینڈل کرنا تھا۔ ساری اربنچمنٹ کر کے وہ فون اور لیپ ٹاپ بند کر کے کھڑا ہوا۔ کلائی میں بندھی گھڑی میں وقت دیکھا دن کے ساڑھے دس بجے تھے۔ وہ کمرے سے باہر نکلا۔

"گڈ مارنگ سر!" کچن میں موجود لور نے مسکرا کر اس کا استقبال کیا۔

"مس سعید کدھر ہیں؟" اس نے سر ہلا کر جواب دیتے ہوئے پوچھا۔

"سر! میم ابھی سو رہی ہیں۔" لور نے ٹیبل سیٹ کرتے ہوئے جواب دیا۔

"انڈہ ڈبل روٹی دودھ جو س دلیہ اور مکھن۔" سلجوق نے میز کا جائزہ لیا۔

"آپ انہیں جگا کر بریک فاسٹ کیلئے فوراً بلائیں۔ انہیں کہیں جس بھی حال میں ہیں آکر جوائن کریں۔ میں مزید ویٹ نہیں کر رہا۔" سلجوق آرڈر دیتے ہوئے کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

لورا اثبات میں سر ہلاتے ہوئے تانیہ کے کمرے کی طرف بڑھی اور کمرے کے پاس پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا۔
 "یس!" تانیہ کی نیند میں ڈوبی آواز سن کر اس نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو کر کمرے کی لائٹ جلانی۔
 "مس سعید!"

تانیہ جو رات بہت دیر سے سوئی تھی۔ اپنی آنکھیں مسلتی ہوئی اٹھ کر بیٹھ گئی۔
 "لورا کیا ہوا؟" اس نے پوچھا۔

"سوری مس سعید!" لورا اسے جگانے پر شرمندہ ہوئی۔

"آپ کو سراسر ابھی بریک فاسٹ پر بلارہے ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں جس بھی حال میں ہیں باہر آئیں۔" لورا نے پیغام پہنچایا۔

"اوکے! میں آتی ہوں۔" تانیہ بستر چھوڑ کر کھڑی ہوئی۔

"ویسے اتنی صبح صبح پر اہم کیا ہوئی ہے؟" تانیہ نے پوچھا۔

"میم! اس وقت دن کے گیارہ بجنے والے ہیں۔" لورا نے اس کا بیڈ سمیٹتے ہوئے جواب دیا۔

"اوگاڈ! میں اتنی دیر تک سوتی رہی۔" تانیہ تیزی سے واش روم کی طرف بڑھی۔ چہرے پر پانی کے چھپا کے مار

کر باہر آئی۔ اپنے ملگجے سے کرتے کو ہاتھ سے کھینچ کھانچ کر سلوٹیں نکالنے کی کوشش کی۔ بال بنانے کا وقت

نہیں تھا کہ سلجوق اس کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ شخص گھڑی کے ساتھ چلتا تھا۔ صبح سویرے ناشتہ کرنے کا عادی تھا۔

اتنا تو وہ اسے جان ہی چکی تھی اور وہ اس کے جانے کا انتظار کر رہا تھا۔ یہ سب کچھ تانیہ کے دل میں اس کی قدر

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
بڑھا رہا تھا۔ لورا پہلے ہی باہر جا چکی تھی۔ تانیہ نے کرسی پر پڑا اپنا دوپٹہ اٹھا کر شانوں پہ پھیلا یا اور جلدی سے
اپنے لمبے بالوں کا میسی سا جوڑا بناتے ہوئے کمرے سے باہر نکلی۔

"سر! میم بس دو منٹ میں آرہی ہیں۔" لورانے باہر آکر سلجوق کو مخاطب کیا۔
"مس لورا! آپ مس سعید کا سارا سامان پیک کر کے گاڑی میں رکھوائیں۔" اس نے ہدایت دی۔
"اوکے سر!" لورانے حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے سر ہلایا۔
"ہم آج اوٹاواروانہ ہو رہے ہیں پھر وہیں سے بیک ہوم کی فلائٹ ہوگی۔ فلیٹ کی ذمہ داری ہمیشہ کی طرح سے
آپ کے ذمہ ہے۔" سلجوق نے سنجیدگی سے بتایا۔
"اوکے سر! کیا آپ کا سامان بھی پیک کرنا ہے؟" لورانے سوال کیا۔
"نہیں میں پیک کر چکا ہوں۔" اس نے انکار کیا۔
ابھی لورا سے بات کر کے وہ سیدھا ہی ہوا تھا کہ سامنے سے تانیہ آتی نظر آئی۔ اس کی نظروں نے تانیہ پر سے
ہٹنے سے جیسے انکار کر دیا تھا۔ وہ اسے دیکھتا چلا جا رہا تھا۔
پہلی بار وہ اسے مکمل گھریلو حلیہ میں دیکھ رہا تھا۔ آسمانی رنگ کا کرتا شلوار، جوڑے سے نکل کر گلابی چہرے کو
چومتی ہوئی سیاہ بھیگی بالوں کی لٹیں، آنکھوں میں ابھی بھی نیند کا خمار واضح نظر آرہا تھا۔
تانیہ نے پاس آکر اسے سلام کیا تو وہ اس نے بمشکل اپنی نظریں اس پر سے ہٹا کر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور اپنے
سامنے موجود ناشے کی طرف متوجہ ہوا۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk

"سوری مجھے وقت کا احساس ہی نہیں ہوا۔" تانیہ نے اسے مخاطب کیا۔

"اُس اوکے اب آپ جلدی سے ناشتہ کر لیں۔ پھر ہمیں آدھے گھنٹے تک یہاں سے نکلنا ہے۔" سلجوق نے نرمی سے کہا۔

"کیوں؟" تانیہ نے حیرانگی سے پوچھا۔

ابھی رات تک تو ایسا کوئی پروگرام نہیں تھا۔

"ہم اوٹاوا کیلئے نکل رہے ہیں۔ آٹھ گھنٹے کی ڈرائیو ہے۔ میں رات سے پہلے پہلے ادھر پہنچنا چاہتا ہوں۔ اس لیے جلدی کیجئے۔" سلجوق نے پلان بتایا۔

"اتنا دور! اتنا چانک پروگرام!" تانیہ الجھی۔

"وہاں جا کر کل صبح اسلامک سینٹر میں ہمارا نکاح ہو گا۔ سارے انتظامات ہو چکے ہیں۔ بس اب آپ دلہن بننے کی تیاری کریں۔" وہ چائے کا سپ لیتے ہوئے اس کی آنکھوں میں جھانکتا ہوا بولا۔

تانیہ کا چہرہ اس کی بات سن کر سرخ رنگ ہو گیا تھا۔ رات ہی تو اس نے ہامی بھری تھی اور اب اتنی جلدی۔
"تانیہ! جب یہ طے ہے کہ ہمیں اپنی زندگی ایک ساتھ گزارنی ہے تو پھر احسن طریقہ یہی ہے کہ جلد از جلد نکاح کر لیا جائے۔" وہ نیپکن سے منہ صاف کر کے کھڑا ہوا۔

"اب آپ جلدی سے لورا کی مدد سے اپنا سارا سامان پیک کر لیجیے اور یہاں سے نکلنے کی کریں۔"

"ٹھیک!" تانیہ چائے کے کپ میں مسلسل چمچ ہلا رہی تھی۔ تب ہی سلجوق نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے چمچ لیا۔

"مجھ پر ٹرسٹ ہے؟" اس نے سوال کیا۔

"ٹرسٹ نہ ہوتا تو یہ رشتہ کبھی بھی نہیں بنا پاتی۔" تانیہ نے خود اعتمادی سے جواب دیا۔

"تو پھر دیر کس بات کی؟" سلجوق نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"میں نے سوچا تھا کہ ڈیڈ کے دوست اور ہوٹل میرے میجر صاحب اور سائرہ میری طرف سے شریک ہوں گے پر اس طرح سے اتنی جلدی۔" سلجوق کو وہ الجھی ہوئی سی لگی۔

"ہم پاکستان پہنچ کر ایک بہت عالیشان سارلیسپشن دیں گے۔ اس میں سب کو انوائٹ کریں گے۔" سلجوق نے سمجھایا۔

"اور پھر یہ بھی تو دیکھو میں تمہیں خود سے اب ایک منٹ بھی الگ رکھنا نہیں چاہتا۔"

تانیہ نے اس کے چہرے پر چھائی ہوئی محبت کو دیکھا اور کھڑی ہو گئی۔

"آپ مجھے بس ایک گھنٹہ دیجئے میں ریڈی ہو کر آتی ہوں۔"

بلیک جینز پر فل سلیو ہائی نیک اور لیڈر جیکٹ پہننے سلجوق لیونگ روم میں لورا کو ہدایات دیتے ہوئے تانیہ کا ویٹ کر رہا تھا۔ لورا اسے ستائشی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ وہ تھا ہی بہت مہذب، سلجھا ہوا ایک دم ریفا سنڈر سنیلٹی کا مالک۔

اس نے سفر کیلئے برائے سے کہہ کر بیوک اریج کی تھی۔ بارہ بج چکے تھے۔ اپنا اور تانیہ کا سارا سامان وہ گاڑی میں رکھوا چکا تھا۔ بس تانیہ کا انتظار تھا۔ کچھ ہی دیر میں جینز کے اوپر بلیک پنک مکس کمینیشن کالا نگ کرتا اور گلے میں اسٹالرڈالے بالوں کو اپنے مخصوص انداز میں پونی ٹیل میں جکڑے، پیروں میں ہلکی سی ہیل کے نازک سی سینڈل پہنے تانیہ لونگ روم میں داخل ہوئی۔

سلجوق خانزادہ نے ایک گہری نظر اپنی ہونے والی بیوی پر ڈالی۔ جو اگر چاہتی تو تیار ہو کر اسے مزید لبھانے کی، اس سفر کو رنگین بنانے کی کوشش کر سکتی تھی۔ لیکن وہ واقعی ایک منفرد لڑکی تھی۔ اسے اپنی پسند پر فخر سا محسوس ہوا۔

"چلیں!" تانیہ پاس آ کر بولی۔

"شیور" وہ تانیہ کو ساتھ آنے کا اشارہ کر کے آگے بڑھا۔

تانیہ نے گلے مل کر لورا کو خدا حافظ کہا اور ایک الوداعی نظر اس فلیٹ پر ڈالی جہاں آ کر اس کی زندگی ہی بدل گئی تھی۔

راستے میں رک کر کھانے پینے کا سامان لے کر سلجوق نے گاڑی ہائے وے پر ڈال دی تھی۔

"سفر بہت لمبا ہے۔ تم رات بھی نہیں سوئی ہو۔ بہتر ہے آنکھیں بند کر کے تھوڑا آرام کر لو۔" سلجوق نے ساتھ بیٹھی تانیہ کو مشورہ دیا۔

"نہیں! آپ ڈرائیو کریں اور میں سو جاؤں ایسے اچھا نہیں لگتا اور ویسے بھی مجھے سوتے دیکھ کر اگر آپ کو بھی نیند آگئی تو پھر ایکسیڈنٹ بھی ہو سکتا ہے۔" تانیہ نے گردن ہلا کر انکار کیا۔

سلجوق نے دلچسپی سے تانیہ کے گردن ہلانے پر ہلکورے لیتی اس کی پونی ٹیل کو دیکھا۔ جو ہمیشہ سے اسے بہت اڑیکٹ کرتی تھی۔ بس ایک رات کی بات تھی پھر وہ حق سے اسے چھو کر محسوس کر سکتا تھا۔

گاڑی تیزی سے اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھی۔ سلجوق نے اسے اپنے والدین، چاچی، ماں اور بابا سائیں کے بارے میں بتایا تھا۔ پانچ گھنٹے سے وہ کانا درائیو کر رہا تھا۔ تانیہ نے گاڑی کی کھڑکی سے باہر دیکھا۔ سورج

ابھی بھی چمک رہا تھا۔ اس نے اپنی گھڑی میں وقت دیکھا شام کے ساڑھے پانچ بج رہے تھے۔ اس نے پلٹ کر سلجوق کو دیکھا جس کی پوری توجہ اس وقت ڈرائیونگ کی طرف تھی۔ وہ رات ہونے سے پہلے پہلے ہوٹل پہنچ جانا چاہتا تھا۔ اسے سیگرت کی طلب بھی ہو رہی تھی جب تانیہ نے اسے مخاطب کیا۔

"آپ تھک گئے ہوں گے کیوں نہ کہیں رک کر تھوڑا بریک لے لیں۔" تانیہ نے مشورہ دیا۔

"آپ رکنا چاہتی ہیں؟" اس نے الٹا سوال کیا۔

"بس تھوڑی دیر، بیٹھے بیٹھے ٹانگیں سن ہو رہی ہیں۔" تانیہ نے ریکومیسٹ کی۔

"ڈن ابھی دس منٹ کے فاصلے پر ایک اسٹاپ اوور ہے۔ ادھر رکتے ہیں۔"

سلجوق نے روڈ سے ایگزٹ لائن پکڑ کر گاڑی کی رفتار کم کی۔ پھر ایک کچی سڑک پر گاڑی موڑ لی۔ یہ بہت تنگ سڑک تھی۔ جس سے ایک گاڑی ہی بمشکل گزر سکتی تھی۔ کچھ آگے جا کر یہ تنگ سڑک بند ہو گئی تھی۔ سامنے گھنے درختوں اور رنگ برنگے پھولوں سے ڈھکی ہوئی جھاڑیوں نے ماحول ہی بدل دیا تھا۔ سلجوق نے گاڑی روک کر تانیہ کو نیچے اترنے کا اشارہ کیا اور خود بھی باہر نکل کر بونٹ سے ٹیک لگا کر سیگرت سلا لیا۔

تانیہ گاڑی سے اتری۔ باہر ہلکی ہلکی سردی تھی پر ماحول اتنا خوبصورت تھا کہ وہ خود کو آگے بڑھنے سے نہیں روک سکی۔

"یہ کون سی جگہ ہے؟"

اس نے اشتیاق سے سبزے اور پھولوں سے ڈھکے ہوئے ماحول کو دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"یہ ایک بہت پرانا راستہ ہے جہاں اب کوئی نہیں آتا۔ مجھے یہ ایسے ہی اتفاق سے کچھ سال پہلے واک کرتے ہوئے مل گیا تھا۔ یہ ایک ٹریل ہے۔ اندر سے بھی بہت خوبصورت ہے، قدرت کا بنایا ہوا ایک شاہکار۔"

"بارش تو نہیں ہو رہی پھر یہ پانی کی بوندیں کدھر سے آرہی ہیں۔"

تانیہ آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے چہرے پر ٹھنڈی پھوار کی مانند برستی بوندوں کو ہاتھ سے صاف کرتے ہوئے بولی۔

"آگے ایک قدرتی آبشار ہے۔"

سلجوق نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"کدھر ہے پلیز دکھائیں۔" وہ بچوں کی طرح خوش ہوئی۔

"آئیے چلیے۔"

ایک گہرا کش لگا کر سلجوق نے سیکرٹ پیر سے مسلتے ہوئے اسے ساتھ آنے کا کہا۔ زمین کچی تھی تانیہ کے سینڈل زمین میں دھنس رہے تھے۔ اس کے پیر گیلی مٹی سے خراب ہو چکے تھے پر قدرتی آبشار دیکھنے کے شوق میں وہ آگے بڑھ رہی تھی۔

آگے چل کر تانیہ مبہوت ہو کر رہ گئی۔ رنگ برنگے نیلے سفید، پرپل آرچڈ کے پھول جا بجا کھلے ہوئے تھے اور بھی کئی مختلف اقسام کے سرخ گلابی جنگلی پھول تھے۔ جن کے نام وہ نہیں جانتی تھی۔ سامنے ہی ایک چھوٹی سی چٹان پر سے آبشار بہہ رہی تھی۔

"میں نے آج تک اتنی خوبصورت اور پرسکون جگہ نہیں دیکھی۔ اٹس ان بلیو ایل، دل چاہتا ہے یہیں رہ جاؤں۔"

تانیہ نے سلجوق کو مخاطب کیا۔

"آپ کا بہت شکریہ۔"

تانیہ نے سردی سے سرو پر تے اپنے ہاتھوں کو مسنے ہوئے کہا۔

سلجوق نے مسکرا کر اس کا یہ روپ دیکھا اور آگے بڑھ کر اس کے سر دہاتھوں کو اپنے گرم ہاتھ میں لیا۔
 "سر دی بڑھ رہی ہے۔ اب چلنا چاہیے اور دیکھیں آپ کے سینڈل اور پیر بھی خراب ہو گئے ہیں۔ چلیں پہلے
 انہیں صاف کرتے ہیں۔"

وہ اس کا ہاتھ تھام کر احتیاط سے اس کی گدلی زمین پر آبشار کی طرف بڑھا۔ قریب پہنچ کر جیسے ہی تانیہ نے نیچے
 بہتے ہوئے پانی میں پیر ڈالنا چاہا سلجوق نے اس کے بازو پر اپنی گرفت مضبوط کر لی تھی۔ جیسے اسے سہل ہو کر پانی
 میں گرنے سے بچانا چاہتا ہو، جیسے اسے پروٹیکٹ کر رہا ہو۔ تانیہ کو اس کی مردانہ گرفت میں چھپے جذبات کا
 شدت سے احساس ہوا۔ اس کی سانس رک سی گئی۔ بڑی مشکل سے اس نے اپنے دایاں پیر پانی میں ڈالا ہی تھا کہ
 تیزی سے واپس کھینچ لیا۔

"اف یہ تو برف جیسا پانی ہے۔"
 وہ کپکپا اٹھی۔

سلجوق اس کی بات سن کر ہنس پڑا۔

"آئی نو میں اکثر ادھر آ کر سوئمنگ کرتا رہا ہوں۔ چلو شباش ڈرو نہیں اپنے پیر باری باری صاف کرو۔"
 اس نے تانیہ کو ہمت دلائی۔

تانیہ نے ہمت کر کے بچوں کی طرح آنکھیں میچ کر کے اپنے پیر پانی میں ڈال کر صاف کئے۔ اسے اوپر کھینچ کر
 سلجوق نے اپنی گرفت سے آزاد کیا تو وہ سامنے گھاس پر جا کر اپنے پیروں کو سینڈل سے آزاد کر کے گھاس پر
 رگڑ کر خشک کرنے لگی۔

"یہ تمہاری شخصیت کا ایک بالکل جدا پہلو ہے، معصوم بچوں جیسا۔ تم اس وقت اس لمحے کو واقعی جی رہی ہو۔"

سلجوق اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

"خوبصورت؟" تانیہ ہنسی۔

"مجھے اچھی طرح پتہ ہے۔ میں اس وقت کسی میس سے کم نہیں لگ رہی ہوں گی۔ میرے بال آبشار کی پھوار سے الجھ گئے ہیں۔ پیروں پر، چہرے پر مٹی کا میک اپ ہے۔ کپڑے گیلے اور میلے ہو گئے ہیں اور آپ کو میں خوبصورت لگ رہی ہوں۔"

وہ بولتے بولتے رکی کیونکہ سلجوق نے اس کے لبوں پر انگلی رکھ دی تھی۔

"تم آج سے پہلے مجھے کبھی بھی اتنی دلکش اتنی خوبصورت نہیں لگیں۔"

وہ اس کے کانوں میں فسوں پھونک رہا تھا۔ اس کے لمس کی تپش، لہجہ کی شدت نے تانیہ کو شرمناک نظریں جھکانے پر مجبور کر دیا تھا۔

"مم۔۔ میرے خیال سے ہمیں چلنا چاہیے۔"

وہ سلجوق سے نظریں چرا کر بولی۔

وہ دونوں چلتے ہوئے گاڑی تک آئے۔ تانیہ نے پچھلا دروازہ کھول کر کمبل نکالا اور آگے کی سیٹ کی طرف بڑھی ہی تھی کہ ساکت کھڑے سلجوق پر نظر پڑی جو تفکر بھری نگاہوں سے اپنی بیوک کو دیکھ رہا تھا۔

"کیا ہوا؟"

تانیہ اس کے پاس آئی اور اس کی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھا۔

گدلی زمین میں گاڑی کے آگے کے دونوں ٹائر اندر تک دھنس گئے تھے۔۔

تانیہ کے چہرے پر پریشانی چھا گئی تھی۔

"کیا آپ کچھ کر نہیں سکتے؟"

وہ پریشان ہوئی

"مجھے نہیں لگتا کہ اس وقت کچھ کیا جاسکتا ہے۔"

وہ جیب سے سیل فون نکال کر سگنل چیک کرتے ہوئے بولا۔

"آپ پولیس یا کسی کو بھی فون کر کے مدد مانگنے کی کوشش تو کریں۔۔۔"

تانیہ اب پینک ہونا شروع ہو گئی تھی۔

"یہ دیکھیں۔۔۔"

سلجوق نے اپنا سیل فون اس کی سمت بڑھایا۔

"ادھر کوئی نیٹ ورک نہیں آرہا ہے اوپر سے اندھیرا پھیلنا شروع ہو چکا ہے اس اندھیرے میں کوئی پتھریا

بڑے درخت کے تنے کی مدد سے گاڑی نکالنا مشکل ہے، انفیکٹ اس اندھیرے میں واپس جنگل میں جا کر

درخت کا بڑا تنایا پتھر اکٹھے کرنا بھی ناممکن ہے اور پیدل چل کر ہائی وے تک جانا، آپ سوچ لیں ایک تو ہائی

وے دور ہے دوسرا اس وقت کوئی ادھر سے گزرے، ہماری مدد کرے یہ ضروری نہیں۔۔۔"

اس نے سبھاؤ سے سمجھایا۔

"پھر بھی کیا پتہ کوئی مدد مل جائے؟"

تانیہ نے اسرار کیا

"اگر میں اکیلا ہوتا تو شاید لفٹ لینے کی کوشش کر لیتا لیکن اس وقت آپ میرے ساتھ ہیں، میری ذمہ داری

اس نے وضاحت کی۔

"کیسی مصیبت۔۔؟ زیادہ سے زیادہ کوئی ہمیں لفٹ نہیں دیگا لیکن افسوس تو نہیں ہوگا کہ یہاں سے نکلنے کی کوشش نہیں کی۔"

تانیہ نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"لڑکی کو دیکھ کر اچھے خاصے لوگ پھیل جاتے ہیں اور اس ویرانے میں آپ جیسی خوبصورت لڑکی کو دیکھ کر کوئی پیچھے پڑ گیا تو؟؟؟ آپ کیا میرے ہاتھوں کسی کا قتل ہوتے دیکھنا چاہتی ہیں؟" اس نے تانیہ کو گھورا۔

تانیہ نے جربز ہوتے ہوئے اپنا سیل فون نکالا اس میں بھی سگنل نہیں آرہے تھے۔

"اوہ نو!! کیا پتہ گاڑی میں کچھ ہو ایسی صورتحال سے نبٹنے کیلئے؟ آپ کچھ تو رکھتے ہونگے۔" تانیہ نے فون واپس رکھتے ہوئے امید بھری نظروں سے اسے دیکھا۔

"یہ گاڑی برائے کی ہے اور اس میں سوائے اسٹپنی کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے میں چیک کر چکا ہوں۔"

اس نے سیل فون کی روشنی میں تانیہ کے پریشان چہرے کو دیکھا۔

"مس سعید۔۔!! میں اتنا بھی بے اعتبار نہیں ہوں کہ آپ کو میرے ساتھ ادھر جنگل میں رات گزارنے میں ڈر لگے۔"

وہ طنزیہ انداز میں بولتے ہوئے اس کے پاس سے گزرتا ہوا گاڑی کے فرنٹ پسینجر دروازے تک آیا اور دروازہ کھول کر تانیہ کا رکھا ہوا کمبل نکالا، گاڑی کی ہیڈ لائٹس روشن کیں اور تھوڑا آگے جا کر ایک درخت منتخب کر کے نیچے گھاس پر بستر بنانے لگا۔

"یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟"

وہ پریشان ہوا ٹھی۔

"سونے کا انتظام کر رہا ہوں۔"

وہ گھاس پر دو زانوں ہو کر ہاتھوں سے تھپتھپا کر کنکر پتھر ہٹا رہا تھا۔

"ہم ادھر کیسے سو سکتے ہیں۔"

وہ رونے والی ہو گئی۔

"ہم۔۔۔؟؟"

سلجوق نے پریشان کھڑی تانیہ کو دیکھا جو ایک نامحرم کے ساتھ رات گزارنے سے ڈر رہی تھی اور اس کا یہ ڈر اسے اچھا لگ رہا تھا کہ وہ ابھی اس کیلئے نامحرم ہی تو تھا اور ہر شریف مرد عورت ایسی صورت حال سے گھبراتے ہیں، ڈرتے ہیں۔

"پریشان مت ہوں، مجھے اپنی حد پتہ ہے اور یہ سچویشن جتنی آپ کیلئے ناپسندیدہ ہے اس سے کہیں زیادہ میرے لئے مشکل ہے لیکن مجھے اپنے نفس پر قابو رکھنا آتا ہے۔ میں آپ کیلئے اس بلینکٹ سے سلیپنگ بیگ بنا رہا ہوں آپ آرام سے اس میں لیٹ جانا۔"

وہ دو ٹوک لہجے میں بولا۔

"اور آپ؟"

تانیہ نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"میں ادھر آپ کے پاس ہی گھاس پر آرام کرونگا۔"

وہ اطمینان سے بولا۔

"میں ایسے نہیں سو سکتی مجھے ڈر لگتا ہے کہیں۔۔۔"

"کہیں کیا؟؟"

سلجوق کے گھاس پر کام کرتے ہاتھ رکے وہ ہاتھ جھاڑتا ہوا کھڑا ہوا اور سیدھا اس کے پاس آکر رکا۔

"ڈونٹ یو ٹرسٹ می؟؟ تمہیں مجھ سے۔۔!! سیریلی می مجھ سے ڈر لگ رہا ہے۔"

سلجوق کا موڈ ٹھیک ٹھاک خراب ہو گیا تھا۔

"آپ سے کیوں ڈروں گی میں؟ آپ کو تو میں ہینڈل کر سکتی ہوں۔"

وہ تنک کر بولی۔

"تو پھر مسئلہ کیا ہے؟ تم لڑکیاں آخر سیدھی بات کیوں نہیں کرتی ہو؟"

وہ جھنجھلایا ایک تو گاڑی پھنس گئی تھی دوسرا ان محترمہ کے خمرے ہی نہیں ختم ہو رہے تھے۔

"یہ جنگل ہے اگر رات کو کوئی چھوٹا موٹا سانپ یا جانور نکل آیا تو؟"

تانیہ نے اپنا ڈر بتایا۔

"میں اپنی اسٹوڈنٹ لائف میں کئی بار ادھر کیمپنگ کر چکا ہوں۔ بیفکر رہیں۔"

وہ اسے تسلی دے کر پلٹا۔

"کیا میں گاڑی میں نہیں سو سکتی؟" تانیہ نے سوال کیا۔

"مجھے نہیں لگتا کہ آپ ادھر کمفرٹبل فیل کرینگے لیکن اگر آپ چاہیں تو آپ سو سکتی ہیں۔۔ ہاں میرے جیسا چھ

فٹ کا آدمی اس میں نہیں لیٹ سکتا۔"

اس نے کلئیر کیا۔

"تو آپ ادھر باہر سوئیں نا ویسے بھی شادی سے پہلے یہ سب مناسب نہیں لگتا اور ایک لڑکی کے ساتھ رات میں

تانیہ نے صاف کہا۔

"اوکے مادام پھر آپ یہ بلینکٹ لیں اور گاڑی میں جا کر آرام کریں اور ہاں ہیڈ لائٹس آف کر دیجیے گا۔"

اس نے کمبل تانیہ کی طرف بڑھایا۔

"کیوں؟؟؟" وہ کمبل پکڑتے ہوئے ٹھٹکی سلجوق نے اسے گھورا۔

"اس طرح تو اندھیرا ہو جائیگا۔" تانیہ نے وضاحت کی۔

"اگر ہیڈ لائٹس جلتی رہیں تو گاڑی کی بیٹری ڈاؤن ہو جائیگی پھر ہم صبح بھی ادھر سے نہیں نکل سکیں گے۔"

سلجوق نے سنجیدگی سے سمجھایا۔

تانیہ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بلینکٹ مضبوطی سے پکڑا اور گاڑی کی طرف بڑھی فرنٹ ڈور کھول کر ہیڈ

لائٹس آف کی پھر خود پچھلی سیٹ پر کمبل خود پر اچھی طرح پھیلا کر بڑی مشکل سے لیٹ گئی۔ گاڑی کی لائٹس

آف ہوتے ہی سلجوق درخت کے نیچے گھاس پر اپنے ہاتھوں کا تکیہ بنا کر لیٹا ہی تھا کہ اس سنسان ماحول میں اسے

گاڑی کے دروازے لاک ہونے کی آواز سنائی دی یعنی بے اعتباری کی حد تھی۔

وہ کافی دیر تک آیت الکرسی پڑھتے ہوئے سونے کی کوشش کرتی رہی لیکن نیند آکر ہی نہیں دے رہی

تھی۔ جانوروں کا ڈر تو اب کہیں دور جا سویا تھا۔ اب اسے اس جنگل سے آتی آبشار کی آواز اور پتوں کی

سرسراہٹ کسی بدروح کی آمد لگ رہی تھی۔ بچپن میں پڑھی ڈریکولا اور ڈائن کی کہانیاں یاد آنے لگی

تھیں۔ ایک گھنٹے بعد سلجوق کے سونے کا یقین کر کے وہ آہستگی سے دروازہ کھول کر کمبل نکال کر نیچے اتری اور

دبے قدموں سلجوق کے پاس آکر اچھی طرح خود کو کمبل میں لپیٹ کر لیٹ گئی۔ کچھ منٹ بعد بھی ڈر کم نہیں ہوا

تو اپنا ایک ہاتھ کمبل سے نکالا اور جھجھکتے ہوئے سلجوق کے بازو پر رکھا۔ جب سلجوق نے کوئی حرکت نہیں کی تو

اس کے سونے کے بعد سلجوق نے آہستگی سے اس کا ہاتھ اپنے بازو پر سے ہٹایا کہ تانیہ کا لمس، اس کی نزدیکی اس کے جذبات ابھار رہی تھی۔ کل وہ اسکے نکاح میں آنے والی تھی اس وقت تک کسی قسم کی بھی نزدیکی ابھی مناسب نہیں تھی عزت کو عزت سے ہی اپنانا چاہیے کہ یہی عزت دار مردوں کا شیوہ ہوتا ہے۔

صبح سویرے فجر کے وقت چڑیوں کی چہچہاہٹ سے تانیہ کی آنکھ کھلی وہ انگڑائی لیتی ہوئی اٹھی۔ چہرے پر ہلکی سی مسکان تھی۔ کافی سالوں بعد وہ ایک پرسکون نیند سوئی تھی۔ سلجوق کی پروٹیکشن کا احساس ہی اس کو پرسکون کر گیا تھا۔ ہاں اب وہ اکیلی نہیں تھی پہلی بار اس کے خواب میں کوئی عمر، پھپھو ماضی کا کوئی لمحہ نہیں اتر تھا۔ یہ شاید سلجوق کی رفاقت کا اثر تھا۔

گردن موڑ کر اس نے برابر میں دیکھا تو چونک گئی سلجوق ادھر نہیں تھا۔ وہ تیزی سے کمبل ہٹاتے ہوئے کھڑی ہوئی اور گاڑی کی طرف بڑھی وہ ادھر بھی نہیں تھا۔ گاڑی خالی تھی ایک لمحے کو اس کا دل رک سا گیا۔ پھر اس نے خود کو تسلی دی کہ وہ شاید ادھر سے نکلنے کیلئے کوئی انتظام کرنے گیا ہو۔

"کیا پتہ وہ فریش ہونے آبشار کی طرف گیا ہو؟"

اس سوچ کے آتے ہی اس نے کمبل گاڑی میں تہہ کر کے رکھا اور خود سوکھی ہوئی کناروں والی گھاس پر جم جم کر قدم رکھتے ہوئے آبشار کی طرف بڑھی پر وہ ادھر بھی نہیں تھا۔ صاف شفاف بہتا ہوا پانی، شبنم سے نہائے ہوئے پھول اور سبزہ اس وقت دن کی روشنی میں کسی جنت سے کم نہیں لگ رہا تھا۔ وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتے ہوئے بہتے پانی کی طرف ایک بڑے سے پتھر کی طرف بڑھی اور سینڈل اتار کر پانی میں پیر ڈال کر بیٹھ

گئی۔ پانی بہت زیادہ سرد تھا لیکن یہ ماحول اسے مسمرانز کر رہا تھا۔ آہستہ آہستہ اس نے پیروں سے پانی میں کھیلنا شروع کیا اب اس کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی تھی وہ اس وقت اس لمحے کو انجوائے کر رہی تھی۔

اچھی طرح ہاتھ منہ دھو کر وہ پتھر سے اٹھی سینڈل پہن کر گاڑی کی طرف بڑھی۔ اس وقت زمین کل شام کی طرح گیلی اور گدلی نہیں تھی پھر بھی وہ احتیاط سے چلتی ہوئی گاڑی کی طرف بڑھی دور سے ہی اسے سلجوق آستینیں فولڈ کئے گاڑی کے فرنٹ ٹائرز کے آگے جھکا ہوا نظر آیا۔ اس نے خشک پتے، پتھر اور سوکھی لکڑیاں دونوں ٹائروں کے اندر اور آس پاس بچھادی تھیں۔ تانیہ کے قدموں کی چاپ سن کر ایک مسکراہٹ سی اس کے وجیہہ چہرے پر نمودار ہوئی۔

"گڈ مارنگ! فریش ہو گئیں آپ؟ پانی زیادہ ٹھنڈا تو نہیں لگا؟"

اس نے دونوں ہاتھ جھاڑتے ہوئے کھڑے ہو کر پوچھا۔

"آپ کو کیسے پتہ چلا میں ادھر آبشار پر گئی تھی؟ آپ تو ادھر نہیں تھے۔"

وہ حیران ہوئی۔

"میں اپنے سے منسلک افراد سے کبھی بھی غافل نہیں ہوتا اور آپ تو۔۔!! خیر ادھر آؤ، یہ گاڑی اسٹارٹ کرو اور

زور سے ریس دو، میں پیچھے سے دھکا لگاتا ہوں۔"

اس نے تانیہ کو ہدایت دی۔

"کیا یہ کام کریگا؟"

تانیہ نے لکڑی اور پتھروں سے ٹائرز کے نیچے بنائی گئی لیور نما سلیب کو دیکھا۔

"فنگر کر اس۔۔۔ تم بسم اللہ پڑھو اور گاڑی اسٹارٹ کرو۔۔"

وہ گاڑی کی پچھلی سمت آکر دھکا لگانے کے لیے پوزیشن لے چکا تھا۔

تانیہ نے بسم اللہ پڑھ کر انٹیشن میں چابی لگا کر گاڑی کو ریس دینا شروع کیا۔ گاڑی ہچکولے کھاتے ہوئے ایک ہی جگہ پر آگے پیچھے ہو رہی تھی۔ وہ سلجوق کے کہنے پر مسلسل ریس دیئے جا رہی تھی جب ایک جھٹکے سے گاڑی کے دھنسنے ہوئے ٹائر باہر نکل آئے۔

سلجوق آرام سے چلتا ہوا گاڑی تک آیا تانیہ ڈرائیونگ سیٹ پر سے کھسک کر پیئینجر سیٹ کی طرف ہو گئی۔ سلجوق نے گاڑی کو اسپید دی اور اپنی منزل کی طرف روانہ ہوا۔

"یہ جگہ بہت خوبصورت تھی مجھے لگتا ہے جیسے میں اپنا کوئی حصہ یہاں چھوڑے جا رہی ہوں۔" تانیہ نے کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے کہا۔

"ڈونٹ وری۔۔!! ہم ادھر واپس آئینگے اور اس بار مل کر کیمپنگ کریں گے۔"

سلجوق اس کے اداس چہرے کو دیکھتے ہوئے بولا تو وہ مسکرا دی۔ آٹھ بجے کے قریب وہ دونوں ہوٹل پہنچ چکے تھے۔ گاڑی سے سامان اتروا کر سلجوق تانیہ کو لے کر اپنے لیے ریزرو سوئیٹ میں پہنچا۔

"واؤ یہ بہت خوبصورت ہے۔"

تانیہ نے روم کو تو صیفی نگاہوں سے دیکھا پھر سلجوق کی طرف مڑی جو سوٹ کیس سے اپنا ڈریس نکال رہا تھا۔

"آپ اپنے روم میں جائیں تھوڑا آرام کر لیجئے۔"

تانیہ نے مشورہ دیا۔

"مس سعید! ٹھیک دو گھنٹے بعد ہمیں نکاح کیلئے نکلنا ہے، آپ بھی اپنی تیاری پکڑیں اور یہ ہم دونوں کا روم

ہے۔۔۔ اوکے؟"

وہ اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے واش روم میں چلا گیا۔

سلجوق کے واش روم سے نکلتے ہی تانیہ جو اپنا ایک کمپل سائمیض شلو اور سوٹ نکال چکی تھی فریش ہونے چلی گئی۔ اس وقت اس کے پاس کوئی فینسی، نکاح ٹائپ ڈریس نہیں تھا کہ یہ نکاح ہو ہی اتنا رجنٹ رہا تھا۔ فریش ہو کر وہ اپنے گیلے بال تولیہ میں لپیٹے باہر نکلی تو سلجوق سوٹ میں تیار اس کا انتظار کر رہا تھا۔

"تانیہ میں نے ناشتہ آرڈر کیا ہے۔ سوری میں تمہیں جوائن نہیں کر سکوں گا۔ ایک ایمر جنسی آگئی ہے مجھے جانا ہو گا۔"

وہ عجلت میں بولتا ہوا دروازے کی سمت بڑھا دروازے کی ناب پر ہاتھ رکھا ایک لمحے کو رکھا پلٹا۔

تانیہ شک ڈکھڑی اسے دیکھ رہی تھی جو اسے نکاح کا کہہ کر ادھر لایا تھا اور اب نہ جانے کدھر جا رہا تھا۔ وہ چلتا ہوا اس کے نزدیک آیا اور اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لیا۔

"کچھ غلط مت سوچنا میں جلد آؤنگا تب تک تم میرا انتظار کرنا اور میں فارغ ہوتے ہی تمہیں فون کرونگا۔" اس نے تسلی دی۔

"آپ کدھر جا رہے ہیں؟" تانیہ نے سوال کیا۔

"میرے بھائی زوہان کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔ وہ رات ہی ٹورنٹو پہنچا تھا۔ ہاسپٹل سے کال آئی ہے مجھے جانا ہو گا۔"

سلجوق نے تھکے تھکے لہجے میں کہا۔

"میں سمجھ سکتی ہوں آپ جائیں میری فکر مت کریں میں آپ کا انتظار کرونگی۔"

تانیہ نے اس کی ہمت بندھائی۔

"لو یو سوئیٹ ہارٹ۔"

سلجوق نے جھک کر اپنی طرف دیکھتی تانیہ کی آنکھوں میں جھانک کر پہلی بار اظہار کیا اور تیزی سے پلٹ کر

سلجوق کا گھمبیر لہجہ اسے اپنی گرفت میں لیتے ہوئے تھا۔ وہ ایک بہت کانفیڈنٹ لڑکی تھی لیکن شاید یہ رشتہ ہی ایسا ہوتا ہے جس کے آگے سر محبت سے جھکنے لگتا ہے۔ اپنے دل کی دھڑکنوں پر قابو پاتے ہوئے وہ چلتی ہوئی ڈریسنگ ٹیبل تک آئی۔۔۔ تولیہ سے بالوں کو آزاد کیا اور برش اٹھا کر بال سلجھانے لگی۔

بال سلجھاتے ہوئے اس کی نظر آئینے میں نظر آتے اپنے عکس پر پڑی وہ خود کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔ یہ تو کوئی اجنبی سی تانیہ تھی۔ جس کا چہرہ اندرونی خوشی سے دمک رہا تھا۔ وہ اپنے ہمسفر کے ساتھ تھی۔ ایسا ہمسفر، ایسا من پسند سا تھی جو اسے دوبارہ سے محبتوں پر اعتبار کرنا سکھا رہا تھا، جو اس پر بھروسہ کرتا تھا۔ سلجوق کا سوچ کر ہی اس کا چہرہ تپ اٹھا بالوں کو سلجھا کر کھلا چھوڑ کر وہ اپنے پرس تک آئی سیل فون نکالا۔ جس کی بیٹری ڈیڈ پڑی تھی۔ ابھی وہ فون کو چارج پر لگانے ہی والی تھی کہ دروازہ بجا۔

روم سروس ناشتہ لے کر آئی تھی۔ ویٹریس کے جانے کے بعد کمرہ لاک کر کے اس نے پہلے فون کو چارج پر لگایا پھر ناشتے کی طرف متوجہ ہوئی ابھی ٹوسٹ پر مکھن لگایا ہی تھا کہ اس کا فون بجنے لگا۔ وہ اٹھ کر فون تک گئی۔ سلجوق کی کال تھی۔ فون کو چارج پر ہی لگائے ہوئے اس نے جھک کر کال ریسیو کی۔

"کیسی ہو؟" بھاری آواز میں سوال ہوا۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔۔"

"پریشان تو نہیں ہو رہی؟"

"نہیں بس آپ جلدی سے خیریت سے واپس آجائیں۔"

وہ دھیمی آواز میں بولی۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"سوری جاناں میں تمہیں اس طرح چھوڑ کر گیا۔ بس یہ ایمر جیسی ہو گئی ہے۔ زوہان میرے لیے چھوٹے بھائی سے بڑھ کر ہے اور ایکسیڈنٹ کی وجہ سے پولیس بھی انوالو ہے۔"

اس نے وضاحت دینی چاہی۔

"زوہان ٹھیک تو ہیں نا؟ زیادہ چوٹ تو نہیں لگی؟"

تانیہ نے سوال پوچھا۔

"پتہ نہیں یہ تو وہاں بریمپسٹن پہنچ کر پتہ چلے گا۔ بس تم پریشان مت ہونا۔ اب اسے ساتھ ہی لے کر آؤں گا۔ مجھے واپس آنے میں تین دن تو لگنے ہی ہیں لیکن میں جیسے ہی آؤں گا ہم اسی وقت اسی لمحے نکاح کریں گے۔"

سلجوق نے مضبوط لہجے میں کہا۔

"مجھے انتظار رہے گا۔"

وہ بمشکل بولی۔

چند باتیں کر کے سلجوق نے فون رکھ دیا اور تانیہ ادا سی سے چلتی ہوئی ناشتے کی طرف آئی بے دلی سے ناشتہ کیا پھر بستر پر ڈھیر ہو گئی۔ کئی گھنٹے اکیلے کمرے میں رہنے کے بعد اس نے باہر نکل کر ہوٹل کا جائزہ لینے اور لنچ ڈائننگ میں کرنے کا فیصلہ کیا۔ وہ اس وقت قمیض شلوار پہنے ہوئے تھی جو یہاں کے ماحول کے حساب سے مناسب نہیں تھا۔ سوٹ کیس سے وہ جینز، گلابی گرتی اور اسٹالر نکال کر واش روم تیار ہونے چلی گئی۔ کپڑے بدلنے کے بعد اس نے باہر جانے کا ارادہ بدل دیا تھا اسے سلجوق کی فکر تھی وہ بنا سوئے، بنا کھائے پیئے اتنی تھکن کے باوجود دوبارہ چلا گیا تھا۔ وہ بہت دیر تک فون ہاتھ میں لئے اسے کال کر کے اس کی خیریت پوچھنے کا سوچتی رہی پھر نفی میں سر ہلاتے ہوئے فون کو لے کر بید پر بیٹھ گئی۔ سلجوق کی تھکن اور بھوک کے احساس نے تانیہ کی

بھوک اڑادی تھی۔ اب اسے صرف اور صرف سلجوق کے فون کا انتظار تھا۔ تنگ آکر اس نے اپنے سامان سے لیب ٹاپ نکالا اور اپنی ای میلز آفس کا ورک چیک کرنے لگی۔ رات کے دس بج چکے تھے سلجوق کا کوئی فون کوئی میسج نہیں آیا تھا۔ وہ پریشان تھی لیکن خود سے فون کرنے میں انا آڑے آرہی تھی کہ وہ کیا سوچے گا۔ تھک ہار کر وہ سونے کی کوشش کرنے لگی۔ رات کے جانے کس پہر اس کی آنکھ لگی تھی۔ میسج کی بپ سے اس کی آنکھ کھلی مندی مندی آنکھوں سے فون اٹھایا تو سلجوق کا میسج بلنک ہو تا دیکھ کر ساری نیند بھاگ گئی۔ اس نے تیزی سے فون پر میسج کو کلک کیا۔

"سوری جاناں۔۔!! کل کا پورا دن پولیس ہسپتال، وکیل کے چکر میں بہت مصروف گزرا۔۔ چاہ کر بھی تمہیں کال نہ کر سکا اپنا بہت خیال رکھنا میں وکیل سے فارغ ہو کر تمہیں کال کرونگا۔

صرف تمہارا

"سلجوق خانزادہ۔۔"

سلجوق کا میسج پڑھ کر تانیہ کے دل کو سکون ملا۔ اس نے بستر سے اٹھتے ہوئے وقت دیکھا دن کے گیارہ بج رہے تھے۔ وہ کافی دیر سے اٹھی تھی۔ اب بریک فاسٹ کا وقت تو نکل ہی چکا تھا۔ وہ لچ کرنے اور آس پاس کا علاقہ دیکھنے کا موڈ بنا کر کپڑے نکال کر شاور لینے چلی گئی۔

تانیہ لباس بدل کر ڈریسنگ ٹیبل پر آئی اس کا ارادہ اپنے بال بنانے کا تھا۔ برش ہاتھ میں پکڑ کر اس نے سامنے آئینہ میں نظر آتے اپنے عکس کو دیکھا۔ اس کا نازک وجود اندرونی خوشی سے دمک رہا تھا۔ آنکھوں میں چمک اور آسودگی چھائی ہوئی تھی۔ گال اور لب قدرتی خون کے چھلکنے سے سرخ ہوئے پڑے تھے۔ یہ سب سلجوق کی محبتوں کا اعجاز تھا۔ وہ اسے اپنی محبت کا امین بنا چکا تھا۔ تانیہ کے برش کرتے ہاتھ ایک لمحے کو رکے۔ اب وہ پونی

ٹیل بنانے کا ارادہ ترک کر کے بالوں کو موڑ کر فریج ٹاٹ بنانے لگی تھی۔ وہ اب ایک ایسی لڑکی لگنا چاہتی تھی جو اپنے پیار کے دل پر راج کرتی ہو۔

تیار ہو کر اس نے گلے میں اسٹالر ڈال کر کلائی پر گھڑی باندھی۔ چارجر سے فون نکال کر پرس میں رکھا اور اپنے کریڈٹ کارڈ کو چیک کرنے کے بعد شوز پہن کر کمرہ لاک کر کے باہر نکل گئی۔ دن کے تین بج رہے تھے لنچ ٹائم تقریباً ختم ہونے والا تھا۔ اس کا رخ ہوٹل کی ڈائننگ کی طرف تھا۔ پرانے وکٹورین طرز پہ بنایا ہوا ہوٹل بہت ہی عالیشان تھا۔ وہ اطمینان سے اس ہوٹل کے انٹیریئر کا جائزہ لیتے ہوئے ڈائننگ ایریا میں آئی اور شیشے کے پاس کی میز منتخب کر کے بیٹھ گئی۔ ویٹریس کے آنے پر اس نے فیش فرائی اور سلاد کے ساتھ کافی آرڈر کی اور شیشے سے باہر دیکھنے لگی جہاں حد نظر تک سبزہ ہی سبزہ تھا۔ پتھروں کے خوبصورت فوارے اور ان کے چاروں طرف پھول ہی پھول ایک کونے پر چھوٹا سا بچوں کا گولف ایریا جہاں چھوٹے بچے ہنستے مسکراتے کھیل رہے۔ وہ بہت دلچسپی سے یہ سب دیکھ رہی تھی جب ویٹریس نے اس کے آگے کھانا سرو کیا۔

اب اس کی پوری توجہ اپنی پلیٹ کی طرف تھی گرم گرم تلی ہوئی مچھلی کی اشتہا انگیز خوشبو اس کی بھوک بڑھا رہی تھی۔ وہ آرام سے فورک اور چھری کے ساتھ فیش کے چھوٹے چھوٹے پیس کر کے کھا رہی تھی۔ سب بہت اچھا تھا بس ایک کمی تھی۔ "سلجوق کی کمی۔"

سلجوق کا خیال آتے ہی اس کے چہرے پر خون چھلکنے لگا تھا۔ وہ اسے مس کر رہی تھی جبکہ اسے گئے ہوئے آٹھ گھنٹے ہی ہوئے تھے۔ عمر کے ساتھ بچپن سے اس کا رشتہ رہا تھا لیکن جو فیلنگز وہ سلجوق کیلئے محسوس کر رہی تھی وہ آج سے پہلے کبھی بھی کسی کے لئے محسوس نہیں ہوئی تھیں۔ پیار کیا ہوتا ہے؟ پیار لفظ کے معنی کیا ہیں؟ یہ سب آگاہی اسے کل کی رات سلجوق کے ساتھ اس جنگل میں گزار کر ہوئی تھی۔ جنہیں پیار ہوتا ہے وہ سب سے پہلے اپنے محب کو ناصرف عزت دیتے ہیں بلکہ دوائے بھی ہیں اور سلجوق نے اسے بہت عزت اور مان دیا تھا۔ کوئی

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
افیسر نہیں چلایا، کوئی وعدے نہیں کیے سیدھا پرپوز کیا تھا۔ اسے اپنی غیرت بنایا تھا۔ وہ اس کے ساتھ پل دوپل نہیں بلکہ اپنی زندگی گزارنا چاہتا تھا۔ جج

"شاید یہی پیار ہے جس کے معنی مجھے آپ سے پہلے کبھی پتہ ہی نہیں چلے تھے۔"
وہ خیالوں میں سلجوق سے مخاطب ہوئی۔

اس سب میں سب سے پرسکون بات یہ تھی کہ سلجوق بھی اس کیلئے اس جیسی ہی فیلنگ رکھتا تھا جس کا اسے یقین تھا اور یہی یقین اس کے چہرے پر گلال بن کر بکھرا ہوا تھا۔

تانیہ نے آدھا کھانا کھا کر پلیٹ کھسکائی اور کافی کا کپ اٹھا کر ویٹریس کو بل لانے کا اشارہ کیا۔
"میم آپ روم نمبر ایک سو دس سے ہیں؟"

ویٹریس نے پلیٹ اٹھاتے ہوئے سوال کیا۔
"یس۔۔!!"

تانیہ نے حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے جواب دیا اسے اس کا روم نمبر کیسے پتہ چلا وہ سوچ رہی تھی۔
"میم آپ کا بریک فاسٹ لنچ ڈنر کافی ڈرنکس سب آپ کے ہسبنڈ کے اکاؤنٹ میں ایڈ ہو گا۔ سوڈونٹ وری
اباؤٹ بل۔"

وہ شائستگی سے اسے بتاتے ہوئے برتن لے گئی۔
سلجوق نے یہ کمرہ مسٹر مسز سلجوق کے نام سے دس دن کیلئے بک کروایا تھا اور جاتے ہوئے وہ ریسپشن پر تانیہ کیلئے مخصوص ہدایات دے کر جانا نہیں بھولا تھا۔

تانیہ نے اپنی کافی ختم کی اور اپنا پرس اٹھا کر کھڑی ہو گئی اب اس کا ارادہ باہر جانے کا تھا۔ ابھی دو قدم ہی چلی تھی کہ اس کا فون بج اٹھا۔ سلجوق کی کال آرہی تھی۔
Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk

"ہیلو۔۔۔"

تانیہ نے فون اٹھایا۔

"کیسی ہو؟"

گھمبیر آواز ابھری۔

"میں ٹھیک اور آپ کیسے ہیں؟"

تانیہ نے جھجکتے ہوئے پوچھا۔

"میری خیریت تو اب آپ کے پاس آکر ہی ٹھیک ہوگی۔" وہ نرمی سے بولا۔

"آپ بتائیں سب ٹھیک ہے زوہان کو زیادہ چوٹ تو نہیں لگی۔"

تانیہ نے سٹپٹا کر ٹاپک بدلا۔

"ہاں وہ۔۔۔؟؟ وہ بس ٹھیک ہی ہے۔"

"آپ واپس کب آئیں گئے؟"

تانیہ نے فوراً پوچھا۔

"کیا مجھے مس کر رہی ہو؟" سوال ہوا تھا۔

"نہیں میں کیوں آپ کو مس کرونگی؟ میں تو بس ایسے ہی۔۔۔"

اس نے اپنے دل کا چور چھپانا چاہا۔

"میں تو تمہیں بہت مس کر رہا ہوں۔۔۔ خیر ایک دن میرا بھی آئیگا۔"

وہ شرارت سے بولا۔

"سنو۔۔۔!!"

سلبوق نے اسے مخاطب کیا۔

"جی۔۔۔"

وہ دھیمے سُر وں میں بولتی ہوئی واپس پلٹ کر کرسی پر بیٹھ گئی۔

"میں نے جب تمہیں دیکھا تھا تب میرے دل کے کسی گوشے نے اسی وقت کہہ دیا تھا کہ یہ میری ہے صرف

میری، تانیہ آئی لو یو یار۔۔۔"

وہ بولتے بولتے چپ ہوا۔

تانیہ کا دل اس کا اتنا واضح اظہار سن کر اچھل کر حلق میں اٹک گیا۔ جسم کا سارا خون سمٹ کر اس کے چہرے پر آ

گیا تھا۔ اسے اپنے گال تپتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔

"میں جلدی آنے کی کوشش کرونگا اوکے، ابھی فون رکھتا ہوں، تم اپنا بہت خیال رکھنا اور بلا ضرورت کمرے

سے مت نکلنا۔"

سلبوق نے اسے جلدی جلدی بچوں کی طرح ہدایات دے کر فون بند کر دیا۔

وہ اسے بتانا چاہتی تھی کہ وہ اس وقت ہوٹل کے ڈائننگ ہال میں ہے اور تھوڑی دیر واک کرنے باہر جانے کا

ارادہ رکھتی ہے لیکن وہ عجلت میں ہمیشہ کی طرح اس کی بات سننے بغیر فون رکھ گیا تھا۔

فون رکھ کر تانیہ نے وقت دیکھا شام ڈھلنے کو تھی وہ باہر جانے کا ارادہ ترک کر کے اپنے کمرے میں کی جانب

جانے کیلئے لابی کی طرف مڑی۔

"تانیہ!! تانیہ سعید؟؟؟ آئی کانٹ بیلو اٹ..."

ایک پر جوش مردانہ آواز اس کے پیچھے سے ابھری جسے سن کر وہ اپنی جگہ جم سی گئی۔ بالکل فریز ہو گئی وہ پیچھے مڑ کر دیکھنا نہیں چاہتی تھی۔ اس کے چہرے کے سارے رنگ اڑ گئے تھے۔ اس نے لابی میں رکھی میز کا سہارا لیا اور بمشکل آہستگی سے پیچھے مڑی۔۔

اس کے عین سامنے عمر سالار ایک چار سالہ کیوٹ سے بچے کا ہاتھ پکڑے اسے مسکراتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔
"عمر!!" تانیہ کے لبوں سے سرگوشی میں اس کا نام ادا ہوا۔

گلابی رنگت سے میل کھاتا ہوا ڈیزائنر کرتا اور جینز۔۔ ساتھ میں اسٹائل سے لیا ہوا میچنگ اسٹائلر بال بھی اب بوائے کٹ نہیں رہے تھے۔ گھنے لمبے بالوں کی فرنیچر ناٹ اس کی نازک کمر پر جھول رہی تھی۔ وہ ایک مکمل بھرپور دوشیزہ کے روپ میں عمر سالار کے سامنے تھی۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟"

تانیہ نے سر سراتی ہوئی آواز میں اس کی نظروں کے ارتکاز سے الجھتے ہوئے پوچھا۔
عمر سالار جو گہری نظروں سے سرتا پاتا تانیہ کا جائزہ لے رہا تھا اس کا سوال سن کر چونکا۔
"تم بہت بدل گئی ہو۔۔۔"

عمر کا انداز سراہنے والا تھا۔ وہ چلتے ہوئے اس کے نزدیک آیا اور اس کا ہاتھ اپنی گرفت میں لینے کی کوشش ہی کی تھی کہ تانیہ بدک کر پیچھے ہوئی۔ جیسے وہ اسے کاٹ کھانے والا ہو۔۔۔۔
"احمد ان سے ملو یہ تانیہ ہیں۔"

عمر نے اپنا ہاتھ تھامے کیوٹ سے نیلی آنکھوں والے بچے کو مخاطب کیا۔
"ہائے۔۔۔۔"

اس بچے نے مسکرا کر اپنا ہاتھ تانیہ کی طرف بڑھایا جسے نہ چاہتے ہوئے بھی تانیہ نے تھام کر چھوڑ دیا کہ بچے سے کیا دشمنی۔

"کسی سیمینار یا کورس کیلئے آئی ہو؟"

عمر نے سنجیدگی پوچھا وہ ایسے بات کر رہا تھا جیسے کبھی کوئی ماہ و سال ان کے بیچ نہ آئے ہوں۔
"میں چلتی ہوں۔۔۔"

تانیہ اس کا سوال نظر انداز کرتے ہوئے آگے بڑھی۔

"تم بہت بدل گئی ہو لڑکی لگنے لگی ہو، شکر ہے تمہیں بھی ڈریس سینس آیا۔"

عمر نے اس کے سامنے آکر اپنے انداز میں اسے سراہا۔

"میں کیا ہوں اور کیسی لگتی ہوں، یہ اب آپ کا کنسرن نہیں ہے ناؤ اف یو ایکسکیوز می مجھے جانا ہے۔۔۔"

تانیہ نے بمشکل اپنا غصہ ضبط کیا تھا۔

"خیر کنسرن تو میرا ہمیشہ رہے گا۔ آخر کو میری بچپن کی فیانسی ہو اور کزن بھی۔۔۔"

عمر نے پر شوق نظروں سے اس کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھا۔

"فیانسی ہوں نہیں۔۔۔ تھی اور باقی سارے رشتے ڈیڈی کے انتقال کے ساتھ ہی ختم ہو چکے ہیں۔"

تانیہ نے صاف صاف بات کی۔

"اچھا غصہ مت کرو احمد پر برا اثر پڑیگا۔۔۔" اس نے پاس کھڑکی سے باہر جھانکتے اپنے بیٹے کی طرف اشارہ کیا۔

تانیہ نے اسے نظر انداز کرتے ہوئے سائیڈ سے نکلنا چاہا تو عمر نے تیزی سے اس کا ہاتھ پکڑ لیا جسے ایک جھٹکے سے

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"چلو تمہیں امی سے ملواتا ہوں وہ بہت خوش ہوئی تمہیں دیکھ کر۔۔۔" اس نے تانیہ کو اپنے ساتھ آنے کی دعوت دی

"پھپھو بھی آئی ہیں کیا؟؟ مگر آپ لوگ تو لندن میں تھے؟" تانیہ نے سوال کیا

"ہاں!! احمد کو سنبھالنے کے لیے امی کو میرے ساتھ سفر کرنا پڑا۔۔"

"آپ کی مسز کدھر ہیں؟؟" تانیہ نے احمد کو دیکھتے ہوئے سوال کیا

"وہ تو احمد کی پیدائش کے وقت ہی چل بسی تھی شاید تمہاری بد دعا لگ گئی۔۔" عمر نے افسردگی سے کہا۔

"مجھے افسوس ہے!! لیکن میں نے کبھی بھی آپ کو یا آپ کی ان دیکھی مسز کو دعا یا بدعا نہیں دی۔۔۔" تانیہ نے افسوس کیا

"زبان سے نہیں دی پر دل سے تو دی ہوگی آخر دل پہ کس کا زور چلتا ہوا ہے۔۔۔" وہ تانیہ کے ساتھ لفٹ کی

طرف بڑھالفت کا بٹن پریس کر کے تانیہ نے عمر اور اس کا ہاتھ پکڑے احمد کو دیکھا۔

تانیہ نے ٹھٹک کر عمر سالار کو دیکھا وہ آج بھی اتنا ہی خود پسند تھا وہ کب کا اس پر مٹی ڈال چکی تھی اور وہ سمجھ رہا

تھا کہ وہ اس کے فراق میں ڈوبی اس کی بیوی سے جل کر اسے بد دعا دیتی ہوگی

"کیا دیکھ رہی ہوں؟؟" عمر سالار نے اس کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائی

"کچھ نہیں آج موسم بہت خوبصورت ہے بس آپ کے پیچھے کھڑکی سے اسے ہی دیکھ رہی ہوں۔۔۔" تانیہ نے

اس کی غلط فہمی دور کی

"موسم! ہاں موسم خوبصورت ہے مگر تم سے زیادہ حسین نہیں ہے۔۔" عمر مسکرا کر بولتے ہوئے اس کے

چہرے کو دیکھنے لگا جس پر ایک الو اہی چمک تھی

"تمہارا چہرہ چمک رہا ہے ایک عجیب قسم کی تشنہ نظر آرہی ہے تم میں، کیا تمہاری زندگی میں کچھ نیا ہوا ہے؟؟"
 "لفٹ آکر ان کے سامنے کھل چکی تھی عمر سالارا اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑ کر اندر داخل ہوا۔

"کیا ہوا اندر نہیں آؤ گی؟؟" اس نے دروازے پر ہاتھ رکھ کر اسے بند ہونے سے روکتے ہوئے تانیہ سے سوال کیا۔

"نہیں آپ مجھے پھپھو کا روم نمبر بتادیں میں اپنے ہسبنڈ کے ساتھ ایک دو دن بعد ملنے آؤنگی۔۔۔" تانیہ نے دانستہ طور پر جھوٹ بولا کہ ویسے بھی سلجوق کے آنے پر نکاح تو ہو ہی جانا تھا وہ عمر کو جتا دینا چاہتی تھی کہ وہ اکیلی نہیں ہے۔

"ہسبنڈ؟؟ سیر یسلی۔۔۔" عمر کو شاک لگا

"ایک دو روز بعد کیوں اسے لے کر آج ہی آؤ ویسے بھی کل شام تو ہماری واپسی کی فلائٹ ہے۔۔۔" عمر نے سنبھل کر کہا

"وہ ایک کام سے دوسرے شہر گئے ہیں اگر جلد واپس آگئے تو ہم ضرور آئینگے۔۔۔۔" تانیہ نے سنجیدگی سے جواب دیا اور پلٹ کر سیڑھیوں کی طرف بڑھ گئی۔

عمر نے پر سوچ نظروں سے اسے جاتے ہوئے دیکھا پھر خود بھی خاموشی سے فاصلہ رکھ کر احمد کو گود میں اٹھاتے ہوئے اس کے پیچھے چلا تیسری منزل کا کونے والا کمرہ کھول کر تانیہ اندر داخل ہوئی اور عمر اس کے کمرے کا نمبر ذہن نشین کرتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔

تانیہ کو ہوٹل میں اکیلا چھوڑ کر وہ طوفانی رفتار سے گاڑی دوڑاتے ہوئے ہاسپٹل پہنچ گیا تھا۔ برائن کو کال کر کے وہ وکیل اریخ کر کے ہاسپٹل بھیجنے کا پہلے ہی کہہ چکا تھا۔ ریسپنڈنٹ سے زوہان خانزادہ کا پتہ کرتے ہوئے وہ

ایمر جنسی وارڈ کی طرف آیا جہاں ایک بیڈ پر زوہان لیٹا ہوا تھا اس کے چہرے پر خراشیں تھیں اور بانیں بازو پر پلستر چڑھا دیا گیا تھا۔ وکیل کے ساتھ ساتھ ایک پولیس آفیسر بھی ادھر موجود تھا۔

"ہیلو۔۔۔" سلجوق نے اندر داخل ہوتے ہی سب کو مخاطب کیا

"آپ؟" پولیس آفیسر اور وکیل دونوں نے ہی اسے چونک کر دیکھا جو اپنی پرسنلیٹی سے ماحول پر چھایا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔

"بھائی۔۔۔" زوہان اس کی آواز سن کر اٹھا جسے سلجوق نے ہاتھ کے اشارے سے روک کر خود اپنا تعارف پولیس انسپکٹر اور وکیل صاحب سے کروایا۔

"سلجوق صاحب معاملہ سورٹ آؤٹ ہو چکا ہے بس اب آپ کو زوہان صاحب کا چالان بھرنا ہو گا اور پھر آپ انہیں یہاں سے ڈسچارج کروا کر لے جاسکتے ہیں۔۔۔" وکیل نے اسے ساری ایڈیٹ دی

"ہم اوکے آپ چالان دیں میں ابھی بھر دیتا ہوں۔۔۔۔"

"سوری سر! اس وقت پولیس اسٹیشن بند ہو چکا ہے آپ کو کل صبح نوبجے کے بعد آکر ناصر ف چالان بلکہ پیپر ورک بھی سائن کرنا ہو گا۔۔۔" آفیسر نے معذرت کی اور ہاتھ ملا کر وہاں سے رخصت ہو گیا۔

وکیل اور آفیسر کو فارغ کر کے سلجوق، بستر پر لیٹے زوہان کی طرف متوجہ ہوا۔

"کیسے ہو؟ زیادہ چوٹیں تو نہیں آئیں؟" اس نے سوال کیا

"میں ٹھیک ہوں بھائی اور ٹرسٹ می میری غلطی بھی نہیں تھی سامنے والا ڈرائیور ڈرنک تھا۔۔۔" زوہان نے وضاحت کی

"اٹس اوکے۔۔۔" سلجوق نے اسے ری لیکس کیا

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"نوائس ناٹ اوکے آپ کا نکاح تھا میں وہ بھی اٹینڈ نہیں کر پایا۔ آپ کو اور بھابھی کو میری وجہ سے پریشانی ہوئی
۔۔۔۔" وہ نادم ہوا

"کوئی پریشانی نہیں ہوئی اور کیا میں اپنے بھائی کے بغیر نکاح کر سکتا تھا؟؟؟" سلجوق نے سنجیدگی سے کہا۔
"واٹ!! آپ نے آج نکاح نہیں کیا؟ کیوں بھائی؟ یار آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔۔۔" زوہان لیٹے سے
اٹھ بیٹھا

"تمہارے ایکسیڈنٹ کا سن کر میں پریشان ہو گیا تھا بس جلدی سے چلا آیا۔۔۔" سلجوق اپنے ماتھے کو انگلی سے
رگڑتے ہوئے بولا

"بھابھی کدھر ہیں؟؟؟" اس نے سوال کیا

"تانیہ کو میں ادھر ہوٹل میں چھوڑ کر آیا ہوں۔۔۔۔"

"اکیلا!! اوگاڈ بھائی میں کوئی مر تو نہیں گیا تھا جو آپ انہیں اس طرح چھوڑ آئے؟ آپ ابھی واپس جائیں، میں
صبح یہ چالان اور پیپر ورک خود کروالونگا۔۔۔" زوہان ٹھیک ٹھاک پریشان ہوا

"وہ سمجھدار لڑکی ہے اب مزید باتیں نہیں ہم کل صبح ہی یہاں سے روانہ ہونگے اور شام تک ادھر پہنچ کر
مغرب کی نماز کے ساتھ ہی نکاح رکھ لینگے تم آرام کرو میں کینیٹین سے کچھ کھانے پینے کولاتا ہوں۔۔۔" زوہان
کو ہدایت دے کر وہ باہر نکلا سینڈوچ اور کافی کا آرڈر دیا۔ شکر ہے اس ایکسیڈنٹ کی اطلاع پاکستان نہیں پہنچی تھی
ورنہ سب نے پریشان ہو جانا تھا۔

پوری رات ہاسپٹل میں گزار کر صبح سویرے ہی وہ ہاسپٹل کے ڈیوڑ کھیر کر وانی میں لگ گیا تھا وہاں سے فارغ ہو
کر وہ زوہان کو لے کر پولیس اسٹیشن پہنچا ساری کاغذی کارروائی سے فارغ ہو کر اس نے کلائی میں بندھی گھڑی
میں وقت دیکھا تو دن کے گیارہ بج چکے تھے۔ کل سے اتنی بھاگ دوڑ میں اسے تانیہ کو رات میں کال کرنے کا

موقع ہی نہیں ملا تھا ویسے بھی وہ زوہان کے سامنے اسے کال کرنا نہیں چاہتا تھا لیکن اب اس کا دل تانیہ کی آواز سننے کو ہمک رہا تھا۔ زوہان کو گاڑی میں بیٹھنے کا اشارہ کر کے اس نے تانیہ کو فون ملایا۔

چند باتیں کر کے اسے کمرے سے باہر نہ نکلنے کی ہدایت دے کر اس نے فون رکھا وہ اس کی واپسی کا پوچھ رہی تھی تانیہ کی آواز میں گھلی اداسی وہ محسوس کر گیا تھا وہ یقیناً اسے مس کر رہی تھی پر زبان سے کہہ نہیں رہی تھی اسے سر پر اندر دینے کے خیال سے اس نے اپنی آج ہی کے دن واپسی کا ذکر نہیں کیا اور فون بند کر کے گاڑی میں ڈرائیونگ سیٹ پر آکر بیٹھا۔

"بھابھی سے بات کر رہے تھے۔۔۔" زوہان نے شرارت سے پوچھا
 "تم آرام سے سیٹ پیچھے کر کے بیٹھ جاؤ تا کہ درد نہ ہو۔۔۔" وہ گاڑی اسٹارٹ کر کے زوہان کا سوال ان سنا کرتے ہوئے نرمی سے بولا

"برو! تانیہ بھابھی نے آپ کو بدل دیا ہے آپ مسکرانے لگے ہیں۔۔۔" زوہان نے تانیہ کو سراہا
 "تو اس سے پہلے کیا میں تمہیں کاٹتا تھا؟؟" سلجوق نے اسے گھورا

"آپ سے بات کرتے ہوئے ہمیشہ ہی ایک ڈر سا لگتا تھا کہ بس اب پڑی کہ اب۔۔۔ لیکن سیانے سچ کہتے ہیں
 محبت اچھے اچھوں کو نیک بچہ بنا دیتی ہے۔۔۔" زوہان ہنسا
 "مجھے اس سے محبت نہیں ہے۔۔۔" سلجوق نے اسپید تیز کی

"ہیں!! محبت نہ ہونے پر اگر آپ کا یہ حال ہے تو محبت ہونے پر کیا ہو گا؟؟ ویسے کیا بھابھی کو پتہ ہے کہ آپ ان سے محبت نہیں کرتے؟؟ یا یہ خبر میں ان تک پہنچا دوں؟؟" زوہان نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔
 "بتا دینا اسے اور مجھے اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔" سلجوق سکون سے بولا

"یار آپ دونوں کیا چیز ہیں بلکہ عجوبہ یعنی آپ کو محبت کے ہونے یا نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا تو پھر یہ اتنی جلدی نکاح کیوں کر رہے ہیں؟ کیوں خود کو باؤنڈ کر رہے ہیں؟؟" زوہان نے سنجیدگی سے سوال کیا۔

"یہ پیار، عشق، محبت یہ سب شادی کے بعد اچھے لگتے ہیں ہاں مجھے اس کا احساس ہے، اس کی ہنسی مجھے اچھی لگتی ہے اس کا رونا مجھے تکلیف دیتا ہے اور اس سے پہلے میرے جذبات اس کیلئے کنٹرول سے باہر ہو جائیں بہتر ہے نکاح کر لیا جائے پھر وہ میری محرم ہوگی اور محرم سے محبت تو کیا عشق بھی کیا جاسکتا ہے۔۔۔"

سلجوق کی نظروں میں تانیہ کا گلاب چہرہ ابھر آیا تھا

گاڑی ایک سو بیس کی رفتار سے ہائے وے پر دوڑ رہی تھی وہ جلد از جلد اوٹاوا پہنچنا چاہتا تھا۔

پانچ گھنٹے کا سفر تین گھنٹے میں طے کر کے وہ اوٹاوا کی حدود میں داخل ہو چکے تھے شام کا سورج ڈھلنے کو تھا جب سلجوق نے اپنی بیوک ہوٹل کی پارکنگ میں روکی۔

"زوہان تم ادھر ہی روکو اور مولانا صاحب کو کال کر کے انتظامات کرو اور تب تک میں تانیہ کو لے کر آتا ہوں۔۔۔" وہ زوہان کو ہدایات دے کر گاڑی سے اتر ا۔

دوراتوں سے وہ مسلسل سفر میں تھا تھکن سے اس کا برا حال ہو چکا تھا لیکن تانیہ کا ساتھ پانے کی خوشی، اسے اپنا بنانے کے احساس نے اس کے اندر ایک جوش ایک ولولہ سا پیدا کر دیا تھا۔

"وہ جب اسے اچانک اپنے سامنے دیکھے گی تو کتنے رنگ اس کے چہرے پر اتریں گے۔۔۔۔" یہ سوچ اس کے وجیہ چہرے پر مسکراہٹ لے آئی اور وہ لمبے لمبے قدم اٹھاتے ہوئے لفٹ سے نکل کر اپنے کمرے کی طرف بڑھا دروازے پر پہنچ کر جیب سے چابی نکالا اور دروازہ کھول دیا۔۔۔

عمر سالار! ایک ایسا انسان جس نے آج تک خود کو سب سے اعلا، سب سے برتر جانا تھا اور اسی احساس برتری میں مبتلا ہو کر اس نے تانیہ کے ساتھ اپنا رشتہ، بچپن کا رشتہ توڑ دیا تھا۔ کم عمر تانیہ اسے اپنے قابل نہیں لگتی تھی اور وہ آگے بڑھ گیا تھا لیکن آج تانیہ کو دیکھ کر وہ حیران رہ گیا تھا۔ وہ اب ایک بھرپور خوبصورتی کے تمام معیار پر پوری اترتی ہوئی لڑکی تھی جسے ماضی میں وہ بری طرح ٹھکر اچکا تھا اور منگنی ٹوٹنے کے بعد وہ کیسے خوش رہ سکتی تھی؟ زندگی میں آگے کیسے بڑھ سکتی تھی؟ اسے تو عمر سالار کے غم میں جوگ لے لینا چاہئے تھا نہ کہ خود کو اتنا گروم کر کے کسی سے شادی کر کے وہ اپنی زندگی آگے بڑھا چکی تھی یہ اس کی، عمر سالار کی نفی تھی۔ شاید اندر دور کہیں اس کے لاشعور میں یہ بات چھپی تھی کہ چاہے کچھ بھی ہو جائے تانیہ ساری زندگی اس کے نام پر بیٹھی رہے گی، اب اس کی مردانہ انا کو اپنی سابقہ بچپن کی منگیتر کو کسی اور کے ساتھ برداشت کرنا مشکل ہو رہا تھا۔ وہ سگریٹ کے کش پہ کش لگا رہا تھا اور خود بھی سگریٹ ہی کی طرح سلگ رہا۔

"تانیہ تمہیں کوئی حق نہیں کہ تم مجھے، ہمارے رشتے کو فراموش کر کے کسی اور کی ہو جاؤ۔۔۔" وہ بڑبڑایا احمد کو تو وہ پہلے ہی امی کے روم میں چھوڑ آیا تھا اور اس نے ان سے تانیہ کا کوئی ذکر نہیں کیا تھا۔ ایک فیصلہ کر کے وہ اٹھا اور سگریٹ ایش ٹرے میں مسل کر کمرے سے باہر نکلا اس کا رخ تانیہ کے کمرے کی طرف تھا۔ تانیہ کے دروازے کے باہر رک کر اس نے لابی میں چاروں طرف دیکھا شام ڈھل رہی تھی پورا کوریڈور سنسان پڑا تھا اس نے آگے بڑھ کر تانیہ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔

تانیہ اتنے عرصے بعد عمر سالار کو اس طرح سے اچانک سامنا ہونے پر دوبارہ دیکھ کر حیران رہ گئی تھی۔ یہ وہ شخص تھا جسے وہ دوبارہ کبھی بھی نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔ بڑی مشکل سے خود کو سنبھالتے ہوئے وہ اپنے کمرے میں

آئی، عمر سالار اسے جن نظروں سے دیکھ رہا تھا وہ تانیہ کی برداشت سے باہر تھا کمرے میں آکر اس نے روم فرج سے پانی نکال کر پیا۔ ماضی کا یہ بھولا ہوا ورق اچانک ہی سے اس کے سامنے آگیا تھا اور اس نے تو ابھی تک سلجوق خانزادہ کو بھی اپنی زندگی کے اس تلخ باب کے متعلق کچھ نہیں بتایا تھا ایک دوبار بتانے کی کوشش ضرور کی تھی لیکن سلجوق نے سنا ہی نہیں تھا لیکن اب وقت آگیا تھا کہ وہ سلجوق کو ایک ایک بات، ماضی کا ایک ایک زخم نکاح سے پہلے دکھا دیتی۔

وہ اضطرابی کیفیت میں گھری کمرے میں چکر پر چکر لگائے جا رہی تھی تھک ہار کر اس نے سوٹ کیس سے آرام دہ ٹراؤزر اور شرٹ نکالی اور جا کر گرم پانی کے شاور کے نیچے کھڑی ہو گئی۔ گرم گرم پانی اس کی ساری تھکاوٹ اتار رہا تھا ایک طویل شاور لے کر وہ واش روم سے باہر نکلی اور تولیہ سے اپنے بال جھٹک کر سکھانے لگی لمبے نم بالوں کو پشت پر ڈال کر اس نے اپنا سیل فون اٹھایا شام کے چھ بج چکے تھے اس کا ارادہ سلجوق کو فون کرنے کا تھا ابھی وہ فون کو ہاتھ میں لے کر دیکھ ہی رہی تھی کہ اس کا دروازہ بجا۔

"کون ہے۔۔۔" اس نے دروازے کے پاس آکر پوچھا

"تانیہ امی کی طبیعت بہت خراب ہو گئی ہے تم یہ احمد کو سنبھالو میں انہیں ہاسپٹل لے کر جا رہا ہوں۔۔۔" عمر سالار کی پریشان گھبرائی ہوئی آواز دروازے کے پار سے ابھری

"پھپھو۔۔۔" تانیہ نے زیر لب دھرایا اور جلدی سے بنا سوچے سمجھے دروازہ کھول دیا۔

دروازے کے کھلتے ہی عمر تیزی سے تانیہ کو دھکیلتے ہوئے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر چکا تھا۔

"آپ! اس طرح! احمد کدھر ہے؟؟" تانیہ نے دو قدم پیچھے ہٹتے ہوئے پوچھا

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"بے بی! اٹس ٹو گڈ ٹو سی یو ڈار لنگ!! آؤ ہم مل کر چند خوشگوار لمحے ساتھ گزارتے ہیں۔۔۔" عمر نے اس کا ہاتھ پکڑا

"میں آپ کو پہلے بتا چکی ہوں کہ اب ہمارے بیچ کچھ نہیں رہا ہے سب ختم ہو چکا ہے تو پھر آپ کیوں ادھر آئے ہیں؟ چلے جائیں اس سے پہلے میں پولیس کال کروں۔۔۔" اس کی آواز غصہ اور تیش سے کانپ رہی تھی۔ وہ سلجوق خاندان کی محبت میں گرفتار ہو چکی تھی اس سے پیار کرنے لگی تھی اور اب اس طرح عمر سالار کا اس کے سامنے آنا اسے اچھا خاصہ اپ سیٹ کر گیا تھا۔ اس کا اور سلجوق کا کوئی مقابلہ ہی نہیں تھا۔ مانا کہ عمر بہت اٹریکٹو تھا لیکن سلجوق جیسا ہینڈ سم نہیں تھا اور نہ ہی اسے سلجوق کی طرح رشتوں کی عزت کرنا آتا تھا۔ سلجوق اس کی زندگی میں ایک بہار کا جھونکا بن کر چھا چکا تھا وہ ایسا آدمی تھا جو عزت کرنا اور کروانا دونوں جانتا تھا۔

"تانیہ! مائی لو میں ایک آزاد آدمی ہوں میری بیوی مرچکی ہے، ویسے بھی وہ تمہارے جیسی پرکشش اور حسین نہیں تھی اب میں تم سے شادی کر کے ہمارے ٹوٹے ہوئے رشتے کو جوڑنا چاہتا ہوں۔۔۔" عمر نے اپنا ارادہ بتاتے ہوئے اس کے سر پر ایک بھرپور نظر ڈالی

"میں شادی شدہ۔۔۔۔۔" تانیہ نے کہنا چاہا

"شش مجھے اچھی طرح پتہ ہے تم کوئی شادی شدہ عورت نہیں ہو۔۔۔" عمر نے اس کی بات کاٹی

"اور اگر ہوتی بھی تو میں تمہاری ڈائورس کروادیتا کہ تمہیں سعید ماموں میرے نام کر کے گئے تھے تم صرف میری ہو۔۔۔"

"تمہیں ایسا کیوں لگا کہ میرے ڈیڈ مجھے تمہارے نام کر کے گئے تھے؟؟" تانیہ کا خون کھول اٹھا

"لسن مسٹر عمر! تم میری اور میرے ڈیڈ کی زندگی کا ایک بھیانک خواب ہو، تم قاتل ہو میرے ڈیڈ کے اور تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ یہاں سے دفعہ ہو جاؤ ورنہ۔۔۔" تانیہ نے شرارے اگلتی نگاہوں سے اسے دیکھا "ورنہ کیا؟؟ مجھے دھمکاتی ہے تیری اتنی مجال۔۔۔" عمر نے تیزی سے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالا ہی تھا کہ تانیہ نے پاس رکھا بھاری شوپیس اٹھایا اس سے پہلے وہ عمر کا سر پھاڑ دیتی دروازہ کھلا اور سلجوق خانزادہ اندر داخل ہوا۔ "سلجوق آپ۔۔۔۔" تانیہ نے پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھا جس کی آنکھوں میں کمرے کا منظر دیکھ کر لہو اتر آیا تھا

"اوہ تمہارا نیا پارٹنر آگیا میں چلتا ہوں۔۔۔" عمر تیزی سے تانیہ سے الگ ہوا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ عمر کے جاتے ہی سلجوق نے سرد نظروں سے تانیہ کو دیکھا اور بنا ایک بھی لفظ کہے کمرے سے باہر نکلنے لگا "سلجوق پلیز! آپ میری بات تو سنیں۔۔۔" تانیہ تیزی سے اس کے سامنے آئی، سلجوق کا چہرہ غصہ کی شدت سے سرخ پڑ گیا تھا، اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے وہ بڑی مشکل سے خود پر کنٹرول کر رہا تھا۔ "آپ جیسا سمجھ رہے ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔" تانیہ نے ہمت کر کے بات شروع کی "اکیلے کمرے میں ایک غیر مرد کے ساتھ، یہ کھلے نم بال بنا دوپٹے کہ تمہارا یہ دعوت دیتا سراپا۔ میں سب سمجھ رہا ہوں۔۔۔" وہ جبرے بھینچ کر بولا اس کی ہڈیوں کے کڑکنے کی آواز تانیہ کی ریڑھ کی ہڈی میں ایک سرد لہر دوڑا گئی تھی

"میں تمہیں اکیلا چھوڑ کر جانے پر بہت شرمندہ تھا اسی لیے بھاگا بھاگا بنار کے، بنا آرام کیے تمہیں سر پر انز دینے چلا آیا اور۔۔۔۔ تم نے تو مجھے ہی سر پر انز کر دیا۔۔۔" وہ دائیں ہاتھ سے تانیہ کو ہٹاتے ہوئے تیزی سے باہر نکل گیا۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk

"سلجوق پلیمیری بات سیں"۔۔۔۔۔ تانیہ نے دروازے پر کھڑے ہو کر اسے پکارا پر سب بے سود ٹھہرا وہ بنا
رکے چلا گیا تھا۔

سلجوق کے جانے کے بعد زوہان کو یاد آیا کہ اس نے مولوی صاحب کا فون نمبر تو لیا ہی نہیں تو انہیں کال کیسے
کرے؟ وہ تیزی سے گاڑی سے اتر ا سلجوق کے پیچھے بھاگا لیکن سلجوق برو کو تو شاید ہونے والی بھا بھی جی سے ملنے
کی کچھ زیادہ ہی جلدی تھی کہ وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا۔ زوہان نے لفٹ کے آنے پر وہی فلور نمبر دبایا
جہاں یہ چند لمحے پہلے رکی تھی تھرڈ فلور پر اترے ہی اسے سلجوق ایک کونے والے کمرے کو کھول کر اندر جاتا
نظر آیا وہ تیزی سے آگے بڑھا جب ایک لمبا تقریباً تیس بتیس سال کا خوش شکل آدمی اس کمرے سے نکل کر
لفٹ کی طرف آتا نظر آیا۔

"امی! ایسی آگ لگائی ہے کہ دل خوش ہو گیا کوئی بھی غیرت مند آدمی ایسی لڑکی کے ساتھ رشتہ نہیں رکھے گا
اور پھر بس میں اور آپ آرام سے تانیہ پر، اس کے ہوٹل پر قابو پا لینگے۔۔۔۔۔" وہ کسی کو فون پر بتا رہا تھا
زوہان نے حیرت سے اسے دیکھا اور تیزی سے کمرے کی طرف بڑھا اس سے پہلے وہ دروازہ کھول کر اندر جاتا
غصہ میں تپتا ہوا سلجوق باہر نکلا اور اس کے پیچھے پیچھے ننگے پیر تانیہ باہر نکلی وہ اسے پکار رہی تھی لیکن سلجوق
رکے بغیر لفٹ میں داخل ہو کر غائب ہو گیا۔

زوہان کی چھٹی حس کچھ بہت ہی غلط ہونے کا اشارہ کر رہی تھی اس کی سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ سلجوق کے پیچھے جائے
یا تانیہ سے ملے۔ ایک منٹ کے اندر اندر اس نے سلجوق کے پیچھے جانے کا فیصلہ کیا کہ اس جنونی آدمی کو روکنا

ضروری تھا وہ لفٹ سے نکل کر دوڑتا ہوا گاڑی تک پہنچا لیکن غصہ میں بھرا سلجوق اسے دیکھے بنا تیزی سے گاڑی نکال کر چلا گیا تھا۔

زوہان نے واپس پلٹ کر تانیہ کے پاس جانے کا فیصلہ کیا وہ اوپر کمرے کی طرف آیا تو دروازہ کھلا ہوا تھا اور تانیہ وہی چوکھٹ پر ساکت کھڑی تھی اس کی آنکھیں شدت غم سے سرخ ہو رہی تھی جسم کپکپا رہا تھا۔ زوہان آہستگی سے چلتا ہوا اس کے پاس آیا وہ پاکستان میں کئی پارٹیز میں پہلے بھی مل چکے تھے تانیہ اسے جانتی تھی۔

"تانیہ بھابھی۔۔۔" اس نے تانیہ کو ادب سے مخاطب کیا

تانیہ جو ابھی تک سلجوق کے اس طرح اس پر اعتماد نہ کرنے، اس کی بات سننے بغیر، اس کے آنسوؤں کی پروا کیے بغیر جانے پر شک ڈھالت میں دروازے پر ساکت کھڑی تھی زوہان کی آواز سن کر چونک گئی

"میں آپ کی بھابھی نہیں ہوں۔۔" وہ سختی سے بولتے ہوئے اندر پلٹی اس سے پہلے وہ دروازہ بند کرتی زوہان نے تیزی سے ہاتھ رکھ کر دروازہ کو روکا

"بہن تو ہیں نا؟؟؟" یہ کہہ کر وہ اندر آگیا

"تانیہ آپ! یہاں کیا ہوا تھا؟ وہ آدمی کون تھا جو آپ کے اور بھائی کے رشتے میں جان کر آگ لگا گیا ہے۔۔"

زوہان نے بیڈروم فرج سے پانی کی بوتل نکال کر تانیہ کی طرف بڑھائی۔

"کچھ نہیں بس میں ہی غلط لڑکی ہوں۔۔۔" تانیہ سسکا اٹھی

"آپ میری بہن ہیں، بھابھی ماں ہیں اور آپ کبھی بھی غلط نہیں ہو سکتی ہیں۔۔" زوہان نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا

تانیہ نے ڈبڈبائی ہوئی نم آنکھوں سے اسے دیکھا اور پھر کھڑی ہو گئی اب وہ اپنا سوٹ کیس پیک کر رہی تھی۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"میں پہلی فلائٹ سے اپنے گھر پاکستان واپس جارہی ہوں۔۔۔۔" تانیہ نے آنسو پوچھ کر خود کو سنبھالا

"کیوں؟ پلیز ایسا مت کریں۔۔۔" زوہان نے اس کے ہاتھ سے سوٹ کیس گھسیٹا

"جب سلبجوق ہی مجھے بنا کوئی بات سنے چھوڑ گئے ہیں تو اب کون سے رشتے سے میں ادھر رہوں۔۔۔۔" تانیہ نے سوال کیا

"بھائی کا غصہ ٹھنڈا ہو گا تو وہ واپس آجائیں گے۔۔" زوہان نے سمجھانا چاہا

"تو کیا اب میری یہی اوقات رہ گئی ہے کہ میں غصہ ٹھنڈا ہونے کا انتظار کروں؟؟؟" تانیہ نے زخمی لہجے میں بولتے ہوئے زوہان کو دیکھا

"کیا میری کوئی عزت، کوئی انا نہیں ہے؟ کہ جو جب چاہے دھتکار دے اور جب چاہے اپنا لے؟ کیا میں اسی

قابل ہوں کہ ہر بار مجھے، میرے کردار کو نشانہ بنایا جائے؟؟؟" تانیہ پھٹ پڑی

"آپی پلیز۔۔۔" زوہان نے تاسف سے اسے دیکھا

"نہیں زوہان میں اب ایک منٹ بھی ادھر رکی تو میرا نروس بریک ڈاؤن ہو جائیگا میں جارہی ہوں۔۔۔" وہ اپنا

پرس اٹھا کر جو تا پہنتے ہوئے بولی

"اچھا رکیں میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔۔۔۔" زوہان نے ہار مان لی اور کمرے کے دروازے پر کھڑا ہو

گیا

"میں لابی میں آپ کا ویٹ کر رہا ہوں آپ آرام سے سامان لے کر آجائیں۔۔۔" زوہان نے سنجیدگی سے کہا اور

باہر نکل گیا

سامان تھا ہی کتنا بس ایک سوٹ کیس جو وہ پہلے ہی پیک کر چکی تھی کچھ سوچ کر اس نے سوٹ کیس کھولا اور برائے کی پارٹی والا سلجوق کا دایا ہوا پارٹی ڈریس نکال کر بیڈ پر سلیقے سے رکھا۔ سلجوق کے سامان میں سے اپنا پاسپورٹ نکال کر اپنے پرس میں رکھا۔ اب صرف انگوٹھی بچی تھی جو کسی بھی صورت اس کی انگلی سے نہیں اتر رہی تھی تھک ہار کر اس نے اپنا سوٹ کیس دوبارہ کھولا اور پیسوں کا لفافہ (وہ پیسے جو اس نے اپنا زیور گروی رکھ کر لیے تھے) نکالا اور پھر اپنے گلے میں پڑی بھاری چین اور ٹاپس جو اس کی ماں کی نشانیاں تھیں اتار کر اس پیسوں والے لفافے میں رکھ کر بیڈ پر سوٹ کے اوپر ایک نوٹ کے ساتھ رکھ دیا۔

ڈبڈبائی ہوئی نظروں سے اس ہنی مون سویٹ روم پر نظر ڈالتے ہوئے وہ اپنا سوٹ کیس اٹھا کر کمرہ لاک کر کے باہر نکل گئی۔ باہر لابی میں لفٹ کے پاس ہی زوہان اس کا انتظار کر رہا تھا اسے آتا دیکھ کر اس نے آگے بڑھ کر اپنے ایک ہاتھ سے اس کا سوٹ کیس اٹھانا چاہا۔

"اُس اوکے میں اپنا بوجھ خود اٹھانے کی عادی ہوں۔۔۔" تانیہ نے نرمی سے اسے منع کیا اور سوٹ کیس گھسیٹتے ہوئے لفٹ میں داخل ہو گئی۔

ہوٹل سے انہوں نے ایک ٹیکسی ہائر کی اور ایئر پورٹ کی طرف نکل گئے کئی فلائٹس پاکستان جاتی تھی اور تانیہ نے سوچ لیا تھا کسی بھی قیمت پر، جس بھی فلائٹ میں اسے جگہ ملے وہ قبول ہے وہ ایک لمحہ بھی ادھر رکنا نہیں چاہتی تھی۔

وہ غصہ میں بپھرا ہوا کمرے سے نکل کر سیدھا گاڑی میں بیٹھ کر ہوا ہو گیا تھا۔ ایک مرد کیلئے سب سے اہم اس کی عزت اور غیرت ہوتی ہے اور غیرت کے نام پر تو بڑے بڑے قتل ہو جاتے ہیں۔ تانیہ کو اس طرح ایک غیر مرد کے ساتھ دیکھنا آسان نہیں تھا اسے تانیہ پر، اس کے کردار پر مکمل بھروسہ تھا لیکن ایک غیر مرد کمرے

کے اندر کیوں آیا؟ کیسے آیا؟ یہ سوال اس کے دماغ پر ہنھوڑے کی طرح ضربیں لگا رہا تھا۔ کوئی ایسے ہی تو کمرے میں نہیں گھس سکتا اگر وہ دروازے تک آیا بھی تھا تو تانیہ نے ایک انجان غیر مرد کیلئے دروازہ کیوں کھولا؟۔ اس کا سر درد سے پھٹا جا رہا تھا۔

وہ دو گھنٹے ڈرائیو کر کے اسی جنگل میں آ گیا تھا اور اب آبشار کے پاس سرد موسم سے بے نیاز سگریٹ کے ساتھ خود بھی سلگ رہا تھا۔ دن ڈھل چکا تھا رات کی سیاہی اپنے پر چاروں طرف پھیلا چکی تھی ہلکی ہلکی سی برف باری شروع ہو گئی تھی پر اس سب سے بے نیاز وہ پتھر سے ٹیک لگائے بیٹھا ہوا تھا۔

وہ ہمیشہ سے لڑکیوں سے دور رہا تھا اسے اس قوم میں انٹرسٹ ہی نہیں تھا۔ مگر تانیہ نے اسے اٹریکٹ کیا۔ تانیہ اس کی زندگی میں آنے والی پہلی لڑکی تھی جس کے کردار کی مضبوطی نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا تھا وہ آنکھیں بند کر کے اس کے کردار کی گواہی دے سکتا تھا لیکن۔۔۔۔۔

بس یہ لیکن ہی سارے فساد کی جڑ بن گیا تھا صبح کا اجالا پھلتے ہی اس نے تانیہ سے بات کلئیر کرنے کا ارادہ کیا اور کھڑا ہو گیا۔ گاڑی میں بیٹھ کر ڈیش بورڈ پر پڑا اپنا سیل فون اٹھایا جو بیٹری ڈاؤن ہونے کی وجہ سے ڈیڈ پڑا تھا۔ فون کو اس نے دوبارہ ڈیش بورڈ پر پھینکا اور گاڑی اسٹارٹ کر کے ہوٹل کی طرف ڈرائیو کرنے لگا۔

ہوٹل کی پارکنگ میں بیوک کھڑی کر کے وہ اندر بڑھا ہی تھا جب لابی سے اسے گزرتا ہوا دیکھ کر عمر سالار اس کے پاس آیا۔

"گڈ مارننگ۔۔۔۔۔" عمر سالار نے بغور اس کے تھکے تھکے انداز کو دیکھا

"تم۔۔۔" سلجوق نے اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو نظر انداز کیا اور آگے بڑھا

"مجھے تمہیں ہمارے مطلب میرے اور تانیہ کے معلق کچھ بتانا ہے۔۔۔۔۔" عمر نے جلدی سے کہا

آگے بڑھتے ہوئے سلجوق خاندان کے قدم ٹھم گئے وہ پلٹا

"مسٹر مجھے ایک تھرڈ پرسن سے کچھ نہیں سننا اور آئندہ تانیہ کا نام تمہاری زبان پر نہیں آنا چاہیے انڈر اسٹینڈ

۔۔۔" وہ تنبیہ کرتے ہوئے بولا

عمر سالار نے ایک نظر ماحول پر چھائے ہوئے بھرپور مردانہ شخصیت کے حامل سلجوق خاندان کو دیکھا جس کا

انداز، لباس، رکھ رکھاؤ اس کی امارت ظاہر کر رہا تھا۔

"تانیہ میری بچپن کی منگیتر ہے بس بیچ میں کچھ ناراضگی ہو گئی تھی جو وہ روٹھ کر تمہاری طرف متوجہ ہو گئی لیکن

اب ہم جلد شادی کر لینگے اس لیے بہتر ہے تم اسے ڈائیورس دے دو۔۔۔" عمر سالار نے آگ لگائی

"ہم۔۔۔" سلجوق نے سنجیدگی سے اسے دیکھا

سلجوق کو ٹھٹک کر اپنی بات سنتے دیکھ کر عمر کا حوصلہ بڑھا

"وہ میرے ماموں کی بیٹی ہے جو اس کی حرکتوں کی وجہ سے انتقال کر گئے لیکن کیا کریں ہے تو ہمارے خاندان

سے اور اب اسے اپنی غلطیوں کا احساس بھی ہو رہا ہے تو اس لیے بہتر ہے اب آپ ہمارے درمیان سے نکل

جائیں۔۔۔" عمر سالار نے تڑپ کا پتہ پھینکا۔

سلجوق نے تاسف سے تانیہ کے اس سوکا لڈ منگیتر پلس کزن کو دیکھا جو ڈائیورس کی بات کر رہا تھا، جسے یہ تک

معلوم نہیں تھا کہ تانیہ ابھی اس کی بیوی نہیں ہے لیکن دور اندر کہیں اسے یہ اطمینان ہو گیا تھا کہ تانیہ نے اسے

اپنا شوہر انٹروڈیوس کروایا تھا یعنی وہ صرف اور صرف اس کی تھی۔

سلجوق خاندان کا باوقار انداز میں چلتا ہوا عمر سالار کے سامنے آیا۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"کسی نیک عورت پر تمہمت لگانے کی سزا جانتے ہو؟؟ نہیں جانتے ہو گے کیونکہ یہ وہی جان سکتے ہیں جن کی

پرورش نیک ہاتھوں میں ہوئی ہو۔۔۔۔" وہ سر دلہے میں بولا

"ہاؤڈیئریو۔۔۔" عمر سالار نے غصہ سے اسے دیکھا

"تانیہ کا نام بھی اب تمہاری زبان پر نہیں آنا چاہیے ورنہ گارنٹی دیتا ہوں کہ تم دوسرا سانس نہیں لے سکو گے

۔۔۔" سلجوق نے اس کا کالر پکڑ کر جھٹکا دیتے ہوئے سنجیدگی سے اسے دھمکی دی

"اسے خالی دھمکی مت سمجھنا میں صرف کہتا ہی نہیں بلکہ عمل بھی کرتا ہوں۔ خازادہ فیملی کا نام تو تم نے سنا ہی

ہو گا۔۔" سلجوق نے اسے ناپسندیدگی سے گھورتے ہوئے وارن کیا۔

پاکستان کے مشہور ترین سیاسی بااثر فیوڈل خاندان کو کون نہیں جانتا عمر سالار کے کندھے جھک گئے وہ خازادہ

فیملی سے ٹکریلینا تو دور کی بات الجھنے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

سلجوق اوپر اپنے کمرے میں آیا جو اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا اس نے لائٹ آن کی پورا کمرہ خالی پڑا بھائیں بھائیں

کر رہا تھا وہ واش روم کی طرف بڑھا وہ بھی خالی تھا بالکونی چیک کی، تانیہ کہیں نہیں تھی وہ چلتا ہوا بیڈ تک آیا

جہاں تانیہ کا ڈریس اور اس پر رکھا ایک لفافہ اس کا منہ چڑا رہا تھا اس نے لفافہ اٹھایا۔

"کمزور رشتے بنانے سے بہتر ہوتا ہے کہ انہیں توڑ دیا جائے میں چاہ کر بھی آپ کی دی ہوئی انگوٹھی اپنی انگلی سے

نہیں اتار پائی اس لیے اس کی قیمت ادا کر رہی ہوں۔۔۔" اس نے لب بھینچتے ہوئے لفافے کے اندر دیکھا

جہاں تانیہ کی چین، ٹاپس اور رقم اس کی نظروں میں چھ رہی تھی۔

"یہ تم نے اچھا نہیں کیا بجائے بات کرنے کے، میرا انتظار کرنے کے، تم یہ رشتہ میرے منہ پر مار کر چلی گئی بس

یہی حیثیت تھی اس رشتے کی، میری محبت کی تمہاری نظر میں؟؟" وہ سلگ اٹھا

لفافہ کو واپس بیڈ پر پھینک کر اس نے اپنا سیل فون نکال کر چارج پر لگایا فون کے چارج پر لگتے ہی دھڑادھڑ نوٹیفکیشن آنے شروع ہو گئے بیس تیس کے قریب تو زوہان کی مسد کال تھیں۔

وہ ابھی فون ہاتھ میں لئے کھڑا تھا جب دوبارہ سے زوہان کی کال آنا شروع ہو گئی۔

"کیا بات ہے؟ کیوں تنگ کر رہے ہو؟؟؟" وہ فون اٹھا کر دھاڑا تانیہ پر آیا سارا غصہ زوہان پر نکل رہا تھا۔

"برو! کل سے آپ کو فون کر رہا ہوں آپ کدھر ہیں؟؟؟" زوہان نے سوال کیا

"کیوں؟ کیوں فون کر رہے ہو؟" سلجوق تھکے ہارے انداز میں بیڈ پر بیٹھ گیا

"بھائی! آپ کو اس طرح تانیہ سسٹر کو چھوڑ کر نہیں جانا چاہیے تھا۔

"سسٹر؟" سلجوق نے حیرت سے دہرایا کہ وہ زوہان کے منہ سے تانیہ کیلئے بھابھی کا لفظ سنتا چلا آیا تھا۔

"سوری بھائی! تانیہ آپ نے کہا ہے کہ انہیں ایسے کسی رشتے سے نہ پکارا جائے جو بننا ممکن نہیں ہے۔۔۔" زوہان

نے سنجیدگی سے کہا

"وہ کہاں ہے؟" سلجوق نے بائیں ہاتھ سے اپنی کنپٹی دباتے ہوئے سوال کیا

"وہ کل شام کی فلائیٹ سے واپس پاکستان چلی گئی ہیں۔۔۔" زوہان نے انفارم کیا

"واٹ۔۔۔۔" وہ چونک کر سیدھا ہوا سر کا درد مزید بڑھ گیا تھا آنکھیں لہو رنگ ہو رہیں تھیں۔

"وہ کسی طور بھی رکنے کو تیار نہیں تھیں ویسے بھی جوان کی حالت تھی اگر وہ رک بھی جاتیں تو نروس بریک

ڈاؤن ہو جانا تھا اور آپ کو میں بار بار فون کر رہا تھا پر آپ نے فون نہیں اٹھایا۔۔۔" وہ تفصیلات بتانے لگا

"تم ساتھ ہو اس کے؟" سلجوق نے ساری باتیں نظر انداز کرتے ہوئے سوال کیا

"میں کیسے ساتھ جاتا؟ میرا سامان پاسپورٹ سب تو آپ کی گاڑی میں تھا۔ میں تو ناچاہتے ہوئے بھی انہیں اکیلا

زوہان کی بات سنتے ہی سلجوق کا دماغ بھک سے اڑ گیا

"فون نہیں اٹھا رہا تھا لیکن میں مر ا تو نہیں تھا جو تم نے اسے اکیلے جانے دیا؟ او گاڈ زوہان یہ تم نے کیا کیا۔۔۔"

سلجوق خانزادہ کو اپنی کوتاہی کا اندازہ ہو رہا تھا

"آپ فکر مت کریں میں نے بابا سائیں کو فون کر دیا تھا وہ انہیں ایئر پورٹ سے خود پک کر کے گھر تک چھوڑ

دیئے۔" زوہان نے سنجیدگی سے کہہ کر فون رکھ دیا

ابھی تو محبت کا امتحان باقی تھا

ابھی تو ابتداء عشق تھا

ابھی تو انتہا تک جانا تھا

ابھی تو نامحرم سے محرم تک کا سفر باقی تھا

ابھی تو وعدہ و فاء پہ یقین کرنا باقی تھا

ابھی تو دھڑکنوں کو جڑنا تھا

ابھی تو وصل محبت باقی تھی

ابھی تو محبت کا اقرار کرنا تھا

پھر یہ ستم کیوں کیا تو نے

وعدہ وفا کیوں توڑا تو نے

دیکھا کر خواب الفت کہ

سب پتہ تھا تم کو پھر بھی
 تنہائی کہ سمندر میں تنہا چھوڑا مجھے
 یہ بھی قبول ہے ہم کو
 تیرا ستم میری جان
 (شیخ اقرانور)

اٹھار اگھٹنے کی طویل فلائٹ کے بعد وہ تھکی ہاری کراچی انٹرنیشنل ایئرپورٹ سے اپنا سوٹ کیس گھسیٹتے ہوئے
 امیگریشن کاؤنٹر پر آئی تو اس کا پاسپورٹ چیک کرتے ہی آفیسر نے اسے سلام کیا۔

"میم آپ میرے ساتھ آئے۔۔۔۔۔" وہ عزت سے اسے اپنے ساتھ آنے کا کہہ کر کھڑا ہوا

"پر کیوں؟ میرے تو سارے ڈاکو مینٹس لیگل ہیں" وہ ابھی

"میم آپ پریشان نہیں ہوں آپ سر شاہ زیب خانزادہ کی گیسٹ ہیں وہ آپ کا ادھروی آئی پی لاؤنچ میں ویٹ
 کر رہے ہیں۔۔۔۔۔" وہ تمیز سے کہتا ہوا اس کا پاسپورٹ تھانے سوٹ کیس اٹھا کر آگے بڑھ گیا

شاہ زیب خانزادہ تو سلجوق کے بابا سائیں تھے وہ پہلے بھی ایک دو بار ان سے مل چکی تھی لیکن اس وقت ان کی

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
سامنے ہی لاؤنچ میں بارعب سے دراز قد پرکشش شخصیت کے حامل شاہ زیب خانزادہ اپنے باڈی گارڈ کے ساتھ

اس کا انتظار کر رہے تھے وہ چلتی ہوئی ان کے پاس آئی

"سر آپ کی گیسٹ۔۔۔" آفیسر نے ادب سے تانیہ کا

پاسپورٹ اسے پکڑاتے ہوئے شاہ زیب خانزادہ کو مخاطب کیا اور اجازت لے کر واپس اپنی سیٹ پر چلا گیا
"گڈ ایوننگ سر۔۔۔" تانیہ نے تکلف سے انہیں مخاطب کیا وہ انہیں اس وقت یہاں دیکھ کر شدید ترین حیرت
کا شکار تھی۔

تانیہ کے تھکے ہوئے پر تکلف انداز کو بغور دیکھتے ہوئے انہوں نے شفقت سے آگے بڑھ کر اس کے سر پر ہاتھ
رکھا

"سفر کیسا گزرا؟ کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی؟" انہوں نے تانیہ سے بات کرتے ہوئے اپنے گارڈ کو اس کا سوٹ
کیس اٹھانے کا اشارہ کیا۔

"نہیں سر!" وہ ان کے ساتھ چلتی ہوئی سوچوں میں ڈوبی الجھی ہوئی ایئر پورٹ سے باہر نکلی

"سر! مجھے اجازت دیجئے۔۔۔" باہر نکل کر اس نے جانے کی اجازت چاہی

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"بیٹی ہم آپ کو لینے آئے ہیں اور آپ ہمارے ساتھ چلیں گئیں۔" انہوں نے جواب دے کر ڈرائیور کو گاڑی
آگے لانے کا اشارہ کیا

"مگر سر!!" تانیہ نے کچھ کہنا چاہا

"بس اب مزید باتیں گھر پہنچ کر ہونگی۔۔" انہوں نے اس کی بات کاٹی تانیہ انہیں دیکھ کر رہ گئی سلبوق بالکل
ان کی پر چھائی تھا وہی قد کاٹھ ویسا ہی دو ٹوک بات کرنے کا انداز

"اوکے سر پر آپ مجھے میرے گھر ڈراپ کریں گے۔۔۔" تانیہ نے مضبوط لہجے میں ادب سے کہا

وہ دو منٹ تک رک کر اس کا اٹل ضدی انداز دیکھتے رہے۔ یہ لڑکی ان کے پوتے کی پسند تھی اور اس سے بھی
پہلے وہ خود اسے سلبوق کیلئے پسند کر چکے تھے اس وقت انہیں تانیہ کی آنکھوں میں اذیت ہلکورے لیتے ہوئے
دکھائی دے رہی تھی چہرے پر جیسے برسوں کی تھکن نمایاں تھی

"ٹھیک ہے۔۔۔" وہ اسے لے کر گاڑی کے اندر بیٹھ گئے

گاڑی جانے پہچانے راستوں پر دوڑ رہی تھی۔ کھڑکی سے باہر جھانکتی ہوئی تانیہ کو ایسا لگ رہا جیسے وہ برسوں کی
مسافت ننگے پیر طے کر کے اپنے گھر آئی ہو۔

گھر کے پاس پہنچ کر گاڑی رکی تو تانیہ شاہ زیب خانزادہ کا شکریہ ادا کر کے نیچے اتری

"گارڈز پہلے چیک کرو گھر سیف ہے۔۔۔" انہوں نے تانیہ کو رکنے کا اشارہ کرتے ہوئے اپنے گارڈز کو گھر کا جائزہ لینے کے لیے بھیجا

"سر ادھر کیا خطرہ ہونا ہے؟ آپ پریشان مت ہوں۔۔۔" وہ نرمی سے بولی

"بیٹی یہ گھر تین ہفتے سے بند پڑا ہے میں آپ کو ایسے اکیلے جانے نہیں دے سکتا۔۔۔" گارڈز کی طرف سے سب کلئیر کا اشارہ ملنے کے بعد وہ جزبز ہوتی تانیہ کے ساتھ اس کے گھر کے اندر داخل ہوئے۔
تانیہ نے دروازہ کھول کر لائٹ جلائی

"سر سب ٹھیک ہے آپ فکر مت کریں۔۔۔" اس نے ہال روم میں نظریں دوڑاتے ہوئے کہا

"بیٹی آپ فریش ہو کر آئیں میں ادھر آپ کا انتظار کر رہا ہوں مجھے آپ سے کچھ اہم باتیں کرنی ہیں۔۔۔" وہ آرام سے ایک صوفہ منتخب کر کے بیٹھ گئے۔

تانیہ انہیں لیونگ روم میں چھوڑ کر اپنے کمرے میں آئی اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ سر شاہ زیب خانزادہ اسے لینے کیوں آئے تھے اور اب وہ اس سے کیا بات کرنا چاہتے تھے وہ جلدی سے منہ پر پانی کے چھپکے مار کر نیچے آئی۔

"سر آپ چائے لینگے یا کافی؟" اس نے سنجیدگی سے پوچھا

"کچھ نہیں بس آپ آکر ادھر بیٹھیں۔۔۔" انہوں نے تانیہ کو ساتھ والے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا

"ہمیں زوہان نے تھوڑا بہت بتایا ہے لیکن ہم سب کچھ آپ کی زبانی سننا چاہتے ہیں۔" انہوں نے بات شروع کی

"سر! کہنے کو کچھ بھی باقی نہیں بچا ہے۔۔۔" تانیہ نے سبھاؤ سے بات ختم کرنی چاہی

"پہلے تو آپ ہماری پوتی جیسی ہیں ہمیں اچھا لگے گا اگر آپ ہمیں بابا سائیں کہہ کر مخاطب کریں۔۔۔" انہوں نے شفقت سے تانیہ کو ٹوکا

"میں نے اپنی زندگی میں ایک بات بہت اچھی طرح سمجھ لی ہے سر! کہ رشتے کبھی بھی بنانے نہیں چاہیئے بنائے ہوئے رشتے ہمیشہ ٹھیس پہنچاتے ہیں سوائے سگے ماں باپ کے کوئی بھی آپ کا اپنا نہیں ہوتا۔۔۔" وہ زخمی لہجے

"ہم پر اعتماد کر کے دیکھو اگر آپ کو اپنی پوتی کہا ہے تو نبھائیں گے بھی، ہم یہاں سلجوق کے دادا کی حیثیت سے نہیں آئے ہیں بلکہ اس بچی کے باپ بن کر آئے ہیں جسے ہمارے پوتے نے ٹھیس پہنچائی ہے۔۔۔" وہ اس کا ٹوٹا ہوا انداز دیکھ کر اٹوٹ لہجے میں بولے

"آپ کیا جانا چاہتے ہیں؟" تانیہ نے ہار مانتے ہوئے پوچھا

"سب کچھ جو ایک باپ کو اپنی بیٹی کے بارے میں پتہ ہونا چاہیے۔۔۔" وہ صاف بولے

تانیہ نے ایک گہری سانس بھر کر خود کو تیار کیا پھر اپنی پھپھو، عمر سالار، منگنی کا ٹوٹنا، ڈیڈی کا ہارٹ فیل ہونا پھر سلجوق سے ملنا اور کینیڈا میں عمر سالار سے سامنا ایک ایک بات بتادی۔

"ہمم بیٹی یہاں پر میں آپ کو بس ایک بات سمجھانا چاہوں گا کہ آپ کی پہلی غلطی یہ تھی کہ آپ نے اس کیلئے دروازہ کھولا جب کہ آپ کمرے میں اکیلی تھیں۔۔۔"

"مگر سروہ پھپھو کا نام لے رہا تھا۔۔۔۔۔" تانیہ نے گڑبڑا کر کہا

"کیا آپ نے اپنی پھپھو کی یا اس کے بچے کی آواز سنی؟ کیا آپ نے دروازہ کھولنے سے پہلے آئی ساکٹ سے جھانک کر دیکھا؟" وہ سوال پوچھ رہے تھے۔

تانیہ نے شرمندگی سے نفی میں سر ہلایا

"اکیلی لڑکی کو بہت محتاط رہنا چاہیے۔ یہ دنیا یہ معاشرہ اکیلی لڑکی کو اپنی جاگیر سمجھتا ہے اور آپ جیسی اتنی سمجھدار لڑکی نے ایسی غلطی آخر کیسے کر دی؟" انہوں نے تانیہ کا شرمندگی سے سرخ پڑتا چہرہ بغور دیکھا

"اور آپ سے دوسری سب سے بڑی غلطی یہ ہوئی کہ آپ نے سلجوق کا انتظار نہیں کیا اور اسے بنا بتائے واپس آ گئیں۔ رشتے بنانا تو بہت آسان ہوتا ہے لیکن اصل کام انہیں نبھانا ہوتا ہے۔۔" وہ اسے سمجھا رہے تھے

"سر! کیا ساری غلطی میری ہے؟ سلجوق خانزادہ صاحب کی کوئی غلطی نہیں؟" تانیہ نے سوال کیا

"اس کی بھی غلطی ہے اسے آپ کو اس طرح اکیلا نہیں چھوڑنا چاہئے تھا۔ لیکن کیا پتہ وہ غصہ ٹھنڈا ہونے کے بعد پلٹ کر آیا ہو؟ کیا آپ نے اس کے آنے کا ویٹ کیا؟ جو سچویشن اس نے دیکھی تھی وہ ہر غیرت مند آدمی کا دماغ کھولانے کیلئے کافی تھی۔ ارے بیٹی اس سے چھوٹی چھوٹی باتوں پر ادھر لڑکیوں کو کاری کر دیا جاتا ہے اور یہ بھی تو ہو سکتا تھا کہ وہ اپنا غصہ کم کرنے کے لیے کہیں چلا گیا ہو؟" انہوں نے سلجوق کی سائیڈ لی

"اب ان سب باتوں کا کیا فائدہ جو ہونا تھا وہ ہو گیا ہے اور اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں ان سے معافی مانگوں یا اپنی صفائی دوں، تو سوری سر میں ایسا نہیں کرونگی۔ میرے لیے میری اپنی عزت نفس بہت اہم ہے۔" تانیہ نے سجاوے سے بات ختم کی

"بیٹیاں معافی مانگتے ہوئے اچھی نہیں لگتیں معافی تو وہ نالائق آپ سے مانگے گا لیکن آپ کو اس سے مل کر ایک باریہ ساری باتیں کلئیر کرنی ہوں گی تاکہ جب آپ سلجوق کے ساتھ اپنی ازدواجی زندگی میں قدم رکھیں تو الجھن آپ کے ساتھ نہ ہو بس خوشیاں ہوں۔۔۔" انہوں نے شفقت سے سمجھایا

"سر پلیز۔۔۔"

"سر نہیں ہمیں بابا سائیں کہیں آپ۔۔۔"

"دیکھیں آپ پلیز میری بات سمجھیں میں ابھی سلجوق خانزادہ صاحب کو دیکھنا، ملنا تو دور کی بات ہے سوچنا بھی نہیں چاہتی آپ اب اس بات کو، اس رشتے کو ختم کر دیجیے پلیز۔۔۔" وہ دل کڑا کر کے رشتے سے انکار کر گئی

"ایک بات آپ لکھ لیں شادی تو آپ کی اب سلجوق سے ہی ہوگی لیکن ہم آپ کو مجبور نہیں کریں گے۔ نہ شادی پر نہ سلجوق سے ملنے پر، آپ کو جتنا وقت چاہیے آپ لیں لیکن شادی تو سلجوق سے ہی ہوگی۔۔۔" وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر کھڑے ہوئے اور اسے پچھ بچی کہنے کا موقع دینے بغیر باہر نکل گئے۔

ان کے جانے کے بعد دروازہ بند کر کے تانیہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی سلجوق تو ایک طرف یہ بابا سائیں بھی اس سے کم نہیں تھے ایک سیر تھا تو دوسرا سوا سیر۔۔

کچھ دیر بعد بیل بجی اس نے اٹھ کر پہلے کی ہول سے باہر جھانکا بابا سائیں کا باڈی گارڈ ہاتھ میں ایک تھیلا لئیے کھڑا تھا۔

"میم یہ آپ کیلئے سر نے بھجوایا ہے۔۔۔" اس نے دروازہ کھلتے ہی تھیلا تانیہ کو پکڑا یا اور فوری چلا گیا۔

تانیہ دروازہ بند کر کے اندر آئی تھیلے میں چائینیز رائس اور چکن چلی کے ساتھ پیسی کی بڑی بوتل تھی۔ تانیہ کو شاہ زیب صاحب کا اس طرح اس کا خیال کر کے کھانا بھجوانے پر سلجوق یاد آ گیا جس نے اسی طرح اس کیلئے ایک شام کھانا بھجوایا تھا۔

سلجوق خانزادہ دوبارہ اپنے خول میں بند ہو چکا تھا دس دن جو اس کے باقی تھے اس نے دوبارہ برائے کو جو اٹن کر لیا تھا۔ اس بچہ کئی بار بابا سائیں کی کالیں آئی تھیں لیکن وہ انہیں سختی سے کہہ چکا تھا کہ اس معاملے میں اسے کسی بھی قسم کی بات نہیں کرنی اور اگر اسے مجبور کیا گیا تو وہ واپس پاکستان نہیں آئے گا۔

ٹھیک دس دن بعد وہ کراچی ایئرپورٹ پر لینڈ کر چکا تھا۔ خانزادہ ہاؤس پہنچ کر سب سے ملنے کے بعد وہ اپنے کمرے میں آرام کیلئے آگیا تھا۔

سلجوق کے آنے کی خوشی میں مسز شہلا خانزادہ نے آج ڈنر پر اس کی پسند کی ساری ڈشز بنوائی تھیں اور اب ڈنر ٹیبل پر اس کا انتظار ہو رہا تھا۔

"ردا بیٹی جاؤ دیکھو سلجوق اٹھ گئے ہیں تو انہیں ڈنر پر بلا کر لاؤ۔۔۔" شہلا بیگم نے ردا کو سلجوق کو بلانے کیلئے بھیجا

"بابا سائیں! آج آپ سلجوق سے فائنل بات کر لیجیے گا میں نے شادی کی ساری تیاریاں مکمل کر لی ہیں اب آپ کے دیئے وقت پر شادی ہو جانی چاہیے۔ تاکہ ہمارے گھر میں بھی بہو کے آنے سے کوئی رونق آئے۔۔۔" وہ خوشی سے دکتے چہرے کے ساتھ بول رہی تھیں

"ہمم۔۔۔" بابا سائیں نے ہنکارہ بھرا

"بہو ابھی وہ سفر سے تھکا ہارا آیا ہے ایک دو روز ٹھہر کر ہم بات کرتے ہیں۔۔۔"

"ٹھیک ہے پر اب شادی مزید ڈیلے نہیں ہونی چاہیے۔۔۔" وہ بات کر رہی تھیں کہ سفید شرٹ اور ٹراؤزر میں ملبوس ماتھے پر بکھرے بالوں کو ایک ہاتھ سے سمیٹتے ہوئے سلجوق اندر داخل ہوا

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"سلام بابا سائیں، سلام چچی ماں۔۔۔" وہ ان دونوں کو سلام کرتے ہوئے کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا اس کے چہرے پر سنجیدگی چھائی ہوئی تھی

ڈنر انتہائی خاموشی سے کیا گیا۔ ڈنر کے بعد سلجوق کو اپنے ساتھ اسٹڈی روم میں آنے کا کہہ کر بابا سائیں کھڑے ہو گئے۔

"بہو آپ ہم دونوں دادا پوتے کیلئے قہوہ اسٹڈی روم میں بھجوا دیں۔" وہ شہلا بیگم کو ہدایت دیتے ہوئے اپنے بیڈ روم سے ملحقہ ایک بڑے لائبریری نما کمرے میں داخل ہوئے۔
"بیٹھو۔۔۔" انہوں نے سلجوق کو پاس پڑے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا

"تانیہ بیٹی اور تمہارے درمیان جو بھی مس انڈر سٹینڈنگ ہے اسے مل کر، آپس میں بات کر کے ختم کرو تاکہ ہم تم دونوں کی شادی جلد از جلد کر سکیں۔۔۔"

"بابا سائیں پلیز! مجھے اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنی ہے۔۔۔" وہ بڑی مشکل سے اپنے غصے پر قابو پاتے ہوئے بولا

"کیوں؟ یہ رشتے ناٹے کیا تمہاری نظر میں ایک مذاق ہیں؟ کل اس سے رشتہ جوڑا منگنی کی اور آج؟ آج تم اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہ رہے، میری کنب سے آرزو تھی کہ تمہارے سر پر اپنی زندگی میں سہرا سجا

دیکھوں، اپنے شاہ میر کی چھوڑی ذمہ داری بخوبی نبھانے کے بعد ہی مجھے سکون ملیگا اور تم اتنا ہی اس معاملے کو
لٹکائے چلے جا رہے ہو۔۔۔" بابا سائیں کا آج تو انداز اور لہجہ ہی بدلا ہوا تھا

"بابا سائیں! میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتا۔۔۔" سلجوق نے سنجیدگی سے جواب دیا

"شادی نہیں کرنا چاہتے؟ یا تانیہ سے شادی نہیں کرنا چاہتے؟" انہوں نے سلجوق کو بغور دیکھا

"بابا سائیں آپ۔۔۔۔" وہ ٹھیک ٹھاک الجھ گیا

"سلجوق! مرد وہ ہوتا ہے جو اپنے سے جڑی عورت کے سر پر تازندگی ایک سائبان بن کر رہتا ہے اپنے قول و
فعل کا پکا ہوتا ہے اس لڑکی نے اپنی نسوانی انا بھلا کر تمہارا ہاتھ تھاما اور تم نے ایک پل بھی نہیں لگایا اسے بے
اعتبار سمجھنے میں۔۔۔ میں ملا تھا اس بچی سے اس کی روئی روئی سی آنکھیں زرد رنگت صاف ظاہر کر رہی تھی کہ
وہ خوش نہیں ہے اسے شدید دکھ پہنچا ہے اور اس دکھ کی وجہ ہمارا پوتا ہے یہ ہمیں برداشت نہیں ہے۔" انہوں
نے سرد لہجے میں اس کی کلاس لی

"بابا سائیں! کیا میں نے اس سے یا آپ سے کسی سے بھی کہا کہ مجھے اس پر اعتبار نہیں ہے؟ میرے لیے تو یہ مقام
شکر تھا کہ اس جیسے بلند کردار کی لڑکی میری زندگی میں آرہی تھی لیکن۔۔۔" وہ بولتے بولتے رکا

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"اسے دیکھ کر، جان کر مجھے محسوس ہوا کہ یہ پل دوپل کی محبت نہیں ہے بلکہ عشق کی منزل ہے جو برسوں پر محیط ہے۔" وہ کھوئے کھوئے لہجے میں بولا

"تو پھر اسے اکیلا چھوڑ کر کیوں گئے تھے؟" بابا سائیں نے پوچھا

"میں نے اسے اکیلا کبھی نہیں چھوڑا! ہاں مجھے غصہ آیا تھا وہ صورت حال ہی کچھ ایسی تھی کہ میرا دماغ ماؤف ہو گیا تھا، میری عزت غیر مرد کے شکنجے میں تھی ایسی سچویشن میں ہر غیرت مند مرد کی طرح میرا بھی غصے سے برا حال تھا ہر چیز تہس نہس کرنا چاہ رہا تھا اور اس ذلیل انسان کا میرے ہاتھوں خون نہ ہو جائے اس لئے میں منظر سے ہٹ گیا تھا۔

"سلجوق تم ہمارے مرحوم بیٹے شاہ میر کی واحد نشانی ہو، ہمارے بیٹے کے آنگن میں کھلنے والا پہلا اور آخری پھول ہو، ہمارے پوتے ہو اور ہمیں بہت عزیز ہو اور اصل سے سو دپارا ہوتا ہے یہ تمہیں جب پتہ چلیگا جب تم خود دادا بنو گے خیر تمہیں لے کر ہم نے بہت خواب دیکھے ہیں اب تم مجھ بوڑھے دادا پر بس اتنا احسان کر دو کہ اس بات کو انا کا مسئلہ بنائے بغیر تانیہ بیٹی سے مل کر خوش اسلوبی سے یہ معاملہ ختم کر کے شادی کی تاریخ پکی کرو ---" انہوں نے بات ختم کی

"بابا سائیں! مجھے تھوڑا وقت دیں ابھی میرا دل اور دماغ دونوں اس رشتے کیلئے راضی نہیں ہو رہے۔ اس لڑکی نے مجھ پر اعتبار نہیں کیا، میرا انتظار نہیں کیا ایک طرح سے میری ذات کی نفی کی ہے اس لئے، عزت انا

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
احساسات صرف لڑکیوں کی اساس نہیں ہوتے یہ مرد کیلئے بھی اتنے ہی اہم ہوتے ہیں محبت اپنی جگہ لیکن اپنی
ذات کا غرور محبت کی خاطر میں گروی نہیں رکھ سکتا۔ "وہ سنجیدگی سے بات ختم کر کے ان کے ہاتھ چوم کر کھڑا
ہو گیا

"بابا سائیں میں چلوں اب۔۔۔" اس نے جانے کی اجازت مانگی
"ہم" انہوں نے سر ہلا کر اسے جانے کی اجازت دی

محبت مری نہیں تھی بس اندر دل کی گہرائیوں میں کہیں دب سی گئی تھی۔

تانیہ اس وقت اپنی آرگنائزنگ کی ہوئی پارٹی میں سارے انتظامات اچھی طرح سے دیکھنے کے بعد ڈنر کھلوا کر اب
گھر جانا چاہ رہی تھی مسز امجد علی جن کیلئے اس نے یہ پارٹی آرگنائزنگ کی تھی وہ اسے مین انٹرنس کے پاس کھڑی
نظر آئیں وہ اپنے اسٹاف کو فائنل ہدایات دے کر مسز امجد کے پاس آئی اور ان کو اپنے جانے کا انفارم کرنے لگی

-
"تانیہ آپ تھوڑی دیر تو اور رک جاتی اور آپ نے تو ابھی ڈنر بھی نہیں کیا ایسے کیسے میں آپ کو جانے دوں؟"
مسز امجد نے اسے روکنا چاہا

"مسز امجد فار میلی کی بات نہیں ہے رات ہو رہی ہے میرا اسٹاف ادھر موجود ہے آپ پلیز مجھے اجازت دیں
 --" تانیہ نے نرمی سے اپنی بات دہرائی

"اچھا دمنٹ تو رکھیں امجد کو بلاتی ہوں وہ ناراض ہونگے اگر تم ملے بنا چلی گئیں۔۔" وہ تانیہ کو وہی رکنے کا کہہ کر خود اپنے ہسبنڈ کو لینے چلی گئیں۔

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے خوشگوار جھونکے اور آرکسٹر اپر بجتی دھیمی مدھم موسیقی ماحول کو خوشگوار بنا رہے تھے ایک کونے پر کھڑی تانیہ کو احساس ہوا کہ وہ کسی کی نگاہوں کے گھیرے میں ہے اس نے الجھن سے چاروں جانب دیکھا پر کچھ خاص نہیں دکھا وہ سر جھٹک کر دوبارہ ماحول کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔ دس منٹ تک وہ مسز امجد کے آنے کا ویٹ کرتی رہی لیکن وہ بے سکون سی تھی کوئی تو تھا جو اسے اپنی نگاہوں کی گرفت میں لے لے ہوئے تھا اس کی چھٹی حس بار بار جس کا احساس دل رہی تھی کہیں سلجوق!! وہ ایک دم سے سیدھی ہوئی اور مسز امجد کی تلاش میں نظریں دوڑاتے ہوئے آگے بڑھی۔ اب وہ مزید ادھر رکنی نہیں چاہتی تھی۔

مشہور سماجی شخصیت حاجی امجد علی نے ایک وسیع پیمانے پر اپنی نئی این جی او کی افتتاحی تقریب منعقد کی تھی کئی اخباری رپورٹر اور شہر کے رؤسا تقریب میں موجود تھے تقریب کا انتظام بہترین تھا وہ ابھی بھی آفس سے تھکا ہارا کئی میٹینگز نبٹا کر سیدھا اس تقریب کا حصہ بنا تھا حاجی صاحب سے مل کر وہ مڑا ہی تھا کہ اس کی نظر دروازے کے پاس کھڑی مسز امجد سے بات کرتی ہوئی اس دلربا پر پڑیں جسے وہ اپنی دانست میں بھولے بیٹھا تھا چاروں جانب پھولوں سے بے ماحول میں ہلکی ہلکی ہوا کے ساٹھ اس کی اونچی پونی میں جکڑے بال ہلکورے کھا رہے

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
تھے کرتے کی گلابی رنگت اس کی رنگت سے میل کھا رہی تھی کئی نگاہیں اس پر جمی تھیں پر وہ سب سے بے نیاز
مسز امجد کو کچھ سمجھا رہی تھی۔

وہ ٹکلی باندھ کر اسے دیکھ رہا تھا ساری تھکن ہوا ہو گئی تھی وہ یک ٹک اسے دیکھے جا رہا تھا اس کے یا قوتی لبوں کی
جنبش، دلکش چہرے پر ایک ہزن کی سی کیفیت سلجوق کا دل اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔ پر اس نے اپنے دل کی
لگائیں کھینچ کر رخ موڑا اور لوگوں سے ملنے لگا۔ جب کسی نے بڑی بے تکلفی سے اسے پکارا

"سلجوق آپ ادھر؟ واؤ آپ تو دن بہ دن مزید ہینڈ سم ہوتے جا رہے ہیں۔۔" معروف بزنس مین سہیل
صاحب کی لاڈلی بیٹی رجا اس کے سامنے کھڑی تھی

"آئیں میں آپ کو اپنی فرینڈز سے ملواتی ہوں۔۔۔" رجا نے پر جوش انداز میں اسے اپنے ساتھ لے جانے کیلئے
اس کے بے حد نزدیک ہو کر اس کے مضبوط بازو پر اپنا ہاتھ رکھا اس سے پہلے وہ اسے خود سے دور کر کے، اس کا
ہاتھ جھٹک کر انکار کرتا سامنے سے آتی تانیہ کی نظر ان دونوں پر پڑی وہ ایک لمحے کو ٹھٹک سی گئی کتنے دنوں بعد
وہ سلجوق کو دیکھ رہی تھی۔ سیاہ رنگ کے اٹالین سوٹ پر ٹائی لگائے، قیمتی کف لنکس اور مضبوط مردانہ ہاتھ میں
دھمتی گھڑی چہرے پر ہلکی سی شیو اس کی وجاہت میں مزید اضافہ کر رہی تھی وہ خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی
جب اس کی نظر سلجوق کے از حد نزدیک کھڑی مسکراتی ہوئی رجا پر پڑی جو بڑی بے تکلفی سے اس کے بازو پر
ہاتھ رکھے بات کر رہی تھی۔ اس کے اندر شدت سے یہ خواہش اتری کہ کچھ وہ سلجوق کی نظروں میں آنے

سلجوق نے تانیہ کا ٹھکنا محسوس کر لیا تھا اور اس کی نظروں اترتی ہلکی سی نمی جو رجا کو اس کے اس قدر نزدیک دیکھ کر اتر آئی تھی اس کی زیرک نگاہوں سے پوشیدہ نہیں تھی اس سے پہلے وہ رجا کا ہاتھ ہٹاتا تانیہ مڑی اور وہاں سے پلٹ کر باہر نکل گئی۔

"سلو چلیں نا۔۔۔" رجانے نزاکت سے اسے پکارا

"میرا نام سلجوق خانزادہ ہے اور مجھے خوشی ہوگی اگر تم مجھے بھائی کہہ کر پکارو گی لٹل گرل۔۔۔" سلجوق نے اسے ٹوکا

"واٹ؟ میں کیا آپ کو بہن جی ٹائپ لگتی ہوں؟ اور میں لٹل گرل نہیں ہوں، پلیز ڈونٹ ٹریٹ می لائک آ چائلڈ۔ اب چلیں بھی میری فرینڈز آپ کا ویٹ کر رہی ہیں میں نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ آپ سے ملو اوں گئی۔۔۔" رجانے ضد کی

"پھر کبھی سہی! ابھی مجھے جانا ہے دیر ہو رہی ہے۔" وہ روکھے لہجے میں بولتے ہوئے وہاں سے نکل کر کر سیدھا پارکنگ میں آیا جہاں سامنے ہی تانیہ اپنی گاڑی کا دروازہ کھول کر بیٹھ رہی تھی۔ اس نے گھڑی میں وقت دیکھا رات کے دس بج رہے تھے اس کے چہرے پر کر خنگی سی چھا گئی اتنی رات کو یہ اکیلی لڑکی!! کتنا سمجھایا تھا کہ اپنے اسٹاف سے کام لیا کرو مگر۔۔۔ تنگ آکر اس نے اپنی گاڑی اسٹارٹ کی اور مناسب فاصلے سے تانیہ کی گاڑی

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
کے پیچھے وہ گاڑی چلا رہا تھا۔ تقریباً چالیس منٹ کی ڈرائیو کے بعد جب تانیہ کی گاڑی اسے کے گھر کے اندر داخل ہوئی تو سلباق نے سکون کا سانس لیا اور ریورس کر کے گاڑی خانزادہ ہاؤس کی طرف موڑ لی۔

گھر پہنچ کر اس نے لباس بدل کر اپنے ذاتی جم کارخ کیا آج تانیہ کو دیکھ کر اس کے سارے دھیان کے سرے ایک مقناطیسی کشش کی طرح تانیہ کی سمت مڑنے لگے تھے دل تھا کہ اس کے چہرے کی اداسی ختم کر کے خوشیوں سے بھر دینا چاہتا تھا اور دماغ تھا جو اسے ایسا کرنے سے روک رہا تھا اسی کشش سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے اس نے اپنا سارا دھیان پنچنگ بیگ پر لگا دیا تھا وہ مکے مار مار کر اپنا اشتعال کم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

ایک مصروف دن گزار کر وہ گھر آئی تھی۔ اکیلے رہنا تو پہلے بھی آسان نہیں تھا لیکن اب تو اور بھی مشکل ہو گیا تھا۔ تنہائیوں میں اپنی نارسائی کے دکھ اسے رلانے لگے تھے۔
رات کے نو بج رہے تھے وہ حسب معمول ہوٹل سے آنے کے بعد فریش ہو کر آرام دہ ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس کچن میں کرسی پر بیٹھی دودھ کارن فلور میں غائب دماغی سے چیچ ہلا رہی تھی جس دن سے وہ واپس آئی تھی اس نے دوبارہ خود کو مشین بنالیا تھا بھوک پیاس سب ختم ہو گئی تھی بس تنہائیاں تھی اور اس کی تلخ یادیں۔ دو چیچ بمشکل دلیہ کھا کر وہ کچن کی لائٹ آف کر کے اپنے بیڈ روم میں آئی اور بستر پر لیٹ کر آنکھیں بند کر لیں۔ اس کی پلکیں حسب معمول بھیگ رہی تھیں۔۔۔

"سلجوق خانزادہ۔۔۔" سسکی کی صورت میں یہ نام اس کے لبوں سے نکلا

"تمہیں مجھ پر یقین ہونا چاہیے تھا! تم نے ہی تو کہا تھا کہ میں ایک اچھی لڑکی ہوں پھر ایسا کیوں کیا؟؟؟"

"?? How could you mistrust me like that "

خالی کمرے میں تانیہ کی سسکیوں میں ڈوبی آواز گونج رہی تھی۔ چہرہ آنسوؤں سے بھیگ رہا تھا تھوڑی دیر بعد وہ اٹھی اور واش روم میں جا کر ٹھنڈے پانی سے اپنا چہرہ دھویا اس کی آنکھیں سرخ ہو کر سو جھ چکی تھیں۔

وہ دھیمی رفتار سے چلتی ہوئی واپس کمرے میں آئی اور آرام کرسی پر بیٹھ کر جھولتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو دیکھنے لگی جہاں آج بھی سلجوق کی زبردستی پہنائی ہوئی انگوٹھی پورے طمطراق سے جگمگا رہی تھی۔

"تمہیں تو اس عمر کو مار کر ہماری زندگی سے دور پھینک دینا چاہئے تھا مگر!! تم نے تو مجھ پر اتنا ٹرسٹ بھی نہیں کیا کہ کوئی سوال، کوئی وضاحت ہی مانگ لیتے۔۔۔"

ہمیشہ کی طرح اپنی سوچوں میں الجھی ہوئی تانیہ کب نیند میں ڈوب گئی اسے خود بھی پتہ نہیں چلا۔

صبح سویرے اس کی آنکھ کھلی تو کچھ دیر تک وہ غائب دماغی سے کمرے کو دیکھتی رہی وہ کدھر تھی؟ کیوں تھی اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا پھر آہستہ آہستہ اس کے حواس بحال ہوئے وہ کرسی پر بیٹھے بیٹھے ہی سو گئی تھی جس کی وجہ سے اس کی گردن اکڑ کر رہ گئی تھی ایک ہاتھ سے گردن کو سہلاتے ہوئے اس نے ٹائم دیکھا صبح کے ساڑھے آٹھ بج رہے تھے۔ وہ کھڑی ہوئی اور آفس جانے کی تیاری میں لگ گئی۔

لباس بدل کر وہ آئینے کے سامنے آکر اپنے بال پونی میں جکڑنے لگی جب اسے آئینہ میں سلجوق کی شبیہ نظر آئی۔

"کیوں آخر کیوں؟؟ میرے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوتا ہے؟؟۔۔۔" وہ اس کی شبیہ سے نظریں ہٹا کر اپنا پرس اٹھا کر باہر نکل گئی

وہ جیسے ہی آفس میں داخل ہوئی سامنے ہی بارعب سے بابا سائیں روز کی طرح اس کا انتظار کر رہے تھے۔ جس دن سے وہ کینیڈا سے واپس آئی تھی بابا سائیں روز اس سے ملنے کبھی گھر تو کبھی آفس آرہے تھے اس کا کسی چھوٹے بچے کی طرح خیال رکھ رہے تھے ان کی محبت اسے ان کی طرف کھینچنے لگی تھی۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"اسلام علیکم سر! آج آپ پھر آگئے پلیز مجھے اس طرح شرمندہ مت کیا کریں۔۔۔" وہ انہیں سلام کرتی ہوئی
اپنی میز تک آئی۔

"وعلیکم السلام! پھر سر؟ ہمیں بابا سائیں کہا کرو بیٹی۔۔۔" انہوں نے شفقت سے اسے ٹوکا

"میں آپ کی بہت عزت کرتی ہوں سر! لیکن اس زندگی سے میں نے ایک سبق سیکھ لیا ہے کہ رشتے وہی ہوتے
ہیں جو اللہ آپ کو دیتا ہے باقی کے سارے منہ بولے یا بنائے ہوئے رشتے سوائے بربادی کے اور کچھ نہیں لاتے
۔۔۔" وہ سنجیدگی سے بولی

"ہم رشتہ ہی بنانا چاہتے ہیں، دیکھو بیٹی جو ہوا اس میں غلطی تمہاری اور سلجوق دونوں کی تھی۔۔۔" انہوں نے
روز کی طرح پھر سے سمجھانا چاہا

"میں مسٹر سلجوق خانزادہ کو کوئی الزام نہیں دوں گی سر! میں تسلیم کرتی ہوں ساری غلطی میری تھی جو میں نے
ان پر ٹرسٹ کیا، ان پر یقین کیا اور یہ سوچا کہ یہ میرا بھروسہ کبھی بھی نہیں ٹوٹنے دینگے سب غلطی میری تھی
سر۔۔۔" وہ نم لہجے میں بولی

"بیٹی! ہم چاہتے ہیں کہ ایک بار صرف ایک بار ہماری بات مان لو اور سلجوق خانزادہ سے مل کر بات تو کرو۔۔۔"

"نہیں سر! اب میں ان سے کوئی بھی تعلق رکھنا نہیں چاہتی تو پھر بات کرنے کا کیا فائدہ۔۔۔" وہ دھیمے مضبوط لہجے میں بولی

"میں نے تمہیں اپنی بیٹی صرف مانا ہی نہیں بلکہ دل سے سمجھا بھی ہے اور میری بیٹی اداس ہو تو میں کیسے خوش رہ سکتا ہوں دیکھو بیٹی بات کرنے سے اپنے شکوک و شبہات بیان کر کے انسان بہت سے مصائب سے بچ جاتا ہے تمہارے اور سلجوق کے درمیان جو بھی مس انڈر سٹینڈنگ ہوئی ہے اسے آپس میں بیٹھ کر ایک بار صرف ایک بار مجھ بوڑھے کی خاطر ڈسکس تو کرو۔۔۔" وہ بے چارگی سے اسے دیکھتے ہوئے بولے

"ٹھیک ہے سر! آپ انہیں کہیں مجھے کال کر لیں۔۔۔" تانیہ نے ہامی بھری

ویسے بھی اب وہ سلجوق کا سامنا کر کے اسے بتانا چاہتی تھی کہ وہ کتنا بڑا ہپو کریٹ ہے اس نے تانیہ کو لوگوں پر، محبت پر اعتماد کرنا سکھایا اور پھر خود ہی اس اعتماد کی دھجیاں اڑادی تھی مگر اب تانیہ اسے فیس کرنے کیلئے تیار تھی اب وہ اسے جتا دینا چاہتی تھی کہ وہ ان کمزور لمحوں کے دامن سے نکل آئی ہے۔

تانیہ کے آفس سے نکل کر شاہ زیب صاحب سوچ میں ڈوبے اپنی گاڑی کے پاس پہنچے باوردی ڈرائیور نے انہیں

گاڑی میں بیٹھ کر شاہ زیب صاحب نے ڈرائیور کو خانزادہ ہاؤس چلنے کا حکم دیا۔ ان کا ذہن تانیہ اور سلجوق میں الجھا ہوا تھا۔ سلجوق ان کا پوتا وہ اس کی رگ رگ کو پہچانتے تھے انہیں اچھی طرح علم تھا کہ وہ تانیہ کو اپنے دل میں بسا چکا ہے کینیڈا میں کس طرح وہ تانیہ کو اپنی زندگی میں شریک حیات بنا کر شامل کرنے کیلئے اتاولا ہوا تھا وہ بھی ان کے علم میں تھا۔ سلجوق کے جذبات تانیہ کیلئے کھرے تھے وہ اپنے جذبوں میں سچا تھا اس کی نظر میں تانیہ نے اس پر اعتبار نہیں کیا تھا تو دوسری طرف تانیہ کی افسردگی اداسی بھی انہیں بہت کچھ سمجھا گئی تھی وہ دونوں ہی ایک دوسرے کے عشق میں مبتلا تھے لیکن ماننے سے انکاری تھے اور تانیہ جس نے ہمیشہ اپنے خونی رشتوں سے ناقدری کا دکھ اٹھایا تھا وہ سلجوق کے اس طرح ری ایکٹ کرنے سے ٹوٹ گئی تھی وہ سلجوق پر بھروسہ نہیں کر پار ہی تھی۔ وہ دونوں اپنی اپنی درست تھے ایک دوسرے سے خفا تھے لیکن ایک دوسرے سے دور ہو کر خوش بھی نہیں تھے اور انہیں یقین تھا کہ اگر ایک باریہ دونوں آمنے سامنے ہو گئے تو ساری انا، ساری خفگی لمحے میں ختم ہو جانی تھی۔ خانزادہ ہاؤس پہنچ کر انہوں نے شہلا بیگم کو ہدایت کی کہ سلجوق کو آفس سے آتے ہی ان کے کمرے میں بھیج دیا جائے۔ وہ ان دونوں کو ایک بار روبرو لانے کا پلان بنا چکے تھے۔ تانیہ سے انہیں کوئی خدشہ نہیں تھا مگر سلجوق ٹیڑھی کھیر تھا جسے اب انہیں ہی ڈیل کرنا تھا۔ کچھ سوچ کر انہوں نے فون اٹھایا اور زوہان کو کال ملا کر سیدھا گھر آکر ملنے کا حکم دیا۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
شام پانچ بجے کے قریب وہ تھکا ہارا گھر میں داخل ہوا اس سے پہلے وہ اپنے کمرے کی طرف جاتا مسز شہلا جو
ملازمہ کو شام کی چائے کی ہدایات دے رہی تھی اس کے پاس آئیں
"سلام چچی ماں..." سلجوق نے انہیں دیکھ کر سلام کیا

"وعلیکم السلام سلجوق بیٹا آپ کے بابا سائیں آپ کا اپنے کمرے میں انتظار کر رہے ہیں آپ پہلے ان سے مل لو
میں چائے بھی وہی بھجوا رہی ہوں بعد میں فریش ہو جانا۔" انہوں نے ہدایت دی

"ٹھیک ہے چچی ماں اور پلیز چائے ذرا اسٹرانگ بھجوائیے گا۔۔۔" وہ کوٹ ہاتھ میں لیتے بابا سائیں کے کمرے کی
طرف بڑھا

"آپ نے مجھے یاد کیا بابا سائیں؟" سلام کر کے اس نے سوال کیا
"ہاں سائیں بیٹھو تم سے ہمیں ایک ضروری بات کرنی ہے۔۔۔" وہ سیدھے ہوئے

"خیریت کیا بات ہے بابا سائیں۔۔۔" وہ انہیں غور سے دیکھتے ہوئے سامنے رکھے صوفے پر بیٹھا

"تم نے تانیہ کے اور اپنے رشتے کے بارے میں کیا سوچا ہے؟" انہوں نے سوال کیا

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"بابا سائیں پلیز میں اس ٹاپک پر بات کرنا نہیں چاہتا۔۔۔" وہ فحشی بھرے لہجے میں بولا

"سلجوق! وہ بچی اگر نادانی کا مظاہرہ کر چکی ہے تو تم نے بھی کچھ کم نہیں کیا ہے اور تم اچھی طرح سے جان گئے ہو کہ وہ کن حالات کا شکار رہی ہے اس بچی نے ہمیشہ اپنے سگوں سے دھوکا کھایا ان کی منافقت کا شکار ہوئی اسی لئے اس کا محبتوں پر سے، رشتوں پر سے اعتبار اٹھ گیا ہے پھر وہ کیسے تم پر بھروسہ کرتی؟" وہ اسے سمجھانے کی کوشش کرتے ہوئے بولے

"میں کوئی سڑک چھاپ آوارہ نہیں تھا بابا سائیں! میں نے اس کے ہاتھ میں نکاح کی ڈور پکڑانی چاہی تھی اسے بارہا احساس دلایا تھا کہ وہ میرے لئے اہم ہے لیکن سوری بابا سائیں اب سب ختم ہو گیا ہے۔"

"تم ایک بار اس سے مل کر اگر بات کر لیتے تو۔۔۔۔۔" انہوں نے ایک بار پھر کوشش کی

"نہیں بابا سائیں نہیں! میں نے کبھی بھی کسی کو اپنے کسی بھی فعل کی وضاحت نہیں دی ہے اور نہ اب دوں گا۔ میرے نزدیک اس سوکا لڈ محبت سے زیادہ اپنا وقار اپنی عزت زیادہ اہم ہے۔" اس نے دو ٹوک لہجے میں بات ختم کی

"چلو کوئی بات نہیں وہ یتیم بچی ہے اور ہم اسے اپنی بیٹی مان چکے ہیں اگر تم راضی نہیں ہو تو پھر ہم اس کی شادی کہیں اور کروا دیتے ہیں تاکہ ہمارا ضمیر بھی مطمئن رہے۔" انہوں نے سنجیدگی سے اپنا ترپ کا پتہ پھینکا

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"جیسے آپ کی مرضی۔۔۔" وہ کرخت لہجے میں بولتے ہوئے جھٹکے سے کھڑا ہوا اور بنا ایک بھی لفظ بولے
کمرے سے باہر نکل گیا۔

سلجوق کے باہر نکلتے ہی انہوں نے زوہان کو کال ملائی

"کل شام پانچ بجے پیچ لگٹھری۔۔۔"

"اوکے بابا سائیں۔۔۔" زوہان نے تابعداری سے جواب دے کر فون رکھ دیا
زوہان سے بات کرنے کے بعد انہوں نے تانیہ کو کال ملائی

"اسلام علیکم سر کیسے ہیں۔۔۔" تانیہ کی سریلی آواز ابھری

"وعلیکم السلام تانیہ بیٹی ہمیں آپ سے ایک بہت ضروری کام تھا کیا کل آپ ہمیں شام پانچ بجے پیچ لگٹھری ہوٹل
میں مل سکتی ہیں؟" انہوں نے سلام کا جواب دینے کے بعد اپنی بات کہی

"سر آپ گھر آجائیں وہی آرام سے بات کر لینگے۔۔۔" تانیہ نے نرمی سے کہا

"ارے بیٹا کل تمہارے اس بوڑھے بابا سائیں کا برتھ ڈے ہے جسے وہ صرف اپنی بیٹی کے ساتھ منانا چاہتے ہیں
بولو اپنے بابا سائیں کی یہ خواہش پوری کرو گی؟" انہوں نے مان سے سوال کیا

"جی سر میں آ جاؤں گی۔۔" ان کی محبت کے آگے تانیہ ہتھیار ڈالتے ہوئے بولی

"اچھا ایک بات اور ہماری سالگرہ ہے تو ذرا اچھے زرق برق کپڑے پہن کر آنا ایسے ہی آفس سے اٹھ کر مت چلی
انا ورنہ ہم ناراض ہو جائینگے۔۔۔"

چند باتیں کر کے انہوں نے فون رکھ دیا۔ اب انہیں آنے والی کل کا انتظار تھا۔

شام کے چار بج رہے تھے جب دروازہ کھٹکھٹا کر زوہان اس کے آفس کے اندر داخل ہوا

"برو کیا آج میں جلدی جاسکتا ہوں۔۔۔" اس نے آتے کے ساتھ ہی سوال کیا

"اس میں پوچھنے کی کیا ضرورت ہے جانا چاہتے ہو تو چلے جاؤ۔۔۔" سلجوق نے سنجیدگی سے فائل دیکھتے ہوئے

"وہ میری ایک کلائنٹ کے ساتھ بہت اہم میٹنگ ہے اور بابا سائیں نے تانیہ آپنی کیلئے جو لڑکا پسند کیا ہے وہ انہیں دیکھنے اور ملنے کیلئے ٹھیک پانچ بجے ہوٹل پنچ لگژری آرہا ہے اب وہ اکیلی اس لڑکے سے ملتی اچھی تھوڑی لگیں گئیں پر میں بھی کیا کروں بزنس بھی اہم ہے۔۔۔" زوہان نے سنجیدگی سے سلجوق کو دیکھتے ہوئے اپنی بات ختم کی اور تیزی سے باہر نکل گیا اس کا کام ختم ہو گیا تھا۔

زوہان کے جانے کے بعد سلجوق نے فائل کو بند کر کے ایک طرف پھینکا کرسی سے کھڑا ہو کر وہ کمرے میں ٹہلنے لگاٹائی کی ناٹ ڈھیلی کر کے اس نے شرٹ کے اوپری بٹن کھول کر ایک گہرا سانس لیا کف لنک کھول کر آستین اوپر کیں، کلائی پر بندھی گھڑی میں وقت دیکھا شام کے ساڑھے چار بج رہے تھے۔

"ڈیم اٹ تم ایسے کسی بھی ایرے غیرے سے شادی کرنے کے بارے میں سوچ بھی کیسے سکتی ہو؟؟" اس نے زور سے دیوار پر ہاتھ مارا وہ اپنی کیفیت سمجھ نہیں پارہا تھا جو بھی تھا لیکن تانیہ کسی اور سے ملے یہ اسے گوارا نہیں تھا اس نے میز پر پڑی اپنی گاڑی کی چابی اٹھائی اور تیز قدموں سے چلتا ہوا آفس سے نکل آیا اسے پانچ بجے سے پہلے پہلے پنچ لگژری ہوٹل پہنچنا تھا۔ تیز رفتاری سے گاڑی دوڑاتے ہوئے وہ ہوٹل پہنچا تو سو پانچ بج رہے تھے گاڑی کو پارک کر کے وہ تیز قدموں سے چلتا ہوا ہوٹل کے اندر داخل ہوا اس کی نگاہیں چاروں اطراف تانیہ کو ڈھونڈ رہی تھیں۔ ہال پورا خالی ہی تھا تبھی اس کی نظر پول سائیڈ کی کھڑکی کے پاس اپنے لمبے بالوں کو کھولے خوبصورت بلیک میرون کمبینیشن کے کرتا پا جامہ میں ملبوس ہلکے پھلکے میک اپ سے جگمگاتے چہرے کے

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
ساتھ گلاب کے پھولوں کا گلدستہ سامنے رکھے وہ شاید اس خبیث انسان کا سچ سنور کر انتظار کر رہی تھی۔ سلجوق
کی آنکھوں میں اسے اس طرح کسی غیر مرد کا انتظار کرنا دیکھ کر سرخی اتر آئی تھی۔

"تم ادھر کیا کر رہی ہو؟؟؟" سلجوق اس کے نزدیک پہنچ کر اس کی تھوڑی پکڑ کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں
ڈال کر پھنکارا

"کیا بد تمیزی ہے۔۔۔" تانیہ نے ایک جھٹکے سے اس کا ہاتھ اپنے چہرے پر سے ہٹایا

"مجھے لگا تھا کہ تم سب سے الگ ہو ایک نرم دل حساس اپنے کام سے کام رکھنے والی لڑکی لیکن۔۔۔۔" وہ ہنسا
تانیہ نے حیرت سے اسے ہنستے دیکھا وہ شاید اپنے حواسوں میں نہیں تھا

"تم تو دلوں کو توڑنے میں ماہر ہو لیکن سلجوق خانزادہ کا دل اب اتنا بھی ارزاں نہیں ہے کہ کوئی اس سے کھیل
سکے۔۔۔" اس نے تانیہ کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے اسے کھڑا کیا اور اس نے شانوں پہ دونوں
ہاتھ رکھ کر بڑی فرصت سے اس کی آنکھوں میں جھانکنے لگا

"چھوڑو مجھے۔۔۔" تانیہ نے مزاحمت کرتے ہوئے اس کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کی

"تم نے مجھے پاگل کر دیا ہے کیوں میری جان کا عذاب بن گئی ہو تم؟؟؟" وہ اس کے شانوں پہ دباؤ بڑھاتے ہوئے

"جان کا عذاب تو آپ بن گئے ہیں۔۔۔" تانیہ اس کی سرخ آنکھوں سے نظریں چرا کر ہارے ہوئے لہجے میں بولی

"ادھر سے چلو۔۔۔" سلجوق نے اس کے ہاتھ پر اپنی گرفت مضبوط کی اور اسے لے کر اپنی گاڑی تک آیا

"میرا ہاتھ چھوڑیں میں اگر آپ کا لحاظ کر رہی ہوں تو اس کا یہ مقصد ہر گز نہیں کہ میں نے آپ کو معاف کر دیا ہے۔۔۔" تانیہ نے ایک بار پھر ہاتھ چھڑانے کی کوشش کی۔ تانیہ کی بات سن کر سلجوق نے گہری نظروں سے اسے دیکھا اور بنا ایک بھی لفظ بولے تانیہ کو گاڑی میں زبردستی بٹھا کر گاڑی دوڑاتے ہوئے تانیہ کے گھر تک لایا

"اترو۔۔۔" گاڑی کا انجن بند کر کے وہ سنجیدگی سے اسے اترنے کا اشارہ کر کے خود بھی اتر گیا تانیہ نے خاموشی سے گاڑی سے اتر کر گھر کا دروازہ کھولا تانیہ کے پیچھے ہی سلجوق بھی گھر کے اندر داخل ہوا۔

"تانیہ میں یہاں تم سے معافی مانگنے نہیں آیا ہوں بس مجھے تم سے میرے ایک سوال کا جواب چاہیے۔۔۔" سلجوق نے گھمبیر لہجے میں بولتے ہوئے اسے دیکھا

"کیسا سوال؟"

"تم نے اس رات میرا انتظار کیوں نہیں کیا؟ بولو جواب دو۔۔۔" سلجوق غرایا

"مجھے شادی کیلئے پریوز آپ نے کیا، اپنی محبت کا احساس آپ نے دلایا، محبت کا مطلب ٹرسٹ اور اتنا آگے لانے کے بعد کیا میں پوچھ سکتی ہوں کہ آپ نے مجھ پر بھروسہ کیوں نہیں کیا؟ میں نے آپ پر یقین کیا لیکن کیا آپ نے مجھ پر یقین کیا؟" وہ سلجوق کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑی تھی

"کیا میں نے تم سے کبھی تمہارے ماضی کے بارے میں کوئی سوال کیا؟ کیا میں نے اس رات تمہیں ہوٹل سے جانے کا کہا؟ آخر تم نے ایسا سوچ بھی کیسے لیا کہ میں تم پر ٹرسٹ نہیں کرتا؟" وہ بھڑک اٹھا

"مس سعید! جو بھروسہ کرتے ہیں وہ آخری وقت تک ساتھ نبھاتے ہیں ایسے بچہ راہ میں چھوڑ کر نہیں جاتے۔۔۔"

اک ستم۔۔ آخری پارٹ

"میں نے آپ پر بھروسہ کیا تھا، آپ کی باتوں پر اعتبار کیا تھا آپ کو اپنا مان اپنا غرو مان لیا تھا لیکن آپ کا اس طرح اس اس۔۔۔" تانیہ کی آواز بھرا گئی وہ اسے اپنی کوئی کمزوری دکھانا نہیں چاہتی تھی ایک لمحہ رک کر اس نے خود کو کمپوز کیا

"اس طرح مجھے چھوڑ کر چلے جانا، میری آواز پر پلٹ کر نہ دیکھنا آپ کے رویے نے مجھے میری اپنی ہی نظروں میں گرا دیا تھا۔۔۔" وہ آنسو پیتے ہوئے بول کر ادھر سے جانے کیلئے قدم بڑھانے ہی لگی تھی کہ وہ اس کے عین سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اس کے چہرے پر کوئی ندامت یا کسی بھی قسم کی شرمندگی نہیں تھی جیسے اس نے کچھ کیا ہی نہیں ہو

"مزید کچھ کہنا ہے؟" وہ ناراض انداز میں گویا ہوا

"سب کچھ ختم کرنے کے بعد اب آپ یہاں کیوں آئے ہیں؟ میں نے آپ کے ساتھ کام کرنے سے انکار کر کے آپ کی مردانہ انا کو ٹھیس پہنچائی تھی، آپ کے سامنے جھکی نہیں تھی جسے آپ نے چیلنج سمجھ لیا اور واقعی آپ بہت بڑے کھلاڑی ہیں مبارک ہو آپ نے مجھ کو قوف کو تسخیر کر لیا اب مزید آپ کیا چاہتے ہیں؟ مسٹر سلجوق خانزادہ میں آپ کی وقت گزاری کا سامان نہیں بننا چاہتی۔۔۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر مضبوطی سے بولی

"اٹس انف تانیہ۔" وہ بڑی مشکلوں سے اپنا غصہ دباتے ہوئے دھاڑا اس کے چہرے پر غیض و غضب کے بادل چھائے ہوئے تھے

"تم!!" اس نے تانیہ کو شانوں کو جکڑا

"تم خود کو سمجھتی کیا ہو؟ ہر بار تم درست ہو، مظلوم ہو، یہ نہیں ہو سکتا بھی اپنا نکتہ نظر چھوڑ کر بھی سوچنا سیکھو ہمارے رشتے میں اگر دراڑ آئیں ہیں تو اس کی وجہ صرف اور صرف تم ہو، میں۔ تمہیں چھوڑ کر ہر گز نہیں گیا تھا بھلا کوئی اپنی زندگی کو بھی چھوڑتا ہے؟ بتاؤ میری کس بات سے تم نے اندازہ لگایا کہ میں تمہیں چھوڑ گیا ہوں؟ کیا میں اپنا سامان لے کر گیا تھا؟ کیا تم نے مجھے فون کرنے کی کوشش کی؟ کیا تم نے میرے واپس آنے کا انتظار کیا؟

نہیں۔۔۔ تم تو ایک منٹ بھی نہیں رکیں۔ تم نے تو یہ تک نہیں سوچا کہ میں تمہیں اس طرح ایک انجان مرد کے ساتھ دیکھ کر کتنا ڈسٹرب ہوا ہوں گا ان فیکٹ تم نے تو مجھے کبھی اس ذلیل انسان کے بارے میں بتانے کی زحمت تک نہیں کی، میں تو شاید کبھی بھی تمہارے لیے اہم نہیں رہا یہ تم نے اپنے رویے سے ثابت کیا ہے۔۔۔۔۔ وہ آخر میں لہجے کو نرم کرتے ہوئے اس کے شانوں پہ سے اپنی گرفت ہٹاتے ہوئے دور ہٹا

"میں نے بہت دنیا دیکھی ہے کئی لڑکیوں سے ملنا ملنا رہا ہے ساتھ کام کرنا رہا ہے لیکن کبھی کسی بھی لڑکی نے مجھے اس طرح اپنے کردار سے متاثر نہیں کیا تھا جیسے تم نے کیا اور جنہیں وقت گزاری کرنی ہوتی ہے وہ نکاح کا پرپوزل کبھی نہیں دیا کرتے۔۔۔" سلجوق نے تلخ نگاہ سے اسے دیکھا

"محبت یہ لفظ کہنا جتنا آسان ہے اسے نبھانا اتنا ہی مشکل ہے بہر حال آج تم نے ثابت کر دیا کہ تمہارے نزدیک میری کوئی اہمیت نہیں ہے ورنہ اتنا تیار ہو کر اس ہوٹل میں نہ جاتیں۔ یہ تو سوچ لیتی کہ تم میری ہو، تمہاری انگلی میں آج بھی میرے نام کی انگوٹھی ہے۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ میں ٹھیک ہوں غلطی مجھ سے بھی ہوئی کہ یہ

سوچ کر کے اپنا غصہ تم پر نہ نکال دوں کہیں تم میرے عیض و غضب کا شکار نہ ہو جاؤ میں وہاں سے چلا گیا تھا
لیکن یہاں پر تم بھی غلط ہوں میری باتوں پر غور سے سوچنا پھر طے کرنا کہ تم کہاں پر غلط تھیں۔۔۔ "وہ اس کے
چہرے پر ایک نگاہ ڈال کر واپسی کیلئے پلٹا

تانیہ جو سر جھکائے گم صُم کھڑی اس کی بات سن رہی تھی اسے جاتا دیکھ کر چونک گئی ساری ناراضگی ہوا ہو گئی
تھی اب صرف ایک احساس باقی تھا کہ سلجوق خاندان آج بھی اس کیلئے حساس ہے اور اس کی خفگی میں بھی محبت
چھپی ہوئی تھی۔

"سلجوق۔۔۔" تانیہ نے اپنی انا کو مار کر اسے آواز دی ویسے بھی جہاں محبت ہو وہاں انا کی گنجائش نہیں ہونی
چاہیے بس اعتبار کے دھاگے سے رشتے کو باندھ لینا ہی اہل محبت کا شیوہ ہوتا ہے۔

تانیہ کی آواز سن کر وہ رک گیا تھا لیکن پلٹا نہیں تھا

"آئی ایم سوری۔۔۔" تانیہ نے اس کے نزدیک پہنچ کر اس کی پشت سے اپنا سر ٹکا کر بھگے لہجے میں بولی

"معافی تو مجھے تم سے مانگنی چاہئے کہ میری وجہ سے تمہیں اپنی ذات کے حصار سے باہر نکلنا پڑا ایک ان چاہے
رشتے میں بند ہونا پڑا۔۔۔" وہ نرمی سے اس کا ہاتھ ہٹا کر باہر نکل گیا۔

رات کے کھانے کے بعد وہ اپنے کمرے میں بیٹھالیب ٹاپ کھول کر ای میل چیک کر رہا تھا جب دروازہ کھٹکھٹا کر بابا سائیں اندر داخل ہوئے

"آئیں بابا سائیں! بیٹھئیے۔۔" وہ انہیں دیکھ کر ادب سے کھڑا ہوا

"آج کیا خاص بات ہے جو تم شام سے غصہ میں ہو؟" وہ پاس پڑی کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولے

"ایسا تو کچھ نہیں ہے۔۔۔" سلجوق نے سنجیدگی سے جواب دے کر اپنے کمرے کی کھڑکی بند کی جہاں سے ٹھنڈی سرد ہوا کمرے کو مزید سرد بنا رہی تھی

"تم تانیہ بیٹی سے ملے؟" انہوں نے اسے بغور دیکھا

"جی۔۔۔" وہ ان کے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا جس پر سوچ کی پرچھائیاں چھائی ہوئی تھیں۔

"سلجوق ہم نے تمہیں ماں باپ بن کر بڑے لاڈ پیار سے پالا ہے اور اللہ کا کرم ہے کہ تم نے بھی ہمیں کسی بھی مقام پر مایوس نہیں کیا اور امید کرتا ہوں کہ اب بھی مایوس نہیں کرو گے ویسے بھی بزرگ اپنے بچوں کے لیے

"ہم نے تانیہ بیٹی کو تمہارے لیے پسند کیا تھا۔ ہمارا تجربہ کہتا ہے کہ وہ لڑکی ایک بہترین شریک حیات ثابت ہوگی اور تمہاری زندگی کو پرسکون بنا دیگی اور اب وقت آگیا ہے کہ تم دونوں کی شادی کروادی جائے۔۔"

انہوں نے بات شروع کی

"بابا سائیں ابھی نہیں! مجھے سوچنے کیلئے وقت چاہیئے۔۔" سلجوق نے سنجیدگی سے کہا

"ہم پہلے ہی تمہیں کافی وقت دے چکے ہیں اگر تانیہ پسند نہیں ہے تو کوئی بات نہیں اس کی شادی ہم کہیں اور کروادینگے تم کہو رجا کیسی ہے۔۔" انہوں نے تانیہ کی شادی کے ذکر پر سلجوق کے چہرے کے بگڑتے ہوئے زاویے کو بغور دیکھا

"میں راضی ہوں لیکن اب یہ دل کا رشتہ نہیں بس ایک کمپر و مائز ہو گا جو میری مجبوری ہے۔۔" اس نے رضامندی ظاہر کی

"نہیں سائیں! اب ایسی بھی مجبوری نہیں ہے کہ تم کمپر و مائز کرو، رہنے دو اس رشتے کو دنیا میں لڑکیوں کی کوئی کمی تو نہیں ہم کوئی اور لڑکی ڈھونڈ لیتے ہیں ویسے بھی زندگی میں سب کچھ چاہے وہ محبت ہی کیوں نہ ہو گیو اینڈ ٹیک ضروری ہوتا ہے سیمپل سارول ہے عزت دو اور عزت لو جس رشتے میں عزت نہیں وہاں محبت تو پیدا ہو ہی نہیں سکتی یہ کمپر و مائز کا احسان مت کرو رشتوں کی کمی نہ کہیں ہے اور نا ہی اسے۔۔"

"بابا سائیں آپ شادی کی تیاری کریں جس لڑکی کو میں ایک بار اپنے نام کی انگوٹھی پہنا چکا ہوں اب اسے کسی اور کے لئے چھوڑنا میری غیرت گوارا نہیں کرتی۔ اس لئے شادی تو مس سعید کی مجھ سے ہی ہوگی باقی میں اپنے رشتوں کو عزت دینا اور نبھانا جانتا ہوں۔۔" وہ دو ٹوک لہجے میں بولا

"جیتے رہو! میں اس ماہ کے آخر کی تاریخ سیٹ کر رہا ہوں۔۔" وہ خوش ہو کر کھڑے ہوئے

"ہم کل ہی شادی کی تاریخ اناؤنس کر دیں گے۔۔" وہ خوشی سے دکتے چہرے کے ساتھ سوچوں میں گھرے سلبوق کو چھوڑ کر باہر نکل گئے۔

اکتیس دسمبر شادی کی تاریخ طے ہو چکی تھی خانزادہ ہاؤس میں تیس سال بعد یہ خوشی کا موقع آیا تھا تیاریاں زوروں پر تھی بس ایک ہفتہ شادی میں باقی رہ گیا تھا۔ بابا سائیں نے تانیہ کو بڑی مشکل سے راضی کر کے خانزادہ ہاؤس شفٹ کروالیا تھا وہ آج کل ردا کے ساتھ کمرہ شمیر کر رہی تھی سلبوق خانزادہ سے اس کا سامنا نہ ہونے کے برابر تھا وہ اسے کھل کر انور کر رہا تھا۔

سلبوق تیار ہو کر ایک میٹنگ میں جانے کیلئے کمرے سے نکلا ہی تھا کہ لابی میں بیٹھے بابا سائیں اور چچی ماں نے اسے گھیر لیا

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"سلجوق ذراتانیہ کو بوتیک تک لے جاؤ، شادی کا جوڑا ریڈی ہے وہ چیک کر کے پک کر لینا۔۔۔" شہلا بیگم نے
حکم دیا

"چچی ماں میری ایک اہم میٹنگ ہے آپ انہیں لے کر خود چلی جائیں۔۔۔" اس نے پیچھا چھڑانے کے انداز
میں کہا

"سلجوق۔۔۔" بابا سائیں نے اسے تنبیہی نظروں سے گھورا

"چھ دن بعد تم دونوں کی شادی ہے بہتر ہے اب تم یہ آفس کا چکر چھوڑو اور شادی کی تیاریوں میں ہاتھ بٹاؤ۔۔۔"
انہوں نے کڑک لہجے میں اسے ٹوکا

"کیا تم دونوں میں کوئی ناراضگی چل رہی ہے؟" شہلا بیگم نے اس کے اکھڑے انداز کو دیکھتے ہوئے تانیہ سے
سوال کیا جو سب کیلئے کپوں میں چائے انڈیل رہی تھی

"جی نہیں ایسا تو کچھ نہیں ہے۔۔۔" تانیہ نے بمشکل اپنا غصہ ضبط کیا جو سلجوق کے رویے کو دیکھ کر امنڈتا چلا
آ رہا تھا دل تو کر رہا تھا کہ اسے ٹھیک ٹھاک سنا دے مانا کہ غلطی دونوں کی تھی اور وہ دونوں ہی اسے تسلیم بھی
کر چکے تھے پھر بھی وہ کلف کی طرح اکڑا ہوا تھا۔

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"سلجوق بیٹا بیٹھوں اور چائے تو ساتھ پی لو۔۔۔" شہلا بیگم نے زبردستی کھڑے سلجوق کو بیٹھنے کا اشارہ کر کے
تانیہ کو چائے سرو کرنے کا اشارہ کیا۔

تانیہ نے چائے کپ میں نکال کر سلجوق کو دیکھا جو اسے نظر انداز کیے بابا سائیں سے باتوں میں لگا ہوا تھا وہ اس
سے چینی کی مقدار پوچھنا چاہتی تھی لیکن اس کی اگنورینس دیکھ کر اس نے چائے میں صرف ایک قطرہ دودھ بنا
شکر ملا کر کالی سیاہ چائے سلجوق کی طرف بڑھائی

"یہ چائے۔۔۔" وہ بمشکل اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے چائے کا کپ سلجوق کے سامنے میز پر رکھتے ہوئے بولی اس
کے اندر کی لڑکی کا دل یہ کپ سلجوق کے سر پر مارنے کا کر رہا تھا
سلجوق نے ایک نظر تانیہ کے چہرے پر ڈالی اور پھر اس کالی چائے کو دیکھا

"یہ کپ مجھے دیں۔۔۔" اس نے تانیہ کو مخاطب کیا

تانیہ نے میز پر سے چائے کا کپ اٹھا کر اس کی سمت بڑھایا اس کے مرمریں ہاتھ کی تیسری انگلی میں سلجوق کے
نام کی انگوٹھی چمک رہی تھی سرخ و سفید چہرے پر غصہ سے سرخ گال، گلابی لبوں پر لپ گلوں کی چمک اور
گھنی سیاہ پلکوں کی جنبش وہ واقعی اس وقت اس کی توجہ بھرپور طریقے سے اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔ لیکن ابھی
وہ اس سے راضی ہونا نہیں چاہتا تھا

Skilling.pk WhatsApp: 03324646739 Diya.pk
"آپ تیار ہو جائیں چاہے پی کر آپ کو بازار لے جانا ہوں۔۔۔" وہ کپ تھامتے ہوئے سرد بےجے میں بولا

وہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اندر چلی گئی تیار تو کچھ خاص نہیں ہونا تھا بس بالوں کو مخصوص انداز میں پونی میں جکڑ کر اس نے گلے میں اسٹالر ڈال کر پیروں میں نازک سی سینڈل پہنی اور باہر آگئی

"تانیہ بیٹی ڈریسز پک کر کے یاد سے ان کی میچنگ کی چوڑیاں ضرور لینا۔" شہلا بیگم نے یاد دہانی کروائی

سلجوق سنجیدگی سے تانیہ کو لے کر مال آگیا تھا پورے راستے دونوں خاموش رہے تھے بازار پہنچ کر گاڑی پارک کرنے کے بعد سلجوق نے تانیہ کو اترنے کا اشارہ کیا۔

مال میں بہت رش تھا بھانت بھانت کے لوگ بڑی سیفکری سے خریداری کرنے میں مصروف تھے اور کئی منچلے بھی اپنی آنکھیں سینکنے میں لگے ہوئے تھے اس نے ناگواری سے یہ سب دیکھا اور آگے بڑھ کر تانیہ کے ساتھ ایسے چلنے لگا کہ وہ اس کے حصار میں آگئی تھی

دوسری منزل پر موجود معروف ڈیزائنر سے ملبوسات پک کرنے کے بعد تانیہ نے ان کی میچنگ کے سینڈل لئیے اور پھر کئی جگہیں دیکھنے کے بعد اسے ایک جگہ چوڑیاں پسند آ گئیں۔ سلجوق بڑے صبر سے اس کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔

اس نے سرخ نگوں سے سبھی چوڑیاں پسند کی۔

"میم ہاتھ دیجئے سائز چیک کر لیتے ہیں۔۔۔" دکان دار چوڑی کا پیکٹ کھول کر اسے دیکھ رہا تھا

"کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔" سلجوق نے درشت کہنے میں انکار کیا

"تو پھر سرکس سائز کی پیک کروں؟" دکان دار نے الجھن سے پوچھا

"آپ یہ مجھے دیں میں سائز خود چیک کر لیتی ہوں۔۔۔" تانیہ نے اس کی مشکل آسان کر کے چوڑیاں اپنے ہاتھ میں لیں اس کی سفید نازک کلائی میں وہ دوسرخ چوڑیاں بہت بھلی لگ رہی تھیں سائز بھی ٹھیک تھا وہ انہیں اتارنے ہی لگی تھی کہ سلجوق نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"آپ اسی سائز میں سب رنگوں کا ایک ایک جوڑا پیک کر دیں۔۔۔" اس نے دکان دار کو آرڈر دیا جس کی بانجھیں کھل گئی تھیں۔

تانیہ حیرت سے سلجوق کو دیکھ رہی تھی جو اس کا ہاتھ تھامے ہوئے اپنی پسند سے اس کیلئے چوڑیاں پیک کر رہا تھا۔

مال سے واپسی پر وہ دونوں اسی طرح خاموشی سے گھر واپس آگئے تھے جب گاڑی سے اترتے ہوئے تانیہ نے سلجوق کو مخاطب کیا۔

"کیا آپ ناراض ہیں؟" اسہائی بے تکا جملہ اس کے لبوں سے ادا ہوا

"جی نہیں۔۔۔" وہ رکھائی سے کہتا ہوا ملازم کو گاڑی سے سامان نکالنے کا کہہ کر اندر چلا گیا۔

خانزادہ ہاؤس میں بڑے پیمانے پر شادی کی تقریبات شروع ہو گئی تھیں یہ شاہ زیب خانزادہ صاحب کے پہلے پوتے کی شادی تھی گھر کی پہلی شادی ردا اور اس کی سہیلیوں نے خوب رونق لگائی ہوئی تھی زوہان نے تانیہ کو سلجوق کا نام لے لے کر چھیڑنا اپنا فرض بنالیا تھا۔ تانیہ کی دوست، سیکریٹری سائرہ اور پورا اسٹاف بھی بھرپور طریقے سے شریک تھا ایک ایک چیز پر فیکٹ تھی اور انہیں دنوں میں اب شادی کا دن آ گیا تھا۔

روایتی عروسی سرخ جوڑے میں ملبوس تانیہ کی آج چھب ہی الگ تھی ہمیشہ سادہ رہنے والی تانیہ پر آج بھرپور عروسی روپ آیا تھا مہندی پائل چوڑیاں، بھاری زیورات سے سچی تانیہ کا دل نکاح کے وقت پتے کی طرح لرز رہا تھا اسے اپنے ڈیڈی سعید صاحب کی یاد آرہی تھی۔

"کاش اس وقت ڈیڈی اس کے سر پر ہاتھ رکھتے اسے اپنی دعاؤں میں رخصت کرتے۔۔۔" اس کا دل بھر آیا تھا بڑی ہی خوش قسمت ہوتی ہیں وہ لڑکیاں جو اپنے باپ کی پر شفقت چھاؤں میں رخصت ہوتی ہیں۔

نکاح کی سنت ادا کر کے اسے فوٹو سیشن اور مختلف رسوم کی ادائیگی کے لیے باہر اسٹیج پر لا کر سلجوق کے برابر میں بٹھایا گیا۔

سب لوگ بہت رشک سے اس خوبصورت جوڑی کو دیکھ رہے تھے سر ہار ہے تھے۔ مختلف رسوم کی ادائیگی کے بعد رخصتی کی تقریب منعقد کی گئی اور اب ردا اور خاندان کی دیگر لڑکیاں اسے تھام کر ہنستی مسکراتی ہوئی شرارے سے اسے چھیڑتے ہوئے اسے سلجوق کے کمرے تک لائیں۔ پورا کمرہ خوبصورت فلورل ڈیکوریٹڈ تھا اس کے قدموں تلے پھول ہی پھول تھے۔

شہلا بیگم نے سب لڑکیوں کو کمرے سے نکال کر اسے بیڈ پر بٹھا کر اس کا گھونگٹ ٹھیک کرتے ہوئے اس کے ماتھے پہ بوسہ دیا۔

"سدا خوش رہو آباد رہو اور اپنے مرد کے دل پر راج کرو آمین۔۔۔" انہوں نے اسے دل سے دعا دی

"تم اب آرام کرو میں سلجوق کو بھیجتی ہوں۔" وہ پیار سے کہتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئیں

ان کے جانے کے بعد تانیہ نے کمرے کا جائزہ لیا جو گلاب کی خوشبو سے مہک رہا تھا۔ اس کے اداس چہرے پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ آ کر غائب ہو گئی کمرے کی سجاوٹ اس کا استقبال کر رہی تھی لیکن اس کمرے کا مالک جو اب اس کی زندگی کا ساتھی تھا اس سے ناراض تھا روٹھا ہوا تھا۔ وہ گھٹنوں پر سر رکھ کر سلجوق سے اپنی پہلی

سلجوق خانزادہ جس کی آن بان کسی شہزادے سے کم نہیں تھی جو رشتوں میں توازن کا قائل تھا جسے عزت کرنا اور کروانا آتا تھا جو اپنے قول کا پکا تھا آج وہ تانیہ کو اپنے نکاح میں لے آیا تھا۔ رات گئے وہ اپنے بیڈ روم میں داخل ہوا تو سامنے ہی وہ ظالم حسینہ گاؤتیکے سے ٹیک لگائے اس کے انتظار میں بیٹھے بیٹھے سو گئی تھی۔ وہ ایک نظر اس پر ڈالتے ہوئے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا نیم گرم پانی سے شاور لے کر آرام ٹراؤزر شرٹ پہن کر باہر نکلا ڈریسنگ ٹیبل کے پاس آکر اپنے گیلے بالوں میں برش کر کے اس نے کمرے کی ساری فینسی لائٹس آف کیں اور سائیڈ لیمپ جلادیے ان سب کاموں سے فارغ ہو کر وہ اطمینان سے تانیہ کی طرف متوجہ ہوا جو اتنے سارے سرخ گلابوں میں خود بھی ایک مہکتا ہوا پھول لگ رہی تھی۔ اس نے آہستگی سے تانیہ کا گھونگٹ اوپر کیا۔

"سبحان اللہ۔۔۔۔۔" وہ یک ٹک اسے دیکھے جا رہا تھا ہمیشہ سادہ رہنی والی تانیہ کا آج پہلی بار پور پور سچی اس کے سامنے تھی وہ اتنی دلکش لگ رہی تھی کہ سلجوق کو آج اپنی ناراضگی قائم رکھنا مشکل لگ رہا تھا۔ اس کا دل ہمک ہمک کر تانیہ کے وجود کے سارے رنگ چرا کر اس کے سارے بھیدوں سے واقف ہونا چاہ رہا تھا۔ اس نے آہستگی سے مہندی سے سجا تانیہ کا ہاتھ اپنی گرفت میں لیا۔

سلجوق کا انتظار کرتے ہوئے اسے سوچتے ہوئے دودن کی تھکی ہاری تانیہ کب نیند کی وادی میں اتری اسے پتہ ہی نہیں چلا تھا۔ نیند میں کم تانیہ کو اپنے ہاتھ پر مضبوط گرفت کا احساس جگا گیا تھا۔ اسے جاگتا دیکھ کر سلجوق نے نرمی سے اس کا ہاتھ اپنی گرفت سے آزاد کیا اور اس کے ماتھے کی بندیا کو درست کرتے ہوئے بیڈ سے اٹھ گیا۔ تانیہ نے سنجیدگی سے خود سے خفا سلجوق کو دیکھا جس نے بارہا اس سے محبت کا اظہار کیا تھا جو اس کو عزت سے وقار سے اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتا تھا اور آج اس ہی کی کوششوں سے وہ دلہن بنی اس کے کمرے میں

موجود تھی ورنہ اگر وہ دونوں اپنی اپنی اناؤں کے گنبد میں قید رہتے تو شاید۔۔۔۔۔ اس سے آگے وہ سوچنا نہیں
تھی۔ سلجوق اسے عزت سے اپنا چکا تھا اب اس کی باری تھی۔

تانیہ لہنگا سنبھالتے ہوئے بیڈ سے اتری اور چلتی ہوئی صوفے پر بیٹھے سلجوق کے پاس آئی خفا خفا سا روٹھا ہوا
سلجوق خانزادہ! وہ اسے دیکھ کر مسکرائی

"کیا! میری طرح آپ بھی ساری باتیں بھلا کر مجھ سے دوستی کریں گے؟" اس نے مہندی سے سچی ہتھیلی سلجوق
کے آگے پھیلا کر سوال کیا

سلجوق نے سر اٹھا کر دلہن بنی تانیہ کو دیکھا جو اپنا نازک ہاتھ اس کی سمت بڑھائے اس کی منتظر تھی۔

وہ دونوں ہی ایک جیسے تھے انا پرست مگر اعلیٰ ظرف وہ ہاتھ پھیلائے اس کی منتظر کھڑی تھی اور اس نے تانیہ کی
ہتھیلی کو دھیرے سے چوم کر اسے اپنی مضبوط گرفت میں لیا اور کھڑا ہو گیا۔

"تمہارے معاملے میں بہت انتہا پسند ہوں نہ تمہیں کسی کے ساتھ برداشت کر سکتا ہوں اور نا ہی اب
تمہارے بنا رہ سکتا ہوں۔۔۔" اس نے تانیہ کو اپنی پناہوں میں لیا

تانیہ کا چہرہ اس کی قربت سے سرخ پڑ گیا تھا پورے وجود میں ایک سنسنہٹ سی دوڑ گئی تھی پلکیں حیا سے بو جھل ہو کر جھک گئی تھیں۔

سلجوق نے ایک گہری نظر اپنی بانہوں کے حصار میں قید تانیہ کے حیا سے چور وجود کو دیکھا اور پر سکون ہو کر آنکھیں بند کر لیں۔

رات ڈھل رہی تھی ایک روشن سویرا ان دونوں کا انتظار کر رہا تھا سلجوق کے لب تانیہ کے کانوں میں پیار بھری سرگوشیاں کر رہے تھے تانیہ نے پر سکون ہو کر طمانیت سے آنکھیں بند کر کے خود کو اپنے محرم کی مضبوط پناہ میں دے دیا تھا۔

محبت کی چادر اوڑھے وہ دونوں ایک دوسرے کی چاہت میں بھیگ گئے تھے زندگی کا ایک نیا سفر ایک دوسرے کی ہمراہی میں اب اعتماد کے ساتھ طے کرنا تھا۔

ختم شد